



بدلے کی آگ
تحریر: نگہت راجپوت

بہت بڑی اور خوبصورت حویلی ہر طرف روشنیاں ہی روشنیاں جگمارہی تھیں بہت خوبصورتی کے ساتھ سجایا ہوا تھا حویلی کو باہر پھولوں سے بھرا باغچہ ہر طرف خوبصورت سے پھول سہانہ موسم ایک دلکش سا منظر پیش کر رہے تھے اتنے میں گاڑی کا شور سنائی دیا اور گاڑھی کا دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت نوجوان گاڑی سے اترامبی 5 فٹ سے زیادہ کی ہائیٹ کسرتی جسم سفید رنگ کالے کپڑوں میں مبلوس لباس آہستہ آہستہ قدم اٹھا کر اس خوبصورت نما حویلی کی طرف قدم بڑھا رہا تھا چہرہ دندھلا سا سہی سے نظروں کی تاب میں نہیں آ رہا تھا کہ۔۔۔۔



پلوشہ اٹھو پلوشہ کالج کے لیے دیر ہو رہی ہے اگر اب تم نہیں اٹھی نا تو اچھا نہیں ہوگا پلوشہ آخری بار کہہ رہی ہوں میں اٹھ رہی ہو یا نہیں پریشہ تقریباً 15 منٹ سے پلوشہ کو جگا رہی تھی اور وہ ڈھیٹ بن کر سوئی ہوئی تھی اور یہ کیا۔۔

اچانک ہی پلوشہ ہر برا کر اٹھی جب برف کی طرح ٹھنڈا پانی اپنے اوپر محسوس کیا اور پھر کیا
پلوشہ کا میلو ڈرامہ شروع۔۔

اُف ففوو پریشہ آپو یہ کیا کیا آپ نے آپ کو پتا ہے کتنا اچھا خواب دیکھ رہی تھی میں اتنی
پیاری بڑی سی حویلی پھول باغ ہائے اور میرا ہینڈسم شہزادہ۔۔
پریشہ آپو آپ بھی نا تھوڑی دیر اور رک جاتی میں نے اپنے شہزادے کو دیکھا بھی نہیں وہ
معصوم سا منہ بنا کر بولی۔۔

اور پریشہ سامنے کھڑی اپنی معصوم پاگل سی بہن کی ڈرامے بازیاں دیکھ کر اسے گھور رہی
تھی اچھا چلو بس اب ورنہ کالج کی دیر ہو جائے گی تمہیں اور مجھے یونی کی اور میرا پہلا دن
ہے یونی کا میں نہیں چاہتی کہ تمہاری وجہ سے میں بھی لیٹ ہو جاؤں اب جلدی سے
اٹھو اور تیار ہو کر باہر آجاؤ باہر سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں تمہیں پتا بھی ہے سب مل

کر ناشتہ کرتے ہیں پھر بھی ایک تو تم اور تمہارے خوابوں کے شہزادوں نے ہمیں تنگ کر رکھا ہے۔۔

اچھا نا پریشہ آپو ارہی ہوں نا تیار ہو کر میرے شہزادے کو تو کچھ نا کہیں اب آپ جائیں بھی خود ہی مجھے باتوں میں لگا رہی ہیں پھر مجھے کہیں گی کہ بیٹے دیر کروادی۔۔
او فووو یہ لڑکی بھی نہ۔۔

منٹ کے اندر اندر تیار ہو کر اجاؤ جلدی جاتے جاتے پریشہ ٹائم کا بتانا نہیں 10
بھولیں۔۔

ایک تو پریشہ آپو بھی نہ پلوشہ اب جلدی سے تیار ہو جاؤ ورنہ پھر سے آپو نے آجانا ہے
پلوشہ خود سے ہی بڑبڑاتے ہوئے ڈریسنگ سے کپڑے نکال کر واش روم میں گھس گئی۔۔



اسلام علیکم ماما بابا جان پلوشہ اور پریشہ نے ایک ساتھ کہا اور پھر دونوں ہی مسکرا کر
کرسی پر بیٹھ گئی اور ناشتہ کرنے لگی۔۔

عشرت بیگم اتنی دیر کردی آج تم دونوں نے پتا بھی ہے کہ آج پروشہ کا یونی میں پہلا
دن ہے اور تم نے کالج بھی جانا ہے پھر بھی اتنی دیر تیار ہونے میں۔۔

اور پھر کیا بھئی پلوشہ میڈم کا میلو ڈرامہ شروع
ماما دیکھیں نا پریشہ آپو نے کتنا لیٹ کروادیا ہے مینے کہا بھی کہ جلدی آٹھ جائیں پر بھی
یہ میڈ تو پتا نہیں کون سے گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہی تھیں۔۔۔
اور پریشہ کا اطمینان قابل دید تھا وہ سکون سے بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی اسے اپنی چھوٹی
نوٹکی بہن کا پتا تھا۔۔

اور پھر یوسف دورانی عشرت بیگم ان دونوں کی نوک جھونک دیکھ کر مسکرا دی۔۔

پھر وہ ناشتے سے فارغ ہو کر ڈرائیور کے ساتھ چلی گئی اور گارڈز تو بروقت ان کے ساتھ ہی ہوتے تھے۔۔۔



یوسف دورانی ایک بہت بڑے بزنس مین تھے دنیا کی نظر میں تو وہ ایک اچھے بزنس مین تھے لیکن حقیقت اس کے برعکس تھی۔۔ اور ان کی بس دو ہی اولادیں تھیں پروشے اور پلوشہ۔۔۔

پروشے 20 سال کی تھی اور پلوشہ 18 کی دونوں بہنوں کو ہی قدرتی خوبصورتی سے نوازا گیا تھا پلوشہ کی بڑی بڑی بڑاؤن گہری آنکھیں چھوٹی سی ناک دودھ کی طرح سفید رنگت سرخ

چھوٹے لب لمبے کمر سے نیچے تک آتے بال اور جتنی دکھنے میں معصوم تھی کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ سیدھی سادھی معصوم سی دکھنے والی پلوشہ کتنی شرارتی ہے۔۔

اور پریشے بھی کوئی کم خوبصورت نہیں تھی تیکھیں نین و نقش سفید دودھیا رنگت اور لمبے بال لیکن وہ پلوشہ کی نسبت تھوڑا ڈرپوک تھی۔۔



توبلی سے نکلتا ہوا ایک نفوس سنجیدہ انداز بلو جینس کے اوپر وائیٹ شرٹ پہنے مخصوص سے انداز میں پیٹ کی پاکٹیوں میں ہاتھ ڈالے قدم بڑھا کر آگے کی طرف بڑھ رہا تھا اپنی پرسنلٹی سے وہ کسی کو بھی اپنی طرف متوجہ کر سکتا تھا سارے ملازم نگاہ نیچے کیے کھڑے ہوئے تھے۔۔

وہ گاڑی کے قریب پہنچا تو اکرم نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔

ایک واحد اکرم ہی تھا جس سے وہ بات کرتا تھا اور اکرم بھی بنا جھجک اس سے کوئی بھی بات پوچھ سکتا تھا

اکرم زیان شاہ کا خاص سیکرٹی تھا ورنہ کسی سیکرٹی یا ملازم میں اتنی جرات نہیں تھی کہ وہ زیان شاہ سے الجھ سکے۔۔

وہ گاڑی میں بیٹھا اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔۔۔



میر شاہ کب آئے گا میرا بیٹا اب تو اس کی پڑھائی بھی مکمل ہو چکی ہے اسے کہیں جلدی
آئے اسے تو کوئی حوش ہی نہیں ہے جوان اولاد ہے کہیں بیرونی ملک رہ کر میرے بچے
کی عادتیں خراب ہی نا ہو جائیں۔۔۔

عائشہ بیگم نے کہا۔۔
آپ کیوں ٹینشن لیتی ہیں جناب جیسا آپ سوچ رہی ہیں ویسا کچھ نہیں ہے یقین رکھیں
اپنے بچوں پر میر شاہ نے عائشہ بیگم کو پیار سے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔۔

اور میری شہزادی کہاں ہیں بھئی۔۔
میر شاہ نے پوچھا۔۔

پتا تو ہے آپ کو اس افلاتون کا آج جلدی ہی روانہ ہو گئی یونی کے لیے اور پھر میر شاہ اور
عشرت بیگم ناشتہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔

میر شاہ نے دو شادیاں کی تھیں ان کی پہلی بیوی آسیہ شاہ ان میں سے 1 اولاد دی جو کہ
زیان شاہ تھا۔۔۔

پھر کسی حادثے کے تحت وہ اس فانی دنیا سے کوچ کر گئیں۔۔

اور میر شاہ کی دوسری بیوی یعنی عائشہ بیگم وہ میر شاہ کی کزن بھی تھیں ان میں سے 2
اولاد تھیں۔۔

آیان شاہ

حیا شاہ۔۔

سب سے بڑا زیان شاہ 25 سالہ خوبصورت نوجوان 6 فٹ سے نکلتا ہوا قد کسرتی جسم چوڑا
سینہ بڑی بڑی بھوری آنکھیں ماتھے پر بکھرے ہوئے بال جو کہ اسے اور پرکشش بناتے

تھے اور بہت سنجیدہ قسم کا انداز نا زیادہ کسی سے بات کرنا اور گھر بھی رات کو لیٹ آنا تاکہ زیادہ کسی سے بات نہ ہو وجہ عائشہ بیگم تھی۔۔

زیان شاہ نے پڑھائی مکمل کرنے کے بعد اپنے بابا کا بزنس سمنجھالا تھا جو کہ اب ٹوپ پر تھا آفس میں سب لڑکیاں ہی زیان شاہ پر فدا تھی پر وہ کسی کو منہ نہیں لگاتا تھا بس اپنے کام سے کام رکھنا۔۔

اور زیان سے چھوٹا آیاں شاہ جو کہ 23 سال کا تھا اور تھا تو وہ بھی بہت خوبصورت 5 فٹ انچ نکلتا ہوا قد کسرتی جسم سفید رنگت گرمی کالی آنکھیں اور سب سے زیادہ پرکشش چیز جو 4 اسے مزید خوبصورت بناتی تھی وہ تھے اس کے ڈمپلز جو کہ اس نے عائشہ بیگم سے چرائے تھے اور وہ زیان کی نسبت تھوڑا چلبلا باتونی اور شرارتی تھا۔۔

آیان شاہ اپنی پڑھائی کے لیے بیرونی ملک لندن گیا ہوا تھا اب اس کی پڑھائی مکمل ہو
چکی تھی اس لیے عائشہ بیگم میر شاہ سے اسرار کر رہی تھی کے آیان کو واپس پاکستان
بلائیں۔۔

اور سب سے چھوٹی اور ان دونوں بھائیوں کی جان حیا۔۔

حیا بھی 20 سال کی تھی اور خوبصورتی میں تو اپنے بھائیوں سے بھی آگے تھی اور حیا
کے بس ایک سائیڈ ڈسپل نما ہوتا تھا اور حیا بھی یونی میں پڑھتی تھی۔۔



حسب معمول روز کی نسبت پلوشہ اپنی دوست حریم کے ساتھ کینٹین میں بیٹھی باتیں کر
رہی تھی۔۔۔

اور ساتھ ساتھ حریم کو پریشان بھی یار حریم تم کتنا کھاتی ہو بس بھی کر دو کھا کھا کر موٹی
بھینس بن جاؤں گی۔۔۔

پلوشہ نے حریم کو چھیڑتے ہوئے کہا۔۔

پلوشہ نا کرو یار کھانے پر نا ٹوکا کرو حریم نے سمو سا کھاتے ہوئے کہا۔۔۔

یار حریم توبہ کرو کتنا کھاؤں گی 4 سمو سے کھا چکی ہو تم اچھا تم کھاؤ میں زرا واشروم سے ہو
کر آتی ہوں۔۔۔

پلوشہ اپنے ہاتھ دھو رہی تھی کہ کسی کی آہٹ پا کر پیچھے مڑ کر دیکھا تو۔۔

کسی نقاب پوش نے پلوشہ کے منہ پر رومال رکھا وہ کچھ سمجھنے کی کوشش کرتی۔۔

اتنے میں بے جان ہو کر نقاب پوش کی باہوں میں جھول گئی۔۔

اور نقاب پوش اسے باہوں میں بھرتا جیسے آیا تھا ویسے ہی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

پلوشہ کو گاڑی میں بٹھایا اور گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گئی۔۔۔

پریشہ کا آج پہلا دن تھا یونی میں تو وہ تھوڑا گھبرا رہی تھی۔۔

وہ جیسے ہی کلاس میں انٹر ہوئی سب کی توجہ کا مرکز وہی تھی۔۔

اور ہوتی بھی کیوں نہ اتنی پیاری اور دکھنے میں بالکل معصوم سی گریٹا لگ رہی تھی۔۔۔

سب کی نظروں کی تاب نالاتے ہوئے جو کرسی خالی نظر آئی اس پر بیٹھ گئی۔۔

ہائے ایم حیا۔۔

حیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

پریشہ نے اپنی دوسری جانب مڑ کر آواز کی تا عقب میں دیکھا تو ایک خوبصورت سی لڑکی مسکرا کر ہاتھ اگے بڑھا رہی تھی۔۔

جسے پریشہ نے تھوڑا جھجھکتے مسکرا کر تھام لیا۔۔

ایم پریشہ یوسف۔۔

Ohh beautiful name pareshy like uh beautiful doll..

حیا نے پیار سے کہا۔۔

پریشے کو حیا بہت اچھی لگی تھی اسی دوران کلاس سٹارٹ ہوئی اور سب اس طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔۔



ڈرائیور کے ساتھ صرف پریشے ہی واپس لوٹی تھی۔۔۔

گھر پہنچتے ہی پریشے نے عشرت بیگم سے پوچھا۔۔۔

ماما پلوشہ آگئی ہے کیا۔۔؟؟

ہم نے اس کا بہت انتظار کیا پر وہ نہیں آئی مجھے لگا اپنی فرینڈ کے ساتھ نہ آگئی ہو
واپس۔۔۔

کیونکہ کافی دفعہ پلوشہ حریم کے ساتھ واپس آجاتی تھی۔۔

پر جب پلوشہ گھر نہیں پہنچی تو واقعی سب کو ٹینشن ہوئی۔۔

اور عشرت بیگم نے یوسف دورانی کو کال کی۔۔

جو کہ دوسری بیل پر ریسیدو بھی ہوگئی تو انھوں نے یوسف دورانی کو پلوشہ کے بارے میں
اگاہ کیا۔۔۔

تو وہ آفس سے سیدھا گھر کی طرف روانہ ہوئے۔۔

جیسے ہی یوسف دورانی نے گھر میں قدم رکھا سب سیکرٹی نظریں جھکائے کھڑے تھے۔۔۔

کہاں گئی میری بیٹی اگر اسے خروج بھی آئی تو میں تم سب کو جان سے مار دوں گا کہاں
تمھے تم سب ہاں۔۔۔۔

گدھوں کی فوج پال رکھی ہے مینے جاؤ اب میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو سب۔۔۔

جا کر پتا لگواؤں میری بیٹی کا نہیں تو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا تم سب کو۔۔۔



گاڑی اپنی منزل تک پہنچی اور زیان شاہ کسی بے جان وجود کو اپنی بانہوں میں اٹھائے اندر
کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

اور وہ بے جان وجود کسی اور کا نہیں بلکہ پلوشہ تھی۔۔۔

زیان حویلی میں داخل ہوا اور پلوشہ کو ایک روم میں لے جا کر کرسی پر باندھ دیا۔۔

اور ڈور لاک کر کے واپس کی جانب چل پڑا اور سیکرٹی کو ہدایت دینا نہیں بھولا کہ۔۔

اس روم میں کوئی بھی نہیں جائے گا اور نہ ہی یہ ڈور کوئی اوپین کرے گا۔۔

اور اگر کوئی اس روم کے آس پاس بھٹکتا ہوا دکھائی دیا تو زندہ گاڑھ دوں گا۔۔

ملازم اور سیکرٹی خوف کے مارے نظریں نیچے کی طرف جکھائے چت پڑ چکے تھے۔۔

اور زیان لمبے لمبے دُک بھرتا گھر سے نکل گیا۔۔۔



تقریباًً ایک گھنٹے کے قریب جا کر پلوشہ کو ہوش آیا اور صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

جب ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو خود کو ایک بڑے سے خوبصورت سے کمرے میں بندھا ہوا پایا۔۔۔

پلوشہ چلائی کوئی ہے کھولو مجھے یہاں سے ہمت بھی کیسے ہوئی مجھے یہاں لانے کی وہ
بھوکی شیرنی بنی غرار ہی تھی۔۔۔

اور زیان شاہ اطمینان سے بیٹھا پلوشہ کی ہر اک حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھا۔۔۔

پریشہ کا رو کر برا ہال تھا عشرت بیگم کا بھی یہی حال تھا وہ پریشہ کو پرسکون کر رہی
تھی کہ پلوشہ جہاں بھی ہوگی ٹھیک ہوگی۔۔۔

اور تمہارے بابا بہت جلد اسے ڈھونڈ لیں گے مجھے پورا یقین ہے۔۔

اچھا اب تم یونی کے لیے تیار ہو جاؤ یونی جاؤ گی مائینڈ فریش ہو جائے گا میری بچی کا۔۔

چلو شاباش اٹھو تیار ہو جاؤ۔۔

نا چاہتے ہوئے بھی پریشہ یونی چلی گئی۔۔



Hey! Pretty girl..?

پریشہ نے مڑ کر دیکھا تو حیا اس سے مخاطب تھی۔۔

جی پریشہ نے مختصر سا جواب دیا۔۔

Hey pretty girl are uh sad..?

حیا نے پوچھا۔۔

نہیں بس یونہی۔۔ اب پریشے کسی پر اتنی جلدی کیسے یقین کر لیتی کہ اسے بتا دے کہ
اس کہ بہن کل سے غائب ہے اور اسی وجہ سے وہ خود بھی پریشان ہے۔۔

دل ہی دل میں پریشے نے پلوشہ کے لیے دعا کی کہ پلوشہ جہاں بھی ہو ٹھیک ہو۔۔

یار کہاں کھو گئی ہو۔۔

حیا نے پریشے کو پھر سے بلایا پریشے اپنے ہی خیالوں میں گم تھی کہ حیا کی آواز سن کر
حوش میں آئی۔۔

نہیں کچھ نہیں۔۔

اور پھر دونوں کلاس کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔



ادھر پلوشہ چلائے جا رہی تھی۔۔

اتنے میں دروازے کے کھلنے کی آواز آئی۔۔

اور زیان شاہ اندر داخل ہوا۔۔

کون ہو تم اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو ہمت بھی کیسے ہوئی مجھے یہاں لانے کی تم جانتے
نہیں ہو کہ میں کون ہوں میرے بابا جلد ہی تمہیں ڈھونڈ لیں گیں اور ایسا حشر کرے
گیں تمہارا کہ تم یاد رکھو گے۔۔

پلوشہ بنا رکے بولی جا رہی تھی اتنے میں ہی زیان اس کے قریب آیا اور گھنٹوں کے بل
اس کے مقابل بیٹھ گیا۔۔

ہمت تو میری جان تم نے ابھی دیکھی ہی کہاں ہیں میری اور رہی بات تمہارے بابا کی تو دیکھتے ہیں وہ تمہیں کب تک ڈھونڈ پاتے ہیں۔۔

پلوشہ ڈرنے والوں میں سے تو تھی نہیں پھر سے شروع ہو گئی تھی۔۔

جنگلی انسان کھولو مجھے میں تمہارا منہ نوچ لوں گی۔۔

زیان غصے سے اٹھا اور اس کے بالوں کو اپنی گرفت میں لیا۔۔



زیان غصے سے اٹھا اور اس کے بالوں کو اپنی گرفت میں لیا۔۔

آئندہ مجھ سے اونچی آواز میں بات کرنے کی غلطی بھی مت کرنا ورنہ تمہارے لیے اچھا نہیں ہوگا۔۔

پلوشہ کہاں باز آنے والی تھی بول پڑی پھر۔۔

کیوں ہاں کیوں نہ بات کروں تم سے اونچی آواز میں خدا ہو تم ہاں اور تم کون ہوتے ہو
مجھ پر حکم چلانے والے ہاں بولو۔۔

تمہارا ہونے والا مجازی خدا میری جان۔۔
زیان شاہ نے اطمینان سے کہا۔۔

پلوشہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی جیسے کچھ غلط سن لیا ہو۔۔

میری جان ایسے مت دیکھو معلوم ہے مجھے کے بہت ہینڈسم ہوں میں اب نظر لگاؤ گی
کیا۔۔۔

پلوشہ نے ایک پل کے لیے اسے دیکھا وائیٹ پینٹ پر بلو شرٹ پہنے سفید رنگت چہرے
پر بکھرے بال گہری بھوری آنکھیں جیسے بہت ہی راز چھپے ہوں ان میں ہلکی بڑھی ہوئی
شیو سرخ لب کلائی میں منگی واچ سنجیدہ سا چہرہ پھر گڑبڑا کر ہوش میں آئی

تم اور ہینڈسم۔۔۔

Joke of the day...

شکل دیکھی ہے اپنی جنگلی انسان اور کس نے کہا کے میں تم سے شادی کروں گی
ہاں۔۔۔

سوچ بھی کیسے لیا تم نے جانتے نہیں ہو تم مجھے کے میں کس کی بیٹی ہوں۔۔

زبان شاہ طنزیہ سا مسکرایا۔۔

اچھے سے جانتا ہوں میری جان تمہیں بھی اور تمہارے باپ کو بھی۔۔

یہ کیا تم نے میری جان میری جان لگا رکھا ہے زبان سمنجھال کر بات کرو اور کھولو مجھے
یہاں سے۔۔

زبان اطمینان سے کھڑا رہا اور پھر پلوشہ کے بندھے ہوئے ہاتھ پاؤں کھولے۔۔

اور کہا کہ صرف آدھا گھنٹہ ہے تمہارے پاس پھر ہمارا نکاح ہے اچھے سے سوچ لو مجھے
کوئی تماشہ نہیں چاہیے۔۔

اور تمہیں کیوں لگتا ہے کہ میں تمہاری بات مانوں گی اور نکاح کر لوں گی تم سے پاگل
بیوقوف سمجھا ہے مجھے پلوشہ زیان کے قریب آتی بولتی جا رہی تھی۔۔۔۔



زیان نے پلوشہ کے دونوں بازوؤں کو اپنی گرفت میں لیا۔۔
درد کی انتہا سے پلوشہ تڑپ اٹھی،، جنگلی انسان چھوڑو مجھے۔۔

ویسے حسین تو بہت ہو تم پھر کیا خیال ہے میری جان نکاح نہیں کرنا چاہتی تو مجھے کوئی
مسئلہ نہیں میری جان۔۔

زیان یہ کہتے ہی پلوشہ کے قریب گیا اور اس کے لبوں کو اپنی گرفت میں لیا اور اتنی شدت پلوشہ برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔۔

یہ پلوشہ کے ساتھ پہلی بار ہوا تھا کہ کوئی اس کے اتنا قریب آیا تھا۔۔

زیان نے اسے لیے بیڈ کی طرف آیا اور اس پر جکھا لیکن اپنے لب پلوشہ کے لبوں سے جدا نہ کیے اور پلوشہ کو لگا جیسے آج اس کی سانسیں ہی رک جائیں گی اس کے دونوں ہاتھوں کو مضبوطی سے اپنی گرفت میں لیا اور اس کی شرٹ کندھے سے کھسکا دی اور وہاں اپنے لب رکھ دیے اور جا بجا اپنا لمس چھوڑنے لگا۔۔۔۔

پلوشہ کی روہ فنا ہوئی پلوشہ نے سختی سے اپنی بند کی ہوئی آنکھوں کو کھولا اور اپنی پوری طاقت لگا کر زیان شاہ کو پیچھے دھکیلا۔۔۔

می۔۔۔م۔۔ میں تیار ہوں نکاح کے لیے،، پلوشہ کی بولتے ہوئے زبان لڑکھڑا رہی تھی لفظ
ساتھ نہیں دے رہے تھے،۔۔

زیان شاہ مسکرایا۔۔

Ahaan Gud girl..

بلکل ایسے ہی شرافت سے میری باتیں مان لیا کرو ورنہ انجام کا تو پتا چل ہی گیا ہو گیا
میری جان۔۔۔

صرف آدھا گھنٹہ ہے تمہارے پاس ضرورت کا سب سامان تم تک پہنچ جائے گا تیار رہنا۔۔

ادھے گھنٹے بعد ملتے ہیں،، اور بھاگنے کی کوشش بھی مت کرنا ورنہ پھر جو میں تمہارے
ساتھ کروں گا تم نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا۔۔۔

زیان شاہ کہہ کر باہر کی جانب روانہ ہو گیا اور ڈور لاک کرنا نہیں بھولا۔۔

اکرم مولوی کا بندوبست کرو جلدی۔۔

زیان نے اکرم سے کہا اور روانہ ہو گیا۔۔



ادھر یوسف دورانی نے کوئی جگہ نہیں چھوڑی تھی پلوشہ کو ڈھونڈنے میں۔۔

یوسف دورانی سمجھنے سے قاصر تھا کہ آخر پلوشہ گئی کہاں۔۔

،، اتنے میں یوسف دورانی کا موبائل بجا،، جو کہ انھوں نے پہلی ہی بیل پر ریسو کر لیا

بولو وسیم، کیا ہوا

اچھا ٹھیک ہے وسیم میں بات کر لوں گا ان کی پارٹی سے اور ہاں احتیاط سے کوئی گڑبڑ
نہیں ہونی چاہیے۔۔

یوسف دورانی نے کہا۔۔۔

اوکے سر، وسیم نے مختصر سا جواب دیا اور فون کاٹ دیا۔۔

ادھر یوسف دورانی آفس کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔



او کم ان مام آپ کیوں ٹینشن لے رہی ہیں آجاؤں گا بہت جلد آپ کے پاس۔۔

آیاں شاہ نے عائشہ بیگم سے کہا۔۔

ہاں ہاں یہی سنتی آرہی ہوں کے آجاؤ گے تم مگر بس کہتے ہو لگتا ہے وہاں جا کر بھول گئے ہو ہمیں ہاں ایسا ہی تو ہے اسی لیے تو ہم سب تمہیں یاد نہیں آتے۔۔

کیوں پریشان کر رہی ہیں آپ میرے بیٹے کو لائیے مجھے دیں فون۔۔

میر شاہ نے پیار سے کہا۔۔

ڈیڈ آپ ہی سمجھائیں نا ماما کو۔۔

ہاں بابا کب سے سمجھا ہی تو رہا ہوں ان جناب کو۔۔

ہاں کہہ دیجیئے اپنے بیٹے کو اب اس بار جب تک نہیں آئے گا یہ تب تک مجھ سے بات
ناکرے عائشہ بیگم کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

نیچھے سے میر شاہ سرد سی آہ بھر کر رہ گیا۔۔ تو پھر کیا خیال ہے جناب آنے کا۔۔

جی ڈیڈ اب تو آنا ہی پڑے گا پر آپ ماما اور حیا کو مت بتائیے گا پلیز۔۔۔

اوکے بابا نہیں بتاتا اور پھر دونوں باپ بیٹے گفتگو میں لگن ہو گئے۔۔۔



کچھ دیر بعد کمرے میں ایک بزرگ نما خاتون داخل ہوئیں ان کے ہاتھ میں شادی کا جوڑا
اور دیگر سامان تھا۔۔

صوفیہ آیا آگے بڑھیں اور کہا بچے جلدی سے تیار ہو جاؤ زیان بابا اتے ہی ہونگے۔۔

پلوشہ ان کے قریب گئی دیکھیں آپ جو بھی ہیں پلیز میری یہاں سے نکلنے میں مدد کریں
آپ جو چاہیں گی بدلے میں آپ کو دوں گی پلیز میری مدد کریں پلیز میں آپ کی احسان مند
رہوں گی۔۔۔

اور صوفیہ آیا بھی کیا کر سکتی تھی ایک سرد سی آہ بھر کر رہ گئیں۔۔

دیکھو بیٹھا جلدی سے تیار ہو جاؤ زیادہ ٹائیم نہیں ہے اگر زیان بابا آگئے تو بہت غصہ کریں
گے۔۔

زبان کا نام سن کر ہی پھر سے پلوشہ کو زبان کی کیگئی حرکت یاد آئی اور وہ ڈر کے مارے
جلدی سے جوڑا اٹھا کر واشروم گھس گئی اور کر بھی کیا سکتی تھی۔۔۔



زبان شاہ کمرے میں داخل ہوا تو ایک پل کے لیے تو وہ بھی ٹھنک کر رک گیا۔۔

سرخ لال لہنگا گولڈن ہیروں سے بھری چولی تین مالا والا رانی ہار بالوں کو جوڑے میں قید
میکپ کیے اور سرخ لب اففف غضب ڈھا رہی تھی پلوشہ اپنے ہی خیالوں میں گم سم
سی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

زبان واپس اپنے ہوش میں آیا اور پھر اپنے پہلے والے روپ میں آگیا۔۔۔

رؤب دار آواز میں کہا گیا کہ تیار ہو تم مگر کوئی جواب نہ ملا۔۔۔

زبان کو پلوشہ پر تھوڑا ترس آیا کہ وہ جو کر رہا ہے کیا وہ سہی ہے۔۔۔
لیکن خود کو کمپوز کرتا پلوشہ کے تھوڑا قریب گیا۔۔

پلوشہ آہٹ سے ہوش کی دنیا میں واپس آئی اور زبان کو غصے بھری نظر سے نوازا۔۔

زبان نے آئبرو اچکائی میں نے پوچھا کہ تیار ہو تم۔۔۔

اور پلوشہ جو کب سے بھری بیٹھی تھی پھٹ پڑی۔۔

اندھے ہو تم ہاں آنکھیں خراب ہو گئی ہیں نظر نہیں آتا کیا کہ تیار بیٹھی ہوئی ہوں پھر
بھی پوچھ رہے ہو تیار ہو تیار ہو حد ہے مطلب مجھے تو۔۔۔

پلوشہ کے آواز منہ میں ہی رہ گئے۔۔۔

زیان پوری طرح سے اس کی سانسوں میں قابض ہو گیا تھا پلوشہ نے سختی سے اس کے کالر کو مٹھیوں میں جکڑا ہوا تھا۔۔۔

اور آخر زیان کو اس پر رحم آہی گیا اور اس کے لبوں کو آزاد کیا۔۔

پلوشہ شرم کے مارے سرخ ہو چکی تھی لیکن اپنی خفت مٹانے کو جلدی سے بولی یہ کیا ہتیمی تھی جنگلی انسان۔۔

اگر ابھی بھی نہیں پتا چلا تو دوبارہ سے کمر کے دکھاؤں کیا جانے من۔۔

پلوشہ پھر گر بڑا گئی اور زیان کو گھورنے لگی۔۔

اگر اب تمہارا گھورنا ہو گیا ہو تو چلیں۔۔

زیان شاہ نے کہا۔۔

لیکن میری بھی ایک شرط ہے پلوشہ نے کہا۔۔۔

تم میرے لیے اتنی بھی اہمیت نہیں رکھتی کہ تم میرے سامنے شرط رکھو،، خیر بولو کیا شرط ہے۔۔

وہ مجھے نکاح سے پہلے اپنی بہن سے بات کرنی ہے۔۔

اچھا تو تم اپنی بہن کو سب بتادو گی اور تمہیں لگتا ہے وہ سب تمہیں بچانے آئیں گے
ہاں ایسا ہی ہے نا؟

بھول گئی تم کہ مینے کیا کہا تھا تم سے اب بھی سمجھ نہیں آئی تو۔۔

نہیں نہیں ایسا کچھ نہیں ہے پلوشہ جلدی سے بولی۔۔

میں اسے کچھ نہیں بتاؤں گی پلیز بس ایک بار میری بات کروادو۔۔۔

ٹھیک ہے لیکن تم میرے سامنے ہی بات کرو گی زیان شاہ نے اپنا موبائیل پلوشہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔۔

اوکے اوکے پلوشہ نے جلدی سے موبائیل لیا اور نمبر ڈائل کرنے لگی۔۔



ادھر پریشے یونی سے آکر سیدھا اپنے روم میں بند ہوگئی تھی۔۔۔

عشرت بیگم بھی بہت پریشان تھیں لیکن انھیں حوصلہ تھا کہ بہت جلد یوسف دورانی
پلوشہ کو ڈھونڈ لیں گے آخر بہت پہنچ تھی یوسف دورانی کی۔۔۔

اور یہاں تو بات یوسف دورانی کی بیٹی کی تھی تو وہ کیوں نہ ایڑی چوٹی کا زور لگاتے۔۔۔

پریشے کمرے میں بیٹھی پلوشہ کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ اس کے موبائل کی بیل
بجنے لگی۔۔

پریشے نے دیکھا کوئی انون نمبر تھا تو واپس موبائل رکھ دیا لیکن مسلسل بیل بجاتے دیکھ آخر
پریشے نے کال اٹھائی اور پلوشہ کی آواز سن کر چونک پڑی۔۔

پلوشہ تم کہاں ہو تم کیسی ہو پتا ہے ہم سب کتنا پریشان تھے شکر ہے تم ٹھیک ہو
پریشہ نان سٹاپ بولے ہی جا رہی تھی۔۔

آپو آپو میری بات تو سن لیں میں جہاں بھی ہوں بالکل ٹھیک ہوں اور میرا نکاح ہو رہا ہے
اور آپ ماما بابا کو کچھ نہیں بتائیں گی آپ کو میری قسم ورنہ میں دوبارہ آپ سے کبھی بات
نہیں کروں گی اور آپ ٹینشن نا لیں میں ٹھیک ہوں بالکل آپنا اور ماما بابا کا خیال رکھیے گا
خدا حافظ۔۔۔

پلوشہ نے ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ کر کال کٹ کر دی کیونکہ اس کے پاس
فلحال پریشہ کو دینے کے لیے کوئی جواب نا تھا۔۔۔

اس نے زیان کو موبائل واپس دیا۔۔

گڈ گرل یہی امید تھی تم سے

تھوڑی دیر تک صوفیہ آیا آئیں گی تمہیں لینے ان کے ساتھ آجانا زیان بول کر کمرے سے نکل گیا۔۔

زیان کے جانے کے بعد پلوشہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی کیونکہ وہ زیان کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔۔۔

پھر جلدی سے اٹھی پھیلی ہوئی لپسٹک اور اور اپنا میکپ صاف کیا اور منہ ہی منہ میں بڑبڑایا جنگلی انسان تمہیں نہیں چھوڑوں گی میں تمہاری زندگی جہنم بنادوں گی۔۔

لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ اب کیا ہونے والا ہے سب کی زندگیوں میں نیا طوفان آنے والا ہے جس سے سب بے خبر تھے۔۔۔



پریشہ حیران سی موبائل کانوں پر ویسے ہی لگائے ہوئی تھی اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ
پلوشہ نے اسے کیا کیا بول دیا۔۔

نکاح کس سے اور کیوں پریشہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی تھی کسی کو بتا بھی نہیں سکتی
تھی لیکن تھوڑا پرسکون ہو چکی تھی کہ پلوشہ جہاں بھی ہے ٹھیک ہے۔۔۔

وہ سب دوست مل کر کلب میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہاتھوں میں وائن کے گلاسز تھے۔۔

آیان نے اپنے دوستوں کو بتایا تھا کہ وہ واپس پاکستان جا رہا ہے تو اسی لیے سب فرینڈز
نے آج کلب میں جانے کا پلین بنایا تھا۔۔۔

وہاں سب لڑکیاں ہی آیان پر فدا ہو رہی تھی اور ہوتی بھی کیوں نا بلیک پینٹ کے اوپر
سکائے کلر کی شرٹ پہنے بالوں کا خوبصورت سا سٹائل بنائے ہوئے گہری کالی آنکھیں اور
سب سے پرکشش اس کے ڈمپلز۔۔۔

لڑکیاں تو اس پر فدا ہو رہی تھی۔۔۔

یار یہ لڑکیاں تو دیکھو کیسے گھور گھور کر دیکھ رہی ہیں آیان کو جیسے ابھی کھا جائیں گی۔۔

ہانیہ نے جلتے ہوئے کہا۔۔

ہاہا سب نے کہہ لگایا یار چھوڑو نا تم بھی تم کیوں جل رہی ہو۔۔

حارث نے کہا۔۔

اونہہ جلتی ہے میری جوتی میں تو بس ویسے ہی کہہ رہی تھی۔۔

سب دوستوں کو ہی پتا تھا کی ہانیہ آیان کو پسند کرتی ہے لیکن آیان اسے صرف اپنی اچھی
دوست سمجھتا تھا۔۔۔۔

ہانیہ بھی ایک امیر گھرانے کی لڑکی تھی اس لیے کلب پارٹیز میں جانا اس کے لیے عام
سی بات تھی۔۔

پھر ایک خوبصورت سی لڑکی آیان شاہ کے قریب آئی گھنٹوں تک آتا سکرٹ اور شارٹ ٹاپ
پہنا ہوا تھا اور مسکرا کر آیان شاہ سے مخاطب ہوئی۔۔

Hey I'm Aleshy..

Have a dance please..

آیان شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

Yeah sure..

اور پھر اپنے دوستوں کو آنکھ ونک کر کے چلا گیا۔۔ آیان شاہ علیشے کے ساتھ ڈانس کر رہا تھا اور علیشے اس کے بہت قریب آرہی تھی بار بار علیشے اپنے لب آیان کے لبوں سے مس کر رہی تھی اور باقی لڑکیاں تو دیکھ کر جل بھن رہی تھی وہ دونوں ڈانس میں مصروف تھے۔۔

ہانیہ دیکھ کر اندر تک جل رہی تھی لیکن کچھ کر نہیں سکتی تھی کیونکہ اس نے ابھی تک آیان کے سامنے اپنی فیلنگز شو نہیں کی تھی لیکن اس کے عمل سے ہر کوئی محسوس کر سکتا تھا کہ وہ آیان میں انٹرسٹڈ ہے مگر آیان انجان بنا ہوا تھا شاید جان بوجھ کر ہی۔۔

اور پھر سب دوست آپس کی باتوں میں مشغول ہو گئے۔۔



زبان اور پلوشہ کا نکاح ہو چکا تھا نکاح میں زبان کا سب سے قریبی اور خاص دوست کم بھائی علی اور صوفیہ آیا ہی شریک ہوئی تھیں۔۔

صوفیہ آیا اس گھر کی ملازمہ تھیں لیکن زبان نے ان کی ہمیشہ عزت کی تھی اور انھیں سب صوفیہ آیا ہی کہتے تھے۔۔

نکاح کے بعد پلوشہ روم میں گئی اور سب چیزیں اُتار کر پھینکتی جا رہی تھی بالوں کو جوڑے سے آزاد کر دیا چوڑیاں سب اتار اتار کر پھینکتی جا رہی تھی اور کافی چوڑیوں کے کانچ نے اس کی کلائیوں کو زخمی کر دیا تھا لیکن اسے حوش ہی کہاں تھی وہ اپنے حواسوں میں بالکل نہیں لگ رہی تھی

زبان جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تو پورے کمرے کا نقشہ بگڑا ہوا تھا سب چیزیں ادھر ادھر پڑی ہوئی تھیں کہیں سے بھی یہ پہلے جیسا خوبصورت کمرہ نہیں لگ رہا تھا۔۔

زبان نے روم میں آکر روم کا ڈور لاک کیا اور پلوشہ پر چلایا یہ کیا بتیمیزی ہے۔۔؟

پریشہ خاموش سی گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوئی تھی اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔

زبان نے جب اس کی کلاٹیاں دیکھیں تو شوکڑ رہ گیا ان میں سے خون نکل رہا تھا بہت زیادہ زخمی ہو چکی تھی لیکن پلوشہ کو تو جیسے کچھ پتا ہی نہیں تھا۔۔

زبان شاہ نے دل میں خود کو کوسا وہ کیا کرنے جا رہا تھا اس معصوم کے ساتھ بدلے کی آگ میں اسے بھی بے آبرو کرنا چاہتا تھا مگر اتنا خود غرض نہیں بن سکا۔۔

لیکن پھر ماضی یاد کر کے پھر سے اس کی رگیں تن گئیں آنکھیں لال آنگارہ بن گئیں وہ
پھر اپنے روپ میں واپس آیا۔۔

اور پلوشہ کو بازوؤں سے اتنی سختی سے پکڑا کہ پلوشہ کراہ کر رہ گئی۔۔۔

پلوشہ کو اٹھا کر بیڈ پر بٹھایا اور پھر اس کے بازوؤں پر دوا لگا کر پیٹی باندھی پلوشہ خاموش
سی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

پھر زیان شاہ اتنی زور سے چلایا کہ ایک پل کو تو پلوشہ بھی ڈر گئی۔۔

یہ کیا کیا تم نے ہاں کیا سمجھتی ہو تم خود کو کہ جو تمہارا دل کرے گا وہ کرو گی تم ہاں یہ
کیا تمہارے باپ کا گھر ہے جو دل چاہے تم کرو اور تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔۔

یک گھٹنے تک واپس آ رہا ہوں میں یہ کمرہ مجھے پہلے جیسا چاہئے بالکل ورنہ تمہیں پتا ہی 1
ہے کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔۔

زیان غصے میں کہتا روم سے باہر نکل گیا اور صوفیہ آپا کو کہا کہ پلو شہ کے روم میں کھانا رکھ
دیجیے گا۔۔۔

زیان نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کال ملائی۔۔

علی جلدی پہنچو صرف اتنا کہا اور کال کاٹ دی اور گاڑی ہوا کی طرح غائب ہوتی چلی
گئی۔۔



ادھر عشرت بیگم اور یوسف دورانی پریشان سے بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

میری بچی پتا نہیں کس حال میں ہوگی یوسف کچھ کریں نہ آپ عشرت بیگم بیٹھی رو رہی تھیں۔۔

ٹینشن نا لو تم بہت جلد ہی میں اپنی بیٹی کو ڈھونڈ لوں گا ابھی کسی میں اتنی ہمت نہیں ہوئی کہ کوئی یوسف دورانی کی بیٹی کو تکلیف پہنچا سکے۔۔

تم آرام کرو ورنہ طبیعت خراب ہو جائے گی یوسف نے عشرت بیگم کو کہا تو وہ ہاں میں سر ہلاتی اپنے کمرے کی جانب چل پڑی۔۔

اور پریشے بھی پلو شہ سے بات کر کے پرسکون ہو گئی تھی اور اب سو رہی تھی۔۔

اتنے میں یوسف دورانی کی موبائل کی بیل بجی اور نمبر دیکھ کر ان کے ماتھے پر ڈھیروں
بل آئے۔۔

یوسف دورانی نے کال اٹینڈ کی۔۔
وسیم اب پہلے کی طرح بیڈ نیوز مت دینا۔

سر جیسا آپ سوچ رہے ہیں وہسا ہی ہوا ہے سر ہم نے بہت حفاظت سے مال کو رکھا
ہوا تھا لیکن وہ پھر ایک بار سب کچھ ختم کر کے چلے گئے۔۔

کون تھے وہ لوگ پتا کرواؤ ان لوگوں کا کون ہے جو ہمارے کام میں ٹانگ اڑا رہا ہے دیکھ
لونگا اسے میں۔۔

سر بس دو ہی لوگ تھے اور دونوں کے چہرے رومال سے ڈھکے ہوئے تھے۔۔۔

ٹھیک ہے کوشش کرو جلد از جلد پتا چلے ان لوگوں کا ورنا ہمارے لیے مسئلہ بن جائے گا۔۔

جی سر۔۔۔
میں پتا لگواتا ہوں۔۔

پھر یوسف دورانی نے کال کٹ کی اور گہری سوچ میں پڑ گئے۔۔



ادھر جب زیان واپس گھر لوٹا تو اسے رات کے 1 بج چکے تھے وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا اور ڈور لاک کیا۔۔

جیسے ہی زیان کمرے کو چھوڑ کر گیا تھا ویسا ہی حال تھا کمرے کا اور کھانا بھی ٹیبل پر رکھا ہوا تھا اور وہ بھی بیڈ کے کنارے گھٹنوں میں سر دیے روتے ہوئے ہی جانے کب سو چکی تھی۔۔

زیان شاہ نے ایک سرد سی آہ بھری اور کہا یہ تو مجھ سے بھی زیادہ زدی ہے خود سے ہی بڑبڑاتے ہوئے زیان پلوشہ کے قریب گیا۔۔

اور اسے اپنی بانہوں میں اٹھا کر بیڈ پر لٹایا پر پلوشہ ٹس سے مس نہ ہوئی اس کی اتنی پکی اور گہری نیند دیکھ کر زیان کی لبوں پر نا چاہتے ہوئے بھی مسکراہٹ آئی جسے وہ اگلے ہی پل چھپا گیا۔۔

اور زیان بھی بہت تھک چکا تھا بنا کھانا کھائے ہی پلوشہ کی دوسری سائیڈ نیم دراز ہوا اور کچھ سوچتے ہوئے نا جانے کب نیند کی وادیوں میں چلا گیا۔۔

صبح پلوشہ کی آنکھ خود پر بوجھ سا محسوس کر کے کھلی جب پلوشہ نے دیکھا تو اس کی آنکھیں
حیرت سے پھیل گئیں۔۔

زیان نے اس کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا ہوا تھا اور سکون سے سو رہا تھا۔۔۔

سوتے ہوئے کتنا دلکش لگ رہا تھا وہ ماتھے پر بکھرے سے بال معصوم سا چہرہ لیکن
حقیقت میں تو کسی جلاد سے کم نہیں لگتا تھا اور بالکل ویسا ہی تو تھا جیسا پلوشہ اپنے
خوابوں میں دیکھا کرتی تھی لیکن اس کے خوابوں کا شہزادہ اسے یوں ملے گا یہ تو اس نے
کبھی خوابوں میں بھی نہ سوچا تھا۔۔۔

پلوشہ دل ہی دل میں یہی سوچ رہی تھی اسے پتا ہی نہیں چلا کب زیان کی آنکھ خلی اور
زیان پلوشہ کو ہی دیکھ رہا تھا لیکن پلوشہ تو یک ٹک اسے دیکھ کر دل ہی دل میں پتا نہیں
کیا سوچے جا رہی تھی۔۔۔

پھر زیان نے ہی اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔
ہے ئی جنگلی شیرنی ایسے کیا گھور رہی ہو مجھے ہاں مانا کے خوبصورت ہوں اب کیا نظر لگاؤ
گی۔۔۔

پلوشہ ہر برا کر حوش میں آئی۔۔۔
میں تمہیں کیوں گھور کر دیکھوں گی ہاں اور میں یہاں کیسے آئی اور ہمت بھی کیسی ہوئی
تمہاری میرے پاس آنے کی اور اٹھاؤ یہ اپنا ڈھائی کلو کا ہاتھ پلوشہ نے اپنی خفت مٹانے
کو جلدی سے بات بدلی۔۔۔

زبان اس کی چلاکی دیکھ کر اندر تک سرشار ہو گیا۔۔

میری جان رات تم میری بانہوں میں تھی اور میں ہی تمہیں یہاں لایا تھا اور تو کسی کی جرات نہیں ہے یہاں کے کوئی تمہیں ہاتھ لگا سکے۔۔

اور رہی بات تمہارے پاس آنے کی تو وہ تو اب تک میں آیا ہی نہیں ہوں میری جان۔۔

اور رات مینے تم سے کہا تھا کہ یہ کمرہ مجھے صاف چاہیئے تو تم نے میری بات مانی کیوں نہیں اور کھانا کس خوشی میں نہیں کھایا تھا۔۔۔؟

میں تمہاری نوکر نہیں ہوں جو یہ کمرہ صاف کروں یہاں ملازم بھی موجود ہیں جا کر ان سے کہہ دو اور تم جیسا جنگلی انسان میری زندگی میں زبردستی آگیا بس اسی خوشی میں کھانا نہیں کھایا۔۔۔

بس اگر اب تمہارے سوالوں کے جواب ختم ہو گئے ہوں تو میں جاؤں ناشتہ کرنے کیونکہ
مجھے بہت بھوک لگی ہے تمہاری وجہ سے مینے رات بھی کھانا نہیں کھایا اب میں مزید
بھوکی نہیں رہ سکتی۔۔

پلوشہ نے کہا اور بیڈ سے اٹھی پلوشہ نے وہی شادی والا جوڑا پہنا ہوا تھا بہت زیادہ ہیوی
ڈریس تھا پلوشہ نے سوچا اس کے پاس تو کپڑے ہی نہیں ہے اب کیا کرے۔۔

!! زبان لیٹا ہوا پلوشہ کی ہر ایک حرکت دیکھ رہا تھا۔۔۔

!! پلوشہ کچھ سوچتے ہوئے اگے بڑھی اور کبرڈ امپین کیا تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔۔۔

پورا کبرڈ کپروں سے بھرا ہوا تھا پلوشہ حیران سی کھڑی تھی اس کے سائز کے اتنے سارے
کپڑے اور ضرورت کا ہر سامان موجود تھا۔۔۔

لیکن پلوشہ نے کچھ کہا نہیں وہاں سے شاکنگ پنک کلر کی فراک نکالی اور واشروم گھس
!! گئی ---

تیچھے سے زیان شاہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی کچھ پل بعد پھر وہ سنجیدہ
ہوا ---

اور سوچنے لگا کہ یہ کون سی نئی مصیبت اس نے اپنے سر پر مسلت کر لی ہے --

زیان نا جانے کیوں پلوشہ کے بارے میں نا چاہتے ہوئے بھی سوچ رہا تھا وہ جس لیے
!!! پلوشہ کو یہاں لایا تھا وہ نہیں کر پا رہا تھا ---



یوسف کچھ پتا چلا میری بیٹی کا کتنے دن ہو گئے ہیں پتا نہیں کس حال میں ہوگی میری
بچی۔۔

عشرت بیگم پھر رونے لگی تھی۔۔

کچھ نہیں ہوگا ہماری بیٹی کو تم ٹینشن نا لو میرے آدمی ڈھونڈ رہے ہیں اسے ایک بار
میری بیٹی مل جائے چھوڑوں گا نہیں میں اس انسان کو۔۔

پریشے ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھی ہوئی یوسف دورانی اور عشرت بیگم کی گفتگو بھی سن رہی تھی
اور سوچ رہی تھی کہ انہیں بتائے یا نہیں کے رات اس نے پلوشہ سے بات کی پھر
پلوشہ کی دی ہوئی قسم یاد آگئی۔۔

بیٹا کن خیالوں میں کھوئی ہوئی ہو آپ۔۔

یوسف دورانی نے پیار سے پوچھا۔۔

کچھ نہیں بابا بس ایسے ہی۔۔

اچھا تو پھر آج میں خود اپنی بیٹی کو یونی چھوڑنے جاؤں گا۔۔

بابا سچی۔۔ پریشے نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔۔

یوسف دورانی جانتے تھے پریشے کچھ پریشان سی ہے تو اس کا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے یوسف دورانی نے یہ بات کہی اور پھر کامیاب بھی ہو گیا۔۔

جی میرا بچہ سچی اب جلدی سے تیار ہو جاؤ۔۔

اوکے بابا۔۔



عائشہ بیگم اور حریم بھٹکتی ہوئی آتماؤں کی طرح گھر میں بار بار چکر لگا رہی تھی۔۔

کیونکہ میر شاہ نے انہیں بتا دیا تھا کہ آج آیان آنے والا ہے اور بس پھر ان دونوں نے پورے گھر کو سر پر اٹھا رکھا تھا۔۔۔

اور میر شاہ تو یہی سوچ رہے تھے کہ آیان نے اس سے ناراض ہو جانا ہے کیونکہ میر شاہ نے آیان کا سر پرائز خراب کر دیا تھا۔۔

میر شاہ بھی کیا کرتے عائشہ بیگم کی باتوں میں آکر بتا دیا انھیں سچ اب پریشان سے لان
میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

اور عائشہ بیگم اور حریم کو دیکھ رہے تھے جو کہ بار بار گیٹ تک چکر لگا رہی تھیں۔۔۔



سر ہم نے بہت کوشش کی ہے مگر کوئی کلو نہیں مل رہا ہے ہم جو کام کرنے والے
ہوتے ہیں انھیں پتا نہیں کیسے سب پتا چل جاتا ہے۔۔

وسیم نے یوسف دورانی سے کہا۔۔

جو کوئی بھی ہے کچھ بھی کرو پتا لگواؤ ان دونوں کا آخر یہ دونوں ہیں کون پہلے میری بیٹی کو
کسی نے کڈنیپ کر لیا ہے اور اب یہ ایک نئی مصیبت۔۔

جی سر ہم پوری کوشش کر رہے ہیں بہت جلد پتا لگوا لیں گے ہم آپ ٹینشن نہ لیں
سر۔۔

یار وسیم کیسے نالوں میں ٹینشن تمہیں پتا بھی ہے کہ کڑوروں کا نقصان ہو گیا ہے میرا
ابھی بھی تم کہہ رہے ہو کہ میں ٹینشن نالوں۔۔

وسیم اور یوسف دورانی ایک پرانی سی فیکٹری میں بیٹھے تھے اور اب اپنے نئے مشن کے
لیے منصوبہ بنا رہے تھے۔۔



گاڑی ایک خوبصورت سے بنگلے میں داخل ہوتی ہے اور اس کی کار کو دیکھ کر کسی کی آنکھیں خوشی سے چمکتی ہیں۔۔

بھائی۔۔۔

کار سے نکلتے ہی وہ اپنے بھائی کے گلے لگتی ہے بھائی آپ آگئے۔۔

حیا نے پوچھا۔۔

نہیں ابھی راستے میں ہوں آیاں نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا جس سے اس کے ڈمپل بھی نمایا ہوئے۔۔۔

تمہارے سامنا کھڑا ہوں میری گریٹا لگتا ہے میری گریٹا کی آنکھیں کمزور ہو گئی ہیں میری ڈول کو چشمے کی ضرورت ہے۔۔

آیان نے کہا اور بول کر مسکرائے بنا نا رہ سکا

بھائی بیبی حیا نے غصے سے دانت بھینچے۔۔۔

بھائی آپ بھی نا آتے ہی شروع ہو گئے میں ڈیڈ سے آپ کی شکایت کروں گی ابھی ان کی اور ہمیں چلتی کے پیچھے سے عائشہ بیگم کی آواز نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔۔

ارے بھئی میرے بیٹے کو باہر کیوں روک کے رکھا ہوا ہے اندر تو آنے دو حیا۔۔

عائشہ بیگم نے پیار سے کہا۔۔

آیان عائشہ بیگم سے ملا انہوں نے پیار سے اپنے بیٹے کا ماتھا چوما اور رونے لگی۔۔

Oh cam on mom..

اب تو آگیا ہوں نہ میں اب کیوں رو رہی ہیں اچھا ٹھیک ہے آپ روتی رہیں میں جا رہا ہوں۔۔

آیاں نے کہہ کر حیا کو آتکھ ونک کی۔۔

ارے نہیں بیٹا میں کہاں رو رہی ہوں یہ تو خوشی کے آنسو ہیں اتنے سالوں بعد اپنے بیٹے کو دیکھ رہی ہوں کتنا بڑا ہو گیا ہے میرا بیٹا۔۔

اتنے میں میر شاہ کی آواز نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔۔

برخوردار اپنے باپ سے نہیں ملو گے کیا۔۔

جی بلکل ایسا ہی ہے آیان نے گھوریوں سے نوازتے ہوئے کہا۔۔

یار تمہیں پتا تو ہے تمہاری ماں کا ایموشنل بلیک میل کرتی ہیں مجھے یہ پھر کیا بس بتا دیا
میں نے اب بیچارہ تمہارا باپ بھی کیا کرے۔۔

اچھا نا سوری بابا اب بھی نہیں ملو گے کیا۔۔

آیان شاہ پھر میر شاہ کے گلے لگا ان سے ملا چلیں کیا یاد رکھیں گیں آپ بھی کر دیا
معاف۔۔

عائشہ بیگم میر شاہ کو اپنی گھوریوں سے نواز رہی تھی۔۔

آجاؤ اب جلدی سے فریش ہو جاؤ مینے تمہاری پسند کا کھانا بنایا ہے عائشہ بیگم نے پیار سے
کہا۔۔

Ok mom..

آیاں نے کہا اور فریش ہونے چلا گیا۔۔



یار آج تم یونی کیوں نہیں آئی تھی تمہیں پتا ہے میں کتنی بور ہوئی ہوں تمہارے علاوہ
میری کوئی دوست بھی نہیں۔۔

پریش نے حیا کو کال کی تھی اور نان سٹاپ بولے جا رہی تھی

حیا اور پریش کی کافی اچھی دوستی ہو گئی تھی۔۔

یار سوری نا میں تمہیں کال کر کے بتانا ہی بھول گئی وہ نا آج میرے بھائی آئیں ہیں
لندن سے اس لیے آج مینے یونی سے آف کیا تھا۔۔

اچھا اچھا سہی۔۔

اور کل تو آرہی ہو نا یونی۔۔؟

ہاں ہاں کل تو آؤں گی میں۔۔

پھر دونوں باتوں میں مصروف ہو گئیں۔۔۔



پلوشہ ہاتھ لے کر باہر آئی شاکنگ پنک کلر کی فراک اور فٹ پاجامہ پہنے اور گلے میں ڈوپٹہ
!!! ڈالے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہو گئی۔۔۔

ڈریسنگ پر ہر ضرورت کا سامان تھا وہ دیکھ کر پہلے تو تھوڑا حیران ہوئی پھر بنا جھجکتے ڈرائیو سے اپنے بال سکھانے لگی۔۔۔

پلوشہ کے گھنے لمبے بال اس کے چہرے کا طواف کر رہے تھے اس کے بالوں کی لمبی لٹیں اس کے رخسار پر بکھر رہی تھیں۔۔

زیان شاہ تو یک ٹک پلوشہ کو دیکھے جا رہا تھا۔۔۔

لیکن پلوشہ اپنے کام میں مگن تھی۔۔

زیان اٹھا اور پلوشہ کے قریب گیا پلوشہ کو پیچھے سے اپنے حصار میں لیتے ہوئے سر پلوشہ کے کندھوں پر رکھا۔۔

پلوشہ ہر برا کر حوش میں آئی جنگلی انسان چھوڑو مجھے یہ کیا پاگل پن ہے پلوشہ خود کو آزاد کرنے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔۔۔

!! زیاں کی گرفت بہت مضبوط تھی۔۔
میری جان تمہیں نہیں پتا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔۔

زیان نے پلوشہ کے کان کی لو کو اپنے لبو سے ٹچ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

پلوشہ کو تو جیسے کرنٹ سا لگ گیا تھا۔۔

ہٹو مجھ سے دور گھٹیا انسان اسی سب کے لیے تم نے مجھ سے شادی کی نا ہاں بتاؤ میری
!! زندگی خراب کرنا چاہتے ہو تم۔۔

!! پہلے مجھے کڈنیپ کیا پھر زبردستی نکاح اور اب میرے قریب کتنے گھٹیا انسان ہو تم۔۔

چاہتے کیا ہو تم بتاؤ مجھے ہاں مجھے بے آبرو کرنا چاہتے ہو نا میری۔۔

اور بس یہاں زیان کی برداشت ختم ہوئی اور اس نے ایک زور دار تمپڑ سے پلوشہ کے گال کو سرخ کر دیا اور غصے سے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے باہر کی جانب چل پڑا۔۔۔

زیان فاسٹ ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔

یہ کیا ہو جاتا ہے مجھے کیوں میں اس کے قریب چلا جاتا ہوں جس مقصد لے لیے اسے میں یہاں لایا تھا وہ کیوں نہیں کر پارہا۔۔۔۔۔

زبان نہیں تم ایسا نہیں کر سکتے زبان خود سے ہی باتیں کر رہا تھا کوئی اسے اس وقت
ایسی حالت میں دیکھتا تو یقیناً پاگل کہتا۔۔۔

پلوشہ ویسے ہی خاموش بیٹھی ہوئی تھی اس کے چہرے پر زبان کی انگلیوں کے نشان
چھپے ہوئے تھے۔۔۔

وہ شدت سے سب کو یاد کر رہی تھی خاص طور پر حرم اور پریشہ کو۔۔۔

یاد کرنے کے علاوہ اور کچھ کر بھی کیا سکتی تھی۔۔۔



رات کے تقریباً 10 بجے کا وقت تھا سب اپنے اپنے کمروں میں تھے۔۔

زبان گھر میں داخل ہوا اور سیدھا آیان شاہ کے کمرے میں داخل ہوا۔۔

آیان جو لیٹاپ لیے حارث سے باتیں کر رہا تھا دروازے کی آہٹ سے چونک کر دیکھا تو سامنے زبان کھڑا تھا۔۔۔

اب کیوں آئے ہیں آپ یہاں جائیں جہاں رہتے ہیں رات کے اس وقت جناب کو اپنے بھائی سے ملنا یاد آیا ہے۔۔

یہ نہیں کہ اتنی دور سے اتنے سالوں بعد میرا چھوٹا بھائی آرہا ہے میں ہی ایئرپورٹ سے پک کر لوں لیکن نہیں جناب تو بہت بڑے بزنس مین بن گئیں ہیں نا اب اپنے بھائی کے لیے کہاں سے ٹائم ہوگا۔۔

ایان بنا رکے بولے جا رہا تھا۔۔

زیان نے آخر میں کہا ہو گیا تمہارا؟ یا ابھی کچھ کہنا باقی ہے۔۔؟

آیان نے اسے تیکھی نظروں سے گھورا۔۔

زیان مسکرا کر آیان کے گلے ملایا میرے بھائی کے لیے تو جان بھی حاضر ہے اسی لیے
تو آگیا تم سے ملنے۔۔

ہاں ہاں بس رہنے دیں پتا ہے مجھے کہ کتنا ٹائم ہے آپ کے پاس آیان نے الگ ہوتے
ہوئے کہا۔۔

اچھا نا بس بھی کرو اب اور سناؤ کیسے ہو۔۔

بھائی دیکھ نہیں رہے کتنا ہینڈسم ہوں ابھی بھی پوچھ رہے ہیں آپ کے کیسا ہوں
میں۔۔

ایک تو تمہاری نوٹنکی کبھی ختم نہیں ہوگی۔۔
کبھی کسی بات کا سیدھی طرح بھی جواب دے دیا کرو۔۔۔۔

کیا یار بھائی خود تو کھڑوس ہو اور ہمیں بھی کھڑوس بننے کی ٹپس دے رہے ہو۔۔۔

ہا ہا ہا اچھا بابا اب تم آرام کرو کل ملاقات ہوگی۔۔۔۔

ٹھیک ہے بھائی۔۔

اور سنو۔۔

جی بھائی۔۔

یہ جو تم الٹی سیدھی حرکتیں کرتے پھرتے ہونا باز آجاؤ یہ مت بھولنا کہ میں بڑی ہوں
تو تم پر دھیان نہیں ہے۔۔

میری نظر ہر وقت تم پر رہتی ہے نوٹنگی باز۔۔

اوففوو بھائی کیا ہے آپ کو اب بندے کی پرائیویسی بھی ہوتی ہے۔۔

اچھا اچھا بس بس آرام کرو اب زیان مسکراتا ہوا باہر کی جانب چلا گیا۔۔

حیا اور میر شاہ سے ملنے کا ارادہ صبح کا تھا۔۔۔



بھائی اٹھو نا بھائی پیپی۔۔۔

افسو و پتا نہیں کیا پی کر سوئے ہیں جو اٹھ ہی نہیں رہے۔۔

حیا آدھے گھنٹے سے آیاں کو اٹھا رہی تھی اور آیاں کو کوئی حوش ہی نہیں تھا۔۔

آیاں نے حیا سے کہا تھا کہ صبح وہ اسے یونی چھوڑنے جائے گا مگر اب جناب نیند میں مشغول تھے۔۔۔

بھائی پی اٹھ بھی جائیں اب مجھے دیر ہو رہی ہے اوکے میں اکیلے ہی چلی جاتی ہوں پھر بات بھی مت کر لے گا مجھ سے۔۔۔

!!! اچھا نا بابا دیکھو اٹھ گیا میں تم تیار ہو کر آؤ میں آتا ہوں فریش ہو کر۔۔۔

میں کب سے تیار ہی کھڑی ہوں اب اٹھے بھی کہیں نشا و شا تو نہیں کر کے سوئے نا ہاں
جو اٹھ نہیں رہے تھے۔۔۔

آیان نے سائیڈ میں پڑا ہوا پلو اٹھا کر حیا کو مارا۔۔

رکو تمہیں تو بتاتا ہوں میں کہ۔۔

آیان کے کہنے کی دیر تھی حیا لگے ہی پل کمرے سے غائب ہوئی۔۔

پیچھے سے آیان کا قہقہہ بلند ہوا اور پھر فریش ہونے کے لیے واشروم گھس گیا۔۔



بابا کیا ہماری کسی سے دشمنی ہے۔۔

یوسف دورانی ڈرائیو کر رہے تھے اتنے میں پلوشہ نے انھیں مخاطب کیا۔۔

نہیں بیٹا لیکن آپ کیوں پوچھ رہی ہیں ایسا یوسف دورانی نے پیار بھرے لہجے میں
کہا۔۔۔

بس ایسے ہی بابا۔۔

اگر ایسا کچھ نہیں ہے تو پلوشہ کہاں ہے بابا آپ کچھ کریں ناکتنے دن ہو گئے ہیں پلوشہ کا
کچھ پتا ہی نہیں ہے۔۔۔۔

میرا بچہ پریشان نا ہوں بہت جلد پلوشہ ہمارے ساتھ ہوگی۔۔

چلو اب موڈ ٹھیک کرو شاباش مائے گڈ گرل اور یہ آگئی آپ کی یونی۔۔۔

پریشے نا چاہتے ہوئی بھی مسکرائی اوکے بابا خدا حافظ۔۔

خدا حافظ میرا بچہ یوسف دورانی نے پیار سے کہا اور روانہ ہو گئے۔۔

پریشے یونی میں جانے ہی لگی تھی کہ کار سے حیا اترتے ہوئے نظر آئی۔۔

تو پریشے وہی رک کر حیا کا انتظار کرنے لگی۔۔۔

حیا نے جب پریشے کو دیکھا تو اسے ہاتھ کے اشارے سے ہائے کیا۔۔

او میڈم کون سے لڑکے کو چھیڑ رہی ہو۔۔
آیان نے آنکھ ونک کرتے ہوئے کہا۔۔

توبہ ہے بھائی آپ بھی نا فرینڈ ہے میری۔۔

ہاہاہا اوکے اوکے۔۔

پریشے نے دور کھڑے آیان کو دیکھا تو دیکھتی چلی گئی۔۔۔

وائیٹ کلر کی پینٹ پر بلیک کلر کی شرٹ پہنے ہوئے کلائی میں برینڈڈ واچ ایک ہاتھ
پینٹ کی پاکٹ میں ڈالے دوسرے ہاتھ میں موبائل بالوں کو اچھے سے سیٹ کیے
پریشے کو وہ کسی شہزادے سے کم نا لگا۔۔۔

اتنے میں حیا نے اس کے اگے چٹکی بجائی کس کے خیالوں میں کھوئی ہوئی ہوں ہاں۔۔

حیا نے شرارت سے کہا۔۔۔

پریشہ جلدی سے ہوش میں آئی نہیں و۔۔ ہ می۔۔ں پریشہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے۔۔

کیا نہیں وہ میں ہاں بتاؤ بتاؤ حیا نے آنکھ ونک کرتے ہوئے کہا۔۔

پریشہ نے اسے گھوری سے نوازا اب یونی بھی چلنا ہے یا یہی کھڑے ہو کر باتیں کرنی ہیں۔۔

پریشہ نے بات کو بدلتے ہوئے کہا۔۔

ہاہاہا چلو چلو۔۔

حیا نے ہنستے ہوئے کہا۔۔

پریشہ نے واپس مڑ کر دیکھا تو آیان واپس جا چکا تھا۔۔

پھر وہ دونوں بھی یونی میں چلی گئی۔۔



اسلام علیکم۔۔

زیان نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔۔

و علیکم اسلام۔۔

آؤ آؤ بر خوردار آگئی یاد تمہیں ہماری۔۔

رات کو لیٹ آتے ہو صبح پتا نہیں کس ٹائم روانہ ہو جاتے ہو کبھی تو ایک ایک ہفتہ گھر نہیں آتے۔۔

میر شاہ نے نرا ضلکی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔۔

ڈیڈ بس آپ کو پتا تو ہے ہی بس آفس میں بڑی ہوتا ہوں بس اسی لیے۔۔۔

!!! مطلب اب اپنے گھر والوں سے زیادہ تمہیں اپنے بزنس کی فکر ہے۔۔۔

میر شاہ نے کہا۔۔

نہیں ڈیڈ ایسی بات ہوتی تو ابھی آپ کے سامنے نا بیٹھا ہوتا۔۔۔

اچھا چلیں چھوڑیں نا یہ سب کچھ اور سنائیں کیسے ہیں آپ طبیعت کیسی ہے آپ کی۔۔

تم گھر میں رہو تو پتا بھی چلے بہراں ٹھیک ہوں تم سناؤ۔۔

میں بھی ٹھیک ہوں ڈیڈ۔۔

اچھا اور آیان سے بات کی تم نے اس کا کیا ارادہ ہے اب تمہارے ساتھ بزنس جوائن کرے گا یا نہیں۔۔۔

ڈیڈ ابھی تو وہ آیا ہے تھوڑا انجوائے کرنے دیں پھر بات کرتا ہوں میں اس سے۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔

اتنے میں عائشہ بیگم ناشتہ لے کر آئی۔۔

زیان بیٹا کیسے ہو۔۔۔

ٹھیک ہوں زیان نے مختصر سا جواب دیا اور ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔

عائشہ بیگم کی آنکھوں میں صاف نمی نظر آرہی تھی۔۔ لیکن زیان سنگ دل بنا اگنور کر گیا۔۔۔

اور میر شاہ پھر سے ایک سرد سی آہ بھر کر رہ گئے۔۔



پلوشہ کل سے ہی اپنے کمرے میں بند تھی۔۔۔

اور زیان جب سے گیا تھا واپس گھر نہیں لوٹا تھا۔۔۔۔

اتنے میں درازہ نوک ہوا۔۔

پلوشہ کی دل کی دھڑکنے تیز ہوئی۔۔

ڈرتے ہوئے پوچھا۔۔۔

کو۔۔و۔۔ن۔۔

بیٹا میں ہوں صوفیہ آیا۔۔

پلوشہ نے سکون کا سانس لیا اور دروازہ کھولا۔۔

بیٹا آپ کل سے باہر ہی نہیں آئی یہ کھانا کھا لیجیے گا۔۔

صوفیہ آیا اندر ٹیبل پر کھانا رکھ کر جانے لگی تو ان کی نظر پلوشہ کے سرخ گال پر گئی۔۔۔

لیکن وہ کچھ نہیں بولیں اور واپس چلی گئیں۔۔۔

پلوشہ نے کل سے کچھ نہیں کھایا تھا اس لیے جلدی سے اٹھی اور کھانا کھانے لگی۔۔۔



حیا یونی سے واپس آئی اور زیان کو دیکھ کر پہلے تو خوش ہوئی پھر بنا ملے ہی اپنے کمرے کی جانب روانہ ہو گئی۔۔

حیا فریش ہو کر نیچے آئی۔۔

عائشہ بیگم کھانا لگا رہی تھیں۔۔

حیا چپ چاپ آکر اپنی کرسی پر بیٹھ گئی اور کھانا کھانے لگی۔۔

سب ہی حیران تھے کہ حیا کو ہوا کیا ہے۔۔

کیا ہوا حیا کہیں تمہاری دوست مرور تو نہیں گئی نا جو ایسی شکل بنائی ہوئی ہے تم نے۔۔

آیان نے بول کر آنکھ ونک کی۔۔

توبہ ہے بھائی کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ ایک ہی تو دوست ہے میری بہت عزیز ہے
مجھے۔۔

ڈیڈ دیکھیں نا بھائی کو۔۔

سب ہی مسکرانے لگے۔۔
اسی نوک جھونک میں سب نے کھانا کھایا۔۔

حیا واپس اپنے روم میں آئی اور اپنا موبائیل اٹھا کر پریشے کو کال کرنے ہی والی تھی کہ
زیان روم میں داخل ہوا۔۔

حیا نے کوئی ریٹکٹ نہیں کیا اور موبائیل یوز کرنے لگی۔۔۔

میری پرنسز ناراض ہے مجھ سے۔۔
زیان نے حیا کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔۔

Yes..

حیا نے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔۔۔

!! او اچھا تو پھر اب کیا کیا جائے۔۔

حیا نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔

چلو تمہاری مرضی ناکرو بات میں تو بس یہ بتانے آیا تھا کہ رات کو ہم سب باہر ڈنر کرنے
جائیں گیں۔۔۔

لیکن تم نہیں جانا چاہتی تو کوئی بات نہیں۔۔

زیان اٹھ کر جانے لگا۔۔۔

بھا ئی بی بی۔۔

ہا ہا ہا زیان کا قہقہہ بلند ہوا۔۔

اسے پہلے ہی پتا تھا کہ حیا کو کیسے منانا ہے۔۔

لاسٹ ٹائم بھی زیان نے حیا کو کہا تھا پھر ضروری میٹینگ کی وجہ سے چلا گیا تھا اور اب

واپس لوٹا تھا اور

اب اس کا ارادہ رات تک یہیں رکنے کا۔۔۔۔۔



پریشے اٹھ جاؤ بیٹا آج یونی نہیں جانا کیا۔۔

عشرت بیگم پریشے کے روم میں آئی اور اسے جگانے لگی۔۔

!! ماما آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لیے آج یونی سے آف کیا ہے۔۔۔

کیا ہوا بیٹا۔۔۔

عشرت بیگم پریشان ہوئی اور پریشے کے ماتھے پر ہاتھ رکھا تو پریشے کو بہت زیادہ بخار تھا۔۔۔

بیٹا تمہیں تو بہت تیز بخار ہے۔۔۔

تم آرام کرو میں ناشتہ بھجواتی ہوں پھر ڈاکٹر کے پاس چلیں گے۔۔۔

او کے ماما۔۔

وسیم کچھ پتا چلا ان کے بارے میں۔۔۔

نہیں سر فلحال تو کچھ نہیں پتا چلا ہم کوشش کر رہے ہیں۔۔

یار وسیم اور کتنی کوشش کرو گے جلدی کچھ کرو بار بار مجھے فیروز شیخ کی کالز آرہی ہیں
جلدی کوئی دوسری ڈیل فائنل کرواؤ۔۔۔

او کے سر۔۔۔

اور میری بیٹی کا کچھ پتا چلا جہاں جہاں مینے کہا تھا وہاں چیک کیا۔۔۔

جی سر ہم نے سب جگہ دیکھ لیا ہے لیکن کچھ پتا نہیں چل رہا ہمارے آدمی ابھی بھی
ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔

اوکے ٹھیک ہے کسی پر بھی شک ہو یا کوئی ڈیٹیل ملے تو مجھے فوراً بتا دینا۔۔۔

اوکے سر۔۔۔

پھر یوسف دورانی اپنے آفس کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔



حیاءونی سے آکر فریش ہو کر اپنے روم میں آئی اور پریشہ کو کال کی۔۔۔

جو کہ پہلی بیل ہی ریسو ہو گئی۔۔۔

کیسی ہو یار

آج یونی نہیں آئی اور بتایا بھی نہیں مجھے۔۔

!!! بس تھوڑی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے نہیں آئی تم سناؤ تم کیسی ہو۔۔۔

میں بھی ٹھیک ہوں اور تم ڈاکٹر کے پاس گئی اور میں آرہی ہوں تھوڑی دیر تک
تمہارے پاس پھر کرتے ہیں بات۔۔

ہاں بابا گئی تھی ابھی وہی سے ہی آئیں ہوں اوکے تم آجاؤ میں انتظار کر رہی ہوں پیچھلی
بار کی طرح مت کرنا۔۔

ہاہاہا اوکے بابا آرہی ہوں۔۔۔
حیا نے کال کٹ کی اور ریڈی ہونے لگی۔۔

آیاں گھر میں داخل ہوا اور اپنے روم کی طرف جانے لگا ہی تھا کہ عائشہ بیگم کی آواز پر
!! پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔

بیٹا کہاں گئے تھے صبح سے غائب ہو ہاں اپنے بھائی کا اثر ہو گیا ہے کیا اتنی جلدی۔۔

عائشہ بیگم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔

نہیں مام بس فرینڈ سے ملنے گیا تھا۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے تم فریش ہو جاؤ۔۔۔

!! آیان اپنے روم کی طرف بڑھنے لگا کہ سیرٹھیوں سے حیا اترتی ہوئی نظر آئی۔۔۔

او افلاتون کہاں کی تیاری ہے۔۔

آیان نے حیا سے پوچھا۔۔

اچھا ہوا بھائی آپ بھی آگئے وہ میری فرینڈ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے مجھے اس کے گھر
ڈراپ کر دیں پلیز۔۔

اچھا میں بس زرا فریش ہو کر آیا۔۔

او پلیز بھائی ہم کون سا آپ کا رشتہ دیکھنے جا رہے ہیں جو آپ اب تیار شیار ہونے جا رہے ہیں۔۔

کیا پتا گریا پسند ہی آجاؤ میں انھیں ویسے بھی تمہارا بھائی کسی ہیرو سے کم نہیں ہے۔۔

ہا ہا ہا بھائی آپ بھی نا۔۔

اچھا اب جلدی جائیں پھر ورنہ دیر ہو جائے گی مجھے۔۔۔



یار علی میں کیا کروں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔

کہیں پیار و یار تو نہیں ہو گیا نا بھابھی سے۔۔

علی نے شرارت سے کہا۔۔

یار بکو اس بند کر میں اتنی سیریس بات کر رہا ہوں اور تجھے مزاق کی پڑی ہے۔۔۔

اچھا نا اب سیریس ہوں بتا کیا مسئلہ ہے۔۔

یار مینے نا غصے میں اس جنگلی شیرنی پر ہاتھ اٹھا دیا اب مجھے پتا نہیں کیوں اچھا نہیں لگ رہا۔۔۔

کیا۔۔۔؟

علی نے آنکھیں پھاڑے پوچھا کیونکہ علی کو زیان سے اس بیوقوفی کی امید بالکل نا تھی۔۔

بس اب آنکھیں باہر آجائیں گی۔۔

زیان نے گھورتے ہوئے کہا۔۔

یار زیان دیکھ اب میں سیریس ہوں بالکل میں مانتا ہوں کہ جو ہوا غلط ہوا۔۔۔

لیکن اس میں پلوشہ بھابھی کی تو کوئی غلطی نہیں ہے نا ان کا ان سب میں کیا قصور جو بنا وجہ تم اسے سزا دے رہے ہو۔۔۔؟؟

میں مانتا ہوں پلوشہ کو لانے کے پیچھے تمہارا کیا مقصد تھا لیکن وہ غلط ہے یار۔۔۔

یار علی مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا چل میں چلتا ہوں کل ملتے ہیں اور ہاں ساری ڈیٹیل
!!! ای میل کر دینا مجھے اور کل ضروری میٹینگ ہے ٹائم پر پہنچ جانا۔۔۔

ہاں اجاؤ گا ٹائم سے ہی۔۔۔

علی نے ٹائم پر زور دیتے ہوئے کہا۔۔۔

زبان نے اسے گھوری سے نوازا۔۔

ہاہا آجاؤ گا یار۔۔

چل ٹھیک ہے پھر کل ملتے ہیں۔۔۔۔

زبان نے کہا اور روانہ ہو گیا۔۔۔



آیان نے گاڑی پارک کی اور کہا کہ تم جب فری ہو جاؤ تو کال کر دینا۔۔

بھائی آپ بھی آئیں نا۔۔

حیا تم پاگل تو نہیں ہو گئی نا دوست تمہاری اور میں وہاں دندناتہ پھروں۔۔

اچھا چلیں ٹھیک ہے میں بتادوں گی پھر آپ کو۔۔۔

اوکے آیان نے کہا اور گاڑی سٹارٹ کی ارادہ اب کلب جانے کا تھا۔۔

اسلام علیکم آنٹی۔۔

حیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

وعلیکم اسلام۔۔۔

کیسی ہو بیٹا۔۔

عشرت بیگم نے پیار سے پوچھا۔۔

میں ٹھیک ہوں آنٹی آپ سنائیں اور پریشہ کدھر ہے۔۔

میں بھی ٹھیک بیٹا وہ اپنے روم میں ہی ہے تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔۔۔

حیا پریشہ سے ملی ہے میری دوست تو ایک دن میں ہی اتنی بدل گئی تم پریشہ ہی ہونا۔۔

حیا نے مسکراہٹ روکتے ہوئے کہا۔۔

یار حیا کبھی تو سیریس رہا کرو۔۔

اچھا نا اب بتاؤ کیسی ہے طبیعت۔۔

اب بہتر ہوں

تم سناؤ۔۔

میں بھی ٹھیک اچھا میں نا تمہیں کل کی پکس دکھاتی ہوں کل بہت انجوائے کیا مینے کہ کیا
بتاؤں۔۔۔

پکس دکھاتے دکھاتے آیان کی پک بھی آگئی حیا نے سیلفی لی ہوئی تھی آیان کے ساتھ
پریشے پھر سے یک ٹک آیان کو ہی دیکھے جا رہی تھی۔۔۔

یار تم پھر کہاں کھو گئی۔۔

نہیں میں تو بس پکس دیکھ رہی تھی بہت اچھی ہیں سینڈ کرنا مجھے بھی پھر دونوں باتوں
میں مصروف ہو گئے۔۔۔



زیان کی گاڑی کا ہارن سنتے ہی گارڈز نے جلدی جلدی گئیٹ کھولا۔۔

زیان گاڑی پارک کر کہ اندر داخل ہوا اور صوفیہ آپا سے پلوشہ کا پوچھ کر روم کی جانب چل پڑا۔۔

روم لاک تھا زیان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی اس نے کی سے دور اوپن کیا اور اندر داخل ہوا۔۔

لیکن پلوشہ کمرے میں کہیں نا تھی زیان نے واشروم چیک کیا وہاں بھی نہیں زیان کے ماتھے پر ڈھیروں بل آئے۔۔

روم میں تھوڑا اور اگے جا کر ایک اور ڈور تھا جہاں زیان نے اپنا جم بنایا ہوا تھا اور ایک سوئنگ پول تھا جو کہ تھوڑا ڈیپ تھا اور سائیڈ پر جھولا اور ایک سائیڈ پھولوں سے بھرا ہوا باغیچہ تھا بہت دلکش سالک رہا تھا سب کچھ۔۔۔

زیان نے ڈور اوپن کیا تو پلوشہ اسے جھولے پر بیٹھی ہوئی اداس سی نظر آئی۔۔۔

پلوشہ نے بلیک کلر کی فراک پہنی تھی جس پر ہلکا سا پریل کلر کا کام تھا اور پریل ہی چوڑی دار پجامہ اور گلے میں ڈوپٹا لیا ہوا تھا۔۔۔

پلوشہ کے لمبے گھنے کمر سے نیچے تک آتے بال اور کچھ چہرے کی ظالم لٹیں ہوا کے ذریعے اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔۔۔

زیان چلتا ہوا پلوشہ کے قریب آیا اور پلوشہ کے سائیڈ میں بیٹھ گیا۔۔۔

پلوشہ نے کوئی ریٹکٹ نہیں کیا۔۔

کیسی ہو۔۔

زیان نے بات کا آغاز کیا۔۔

پلوشہ پہلے تو تھوڑا حیران ہوئی اور دل میں سوچا کہ اس جنگلی انسان کو کیا ہو گیا ہے جو اتنے آرام سے بات کر رہا ہے کہیں یہ طوفان کے آنے سے پہلی کہ خاموشی تو نہیں۔۔۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔

پلوشہ نے اتنا دھیمہ کہا کہ زیان بمشکل ہی سن پایا۔۔۔

ایم سوری۔۔

زیان نے کہا۔۔

پلوشہ نے حیرت سے آنکھیں بڑی کر کے زیان کی طرف دیکھا۔۔

ایسے مت دیکھو جانے من نظر لگ جائے گی۔۔۔

سوری کس لیے۔۔

پلوشہ نے کہا۔۔

مجھے تم پہ ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیئے تھا۔۔۔

ہممم مگر اب تو اٹھا لیا تو سوری سے کام نہیں چلے گا تم پلیز میری آپی سے بات کروا دو

میری۔۔

زبان نے ایک آئبرو کو آٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

بس یاد آرہی تھی آپی اور میں کچھ نہیں بتاؤ گی آپی کو۔۔۔

زبان نے کچھ سوچتے ہوئے کال ملائی۔۔



پریشہ حیا سے باتیں کر رہی تھی کہ پریشہ کا موبائیل رنگ کیا۔۔۔

پریشہ نے دیکھا وہی نمبر تھا جس سے پہلے پلوشہ نے بات کی تھی تو پریشہ نے فوراً کال
پک کی۔۔

اور جلدی سے اٹھی اور اپنے روم کا ڈور لاک کیا۔۔

حیا حیرت سے دیکھ رہی تھی کہ آخر پریشے کو ہوا کیا ہے۔۔

اسلام علیکم آؤ۔۔
کیسی ہیں آپ۔۔

وعلیکم السلام میری جان میں بالکل ٹھیک تم سناؤ تم کیسی ہو یار میں نے کتنا انتظار کیا
تم نے فون ہی نہیں کیا تمہیں پتا بھی ہے ماما بابا کتنے پریشان ہیں۔۔۔

حیا آنکھیں پھاڑیں پریشے کو دیکھ رہی تھی اور اسے اشارے کر رہی تھی کہ کون ہے۔۔

پریشے نے آنکھوں کے اشارے سے حیا کو چپ رہنے کا کہا۔۔۔۔

میں بالکل ٹھیک ہوں آپ سنا ئیں ماما بابا کیسے ہیں۔۔

بالکل ٹھیک ہیں تم بتاؤ اب مجھے کے کیا بات ہے کس سے ہوا ہے تمہارا نکاح تم ٹھیک تو ہو۔۔

پلوشہ کی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔

اور پلوشہ نے سب کچھ پریشہ کو بتا دیا کیسے وہ کڈنیپ ہوئی اور نکاح کا سب کچھ۔۔۔

پریشہ تو سن کر حیران ہو گئی۔۔

زیان حیرت سے پلوشہ کی طرف دیکھ رہا تھا وہ باتوں میں اتنی لگن تھی کے اسے یہ بھی نہیں یاد رہا کہ وہ زیان کے ساتھ ہے۔۔۔

زبان نے اسے منا نہیں کیا وہ چاہتا تھا کہ پلوشہ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرے جو کہ کسی اپنے سے بات کر کے ہی ہو سکتا تھا۔۔۔

اور اپنوں کی قدر کیا ہوتی ہے یہ زبان سے بڑھ کر کون جانتا تھا۔۔

پلوشہ نے زبان کی طرف دیکھا تو تھوڑا گھبرا گئی۔۔۔

لیکن زبان نے جب کچھ نہیں کہا تو پلوشہ جھولے سے اٹھی اور سوئمنگ پول کہ سائیڈ پر آکر کھڑی ہو گئی۔۔۔

پلوشہ اگر تم کہو تو میں ڈیڈ کو بتادوں وہ تمہیں واپس لے آئیں گیں تم ٹینشن نا لو۔۔

پلوشہ کو زیان کی کہی ہوئی بات یاد آئی تو جھٹ سے بولی نہیں آپو آپ ایسا کچھ نہیں کریں
گی۔۔

اور مجھے یقین ہے بابا پر وہ مجھے بہت جلد ڈھونڈ لیں گیں اور ویسے بھی مجھے اب تک اس
جنگلی انسان نے کچھ نہیں کہا پلوشہ نے جھوٹ کہا تاکہ پریشہ پریشان نا ہو۔۔۔

کون جنگلی انسان پریشہ نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔۔۔

یار آپو مجھے نام نہیں پتا اس کا اس لیے میں جنگلی انسان کہتی ہوں۔۔

توبہ پلوشہ تمہیں ڈر نہیں لگ رہا۔۔

آپو میں آپ کی طرح ڈرپوک نہیں ہوں۔۔۔

اور آپو یہاں بہت سیکورٹی ہے مجھے جیسے ہی موقع ملے گا میں بھاگ جاؤں گی آپ پریشان
مت ہونا میری آپ سے بات ہوتی رہے گی۔۔۔

زیان کب سے پلوشہ کو دیکھ رہا تھا پھر اٹھا اور اس کی جانب بڑھنے لگا۔۔۔

آپو ایک مزے کی بات میں آپ سے کہتی تھی نا میرا شہزادہ ہوگا بالکل میرے خوابوں
!! جیسا۔۔۔

یہ جنگلی انسان بھی ویسا ہی ہے ہینڈسم سا کیا بتاؤں لیکن ایک نمبر کا جلاہ ہے جلاہ میں
تو کہتی ہوں۔۔۔۔

پلوشہ کی بولتی بند ہوئی جب پیچھے سے زیان کی آواز آئی اور اس نے جلدی سے کال کٹ
کی۔۔۔

زیان جو ابھی ابھی پلوشہ کے قریب آیا تھا اسے سن کر سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ پلوشہ نے
اس کی تعریف کی ہے یا انسلٹ۔۔۔

پھر پلوشہ کے قریب آکر اس کے کان کے پاس آکر کہا ہوگئی میری برائی یا باقی ہے
ابھی۔۔۔

پلوشہ نے مڑ کر زیان کی طرف دیکھا۔۔۔

زیان ایک آنبرو اٹھا کر اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

نہیں و۔۔۔ہ۔۔۔میں

!! اکیا اب بولو بولتی کیوں بند ہو گئی۔۔۔۔

زیان پلوشہ کے قریب آتا جا رہا تھا۔۔۔

پلوشہ قدم اٹھا کر پیچھے کی طرف ہو رہی تھی۔۔۔

نہیں مینے کوئی برائی نہیں کی تھی پلوشہ جلدی سے بولی۔۔

تو مینے جو سنا وہ کیا تھا زیان اس کے قریب بڑھتا جا رہا تھا۔۔

اور یہ کیا پلوشہ کی چلانے کی آواز آئی اور پلوشہ پانی کے اندر۔۔۔۔

زیان کے چہرے پر مسراہٹ آئی جو کہ لگے ہی پل غائب ہوئی۔۔

پانی تھوڑا ڈیپ تھا اور پلوشہ کو تیرنا نہیں آتا تھا۔۔۔

پلوشہ ہاتھ چلانے لگی جنگلی انسان نکالوں مجھے یہاں سے مجھے تیرنا نہیں آتا وہ بمشکل ہی بول پائی۔۔۔

پلوشہ کی غیر ہوتی حالت دیکھ کر زیان نے پانی میں جمپ کیا۔۔

اور پلوشہ کے قریب جا کر اس کے چلتے ہوئے ہاتھوں کو پکڑا اور اپنے قریب کیا۔۔۔

پلوشہ زیان کے سینے سے جا لگی اور گہرے سانس لینے لگی۔۔

اب بتاؤ کیا کہہ رہی تھی مجھے۔۔۔۔ ہاں میں جلا دہوں زیان نے اپنی مسکراہٹ دباتے
ہوئے سنجیدہ آواز میں کہا۔۔۔۔

نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔

تو کیا مطلب تھا تمہارا۔۔۔

ت۔۔۔ تم مجھے باہر نکالو یہاں سے۔۔۔۔

گرمی کیوں تھی ہاں اب میں تو اپنی مرضی سے ہی نکالوں گا باہر نا جانے کیوں پلوشہ کو
تنگ کر کے زیان کو مزہ آرہا تھا۔۔

مجھے ایک بار باہر نکلنے دو پھر دیکھنا میں کیا کرتی ہوں تمہارے ساتھ پلوشہ نے دل میں سوچا اور شیطانی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر واضح ہوئی۔۔۔

زیان نے پلوشہ کے چہرے سے بالوں کو پیچھے کیا اور اس کے قریب آنے لگا۔۔

یہ ک۔۔ کی۔۔ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔۔

پلوشہ نے ہکلاتے ہوئے کہا پلوشہ کو سردی بھی لگ رہی تھی کیونکہ ٹھنڈا پانی تھا اور تیز ہوائیں چل رہی تھیں۔۔۔

زیان نے پلوشہ کی بات کو ان سنا کر کے اس کے لبوں کو قید کیا آج اس کے لمس میں نرمی تھی جو کہ پلوشہ نے بھی محسوس کیا پلوشہ نے مزاحمت کرنے کی کوشش نہیں کی پلوشہ نے زیان کے کالر کو مسٹی میں جکڑا ہوا تھا۔۔۔

پلوشہ کو لگا آج زیان اس کی جان لے کر ہی رہے گا۔۔
کچھ پل بعد زیان نے اس کے لبوں کو آزادی بخشی اور وہ گہرے گہرے سانس لینے
لگی۔۔۔

زیان پلوشہ کو اپنی باہنوں میں بھرے پانی سے باہر لایا اور پلوشہ کو اٹھائے ہوئے ہی روم
کی جانب چل پڑا۔۔۔

روم میں آکر پلوشہ کو نیچے اتارا اور کہا کے چیخ کر لو اور دوبارہ پول سائیڈ مت جانا۔۔۔

اور یہ کہہ کر خود روم سے باہر نکل گیا اور اپنے دوسرے روم میں چلا گیا وہ زیان کا خاص
روم تھا کسی کو بھی اس روم میں جانے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔

زیان نے روم میں جا کر ڈور لاک کیا اور سیگریٹ جلا کر پینے لگا اور گہری سوچ میں پڑ گیا۔۔۔۔۔

نا چاہتے ہوئے بھی زیان پلوشہ کو چاہنے لگا تھا اس سے محبت کرنے لگا تھا۔۔۔

پلوشہ نے بھی جلدی سے اپنے کپڑے نکالے اور واشروم گھس گئی۔۔۔

حیا کے سوالوں سے تنگ آکر پریشہ نے اسے سب بتا دیا تھا پلوشہ کے بارے میں۔۔۔

حیا بھی حیران ہوئی پہلے تو پھر کہا چلو تمہاری بات تو ہو گئی ہے نا وہ ٹھیک ہے بالکل اور انکل بھی ڈھونڈ رہے ہیں تو بہت جلد تمہارے پاس ہوگی۔۔۔

اوکے میں اب چلتی ہوں تم اپنا خیال رکھنا اور تمہارے فورس کرنے پر میں دو بار آچکی
ہوں اب تم نے میرے گھر آنا ہے اوکے نا ورنہ مینے بات نہیں کرنی تم سے۔۔۔

اچھا بابا ٹھیک ہے اور میں ڈرائیور سے کہتی ہوں وہ ڈراپ کر دیں گیں تمہیں۔۔

ارے نہیں نہیں ایسی بات ہوتی تو میں خود ہی ڈرائیو کر کے آجاتی وہ نا آیان بھائی ہیں نا
انہیں کروں گی پریشان ابھی کرتی ہوں کال آجائیں گیں وہ۔۔

آیان کا نام سنتے ہی پریشے کی دل کی دھڑکنے تیز ہوئی۔۔۔

آیان کلب میں میں بیٹھا ہوا تھا اور دوستوں سے باتیں کر رہا تھا اتنے میں حیا کی کال آئی
اور وہ زرا سائیڈ پر ہو کر بات کرنے لگا۔۔۔

Ok I'm coming..

آیان نے کہا اور کال بند کر دی۔۔

یار کہاں چلے ابھی تو آئے تھے ابھی تو سہی سے انجوائے بھی نہیں کیا۔۔۔

عادل نے آنکھ ونک کرتے ہوئے کہا۔۔۔

یار بس کام ہے ضروری کل ملے گیں پھر۔۔

چل ٹھیک ہے۔۔۔

جیسے ہی کار کا ہارن سنائی دیا پریشے کی تو جیسے سانسیں ہی رک گئیں۔۔۔

حیا پریشے سے ملی اور روانہ ہو گئی۔۔

پریشے نے جلدی سے ونڈو اوپن کی اور آیان کو دیکھنے لگی۔۔۔ تیز ہوائیں چل رہی تھی پریشے کے بال پریشے کے رخسار پر بکھر رہے تھے۔۔۔۔

کسی کی مسلسل نظریں خود پہ محسوس کرتے ہوئے آیان نے اوپر کی طرف دیکھا تو پریشے کی دل کی دھڑکنیں تیز ہوئیں۔۔

پریشہ جلدی سے ونڈو سے پیچھے ہٹی اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی اور اپنا ہاتھ
دل پر رکھا ہوا تھا جو کہ تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

بھائی کیا دیکھنے لگ گئے اوپر۔۔
حیا نے آیان کو مسلسل اوپر دیکھتے پایا تو پوچھا۔۔

ہاں کچھ نہیں بیٹھو تم۔۔
آیان نے کہا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کی۔۔

گھر پہنچ کر آیان نے گاڑی پارک کی اور سیدھا اپنے روم میں روانہ ہو گیا۔۔۔

آیان نے حیا کو کالج چھوڑتے وقت بھی نوٹ کیا تھا کہ پریشہ اسے ہی دیکھ رہی تھی اور
آج بھی۔۔۔

بار بار آیان کے سامنے پریشے کا چہرہ آ رہا تھا لیکن اس نے وقتی اٹرکیشن سمجھ کر اگنور کیا۔۔

اتنے میں آیان کا موبائل رنگ ہوا آیان نے دیکھا تو ہانیہ کالنگ جگمگا رہا تھا۔۔

آیان نے کال پک کی۔۔

ہائے کیسے ہو تم تو بھول ہی گئے وہاں جا کر بندہ کال ہی کر لیتا ہے۔۔

میں ٹھیک ہوں تم سناؤ یار ایسی بات نہیں بس وہ بڑی تھا اس لیے بس۔۔

آیان میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے۔۔۔

آیان نے ماتھے پر ڈھیلوں بل آئے وہ جانتا تھا کہ ہانیہ کیا بات کرنا چاہتی ہے۔۔۔

یار ہانیہ میں نا تمہیں فری ہو کر کال کرتا ہوں پھر کرتے ہیں بات ابھی مجھے ڈیڈ بلا رہے
ہیں اوکے ٹیکسٹ آیان نے کہہ کر کال کٹ کر دی۔۔۔

تیجھے سے ہانیہ غصے سے موبائل کو گھورنے لگی آخر کب تک نہیں سنو گے تم میری بات
ایک بات تم بھی یاد رکھنا مسٹر آیان شاہ تم صرف ہانیہ کے ہو اور تمہیں میرا ہی ہونا پڑے
گا۔۔

اور ہانیہ نے غصے میں موبائل دیوار پر پھینک کر مارا اور گاڑی کی کیز اٹھاتے ہوئے باہر
کی جانب چل پڑی۔۔

آیان کو پتا تھا کہ ہانیہ اس سے اپنی فیلنگز شیر کرنا چاہتی ہے لیکن آیان اسے صرف اپنی
اچھی دوست سمجھتا تھا اس لیے ہر بار اس کی بات کو ٹال دیتا تھا اور اس کی فیلنگز کو
جانتے ہوئے بھی انجان بنا ہوا تھا۔۔۔



پلوشہ چیخ کر کے آئی تو اس نے دیکھا کہ زبان کہیں بھی نا تھا شاید وہ جا چکا تھا پلوشہ کو
شدید بھوک محسوس ہو رہی تھی اس لیے وہ کچن کی جانب چل پڑی۔۔۔

حیاء میں بیٹھی بور ہو رہی تھی اس لیے باہر لان میں چلی گئی۔۔ اور ہری بھری نرم
گھاس پر ٹہلنے لگی۔۔۔

جب بھی حیا بور ہوتی تھی اکثر وہ باہر لان میں ہی ٹہلتی تھی حیا نے ہینڈ فری لگائی ہوئی تھی اور فل والیوم میں میوزک سن رہی تھی۔۔۔

حیا کا رخ سامنے کی طرف تھا پیچھے سے گیٹ سے کوئی شخص داخل ہوا اور اندر آنے لگا حیا اپنی ہی دھن میں پیچھے کی جانب مڑی اور اس شخص سے ٹکرائی اور اپنا بیلنس قائم نہ رکھ سکی اور وہ نیچے گرتی کہ اگلے ہی پل وہ اس شخص کی مضبوط بازوؤں کی گرفت میں تھی۔۔۔

حیا نے سختی سے بند کی ہوئی آنکھوں کو کھولا اور حیرت سے آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

اس شخص نے بلیک کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا لمبی 6 فٹ جتنی ہائیٹ کسرتی جسم بالوں کو اچھے سے سیٹ کیے گہری گرے کلر کی آنکھیں دمکتی رنگت وہ کسی ریاست کے شہزادے جیسا لگ رہا تھا۔۔۔

اتنے میں اس شخص نے خود حیا کے کانوں سے ہینڈ فری نکالی اور اپنی بھاری آواز میں کہا
میڈم کیا آپ کا میری باہنوں میں ہی رہنے کا ارادہ ہے کیا۔۔۔؟؟

حیا جلدی سے ہوش میں آئی کون ہیں آپ اور یہاں کیا کر رہیں ہیں کس نے اندر آنے دیا
آپ کو چھوڑیں مجھے۔۔۔

اس شخص نے ایک آئبرو اوپر کی اور کہا کے اوکے۔۔۔

اور لگے ہی پل حیا نیچے زمین پر۔۔۔ آوچ حیا کے منہ سے آہ نکلی بتمیز انسان یہ کیا کیا۔۔۔

آپ نے خود ہی کہا تھا جناب کہ چھوڑ دو مجھے تو سمپل چھوڑ دیا مینے اس شخص نے
کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

حیا کا چہرہ غصے سے لال سرخ ہو گیا تھا اور وہ گارڈز کو آواز دیتی ہی کہ پیچھے سے آیاں کی آواز آئی۔۔

Hey Ali...

آیاں نے دور سے ہی ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔۔

آیاں کے اتے ہی علی نے حیا کا ہاتھ کھینچ کر اسے اٹھایا حیا آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی اتنے میں آیاں آگیا۔۔۔

اب تمہیں کس کہنے کی ضرورت نہیں ہے آپ کو اور میں آپ کے بھائی کا دوست ہوں اگر آپ کے سوالات ختم ہو گئے ہوں تو مجھے اگے جانے کی اجازت ہے۔۔

آیان صورتحال سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ آخر ہو کیا رہا ہے حیا تم گرمی کیسے چوٹ تو
نہیں لگی نا آیان نے حیا سے پوچھا۔۔۔۔

حیا بولتی کہ علی بچ میں بول پڑا یا آیان وہ میں جیسے ہی آیا حیا نیچے گرمی ہوئی تھی مینے اس
کی ہیلپ کی اٹھانے میں اور اس کے سوالات ہی ختم نہیں ہو رہے تھے مجھے اندر ہی
نہیں آنے دے رہی تھی ابھی گارڈز کو بلانے والی تھی کہ تم آگئے۔۔۔

حیا آنکھوں کو پھیلائے دیکھ رہی تھی اور دل میں کہا تو بہ کتنا جھوٹا ہے اور اسے سبق
سکھانے کا طریقہ سوچ کر طنزیہ سی مسکراہٹ اس کے فیس پر آئی جو کہ علی نے بھی
محسوس کی۔۔۔

حیا بری بات آیان نے حیا کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا اور علی سے ملا پھر تینو اندر چلے
گئے۔۔۔

علی میر شاہ کے گھر پہلی بار آیا تھا زیان کے اسرار کرنے پر اور آیان سے ملنے اور میر شاہ سے ملاقات تو آفس میں ہوتی ہی رہتی تھی۔۔۔

وہ سب اندر آئے تو زیان بھی اٹھ کر ملا شکر ہے نواب آج تشریف لے آئے ورنہ جناب کے تو مزاج ہی نہیں ملتے آیان نے مسکرا کر کہا۔۔۔

چل اب تو آگیا نا پھر وہ سب ڈرائینگ روم میں بیٹھ گئے اتنے میں عائشہ بیگم بھی ائی جنہیں دیکھ کر زیان کا موڈ کچھ نبجھ سا گیا تھا جو کہ علی نے بخوبی محسوس کیا۔۔۔

اسلام علیکم آنٹی۔۔

علی نے اٹھتے ہوئے کہا۔۔۔

وعلیکم اسلام --

کیسے ہو بیٹا عائشہ بیگم نے پیار سے پوچھا۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں آنٹی آپ سنائیں۔۔

میں بھی ٹھیک اچھا بیٹا آپ لوگ بیٹھے باتیں کریں عائشہ بیگم نے کہا اور کچن کی طرف چلی گئی۔۔

فوزیہ جلدی سے چائے بناؤ اور کباب فرا لے کرو زیان کے دوست آئے ہیں اتنے میں حیا کچن میں داخل ہوئی ماما چائے میں بناؤ۔۔۔

عائشہ بیگم حیرانی سے دیکھنے لگی بیٹا طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری۔۔

یس ماما اب بس کریں نا میں بناتی ہوں چائے اچھی سی حیا نے کہا اور چائے بنائے لگی
اور چہرے پر شیطانی مسکراہٹ آئی۔۔۔۔



حیا چائے اور دیگر سامان کی ٹرے اٹھا کر لائی زیان اور آیان دونوں ہی حیران تھے بھائی
آج نا میں نے خود اپنے ہاتھوں سے آپ لوگوں کے لیے چائے بنائی ہے کیا یاد رکھیں
گیں آپ سب بھی۔۔

آیان تو حیران سا حیا کو دیکھ رہا تھا لیکن زیان سمجھ گیا تھا کہ ضرور کوئی گرٹ بڑ ہے۔۔

حیا نے چائے اٹھا کر سب کو دی اور جہاں عائشہ بیگم صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی ان کے
پیچھے جا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

آیان نے چائے پی تو اسے تو بالکل ٹھیک لگی اور زیان کو بھی زیان نے سوچا شاید اس کا وہم ہو اس لیے اگنور کر گیا۔۔۔

علی نے جیسے ہی چائے کا سپ لیا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اب کیسے یہ چائے ختم کرے چائے میں حد سے زیادہ نمک تھا علی نے غصے بھری نظروں سے حیا کو دیکھا۔۔۔

حیا دور سے ہی کھڑی ہوئی اپنی ہنسی کنٹرول کر رہی تھی اور اشارہ کچھ ایسا تھا جیسے بتانا چاہ رہی ہو اب آیا مزہ اور پھر وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔۔۔

اور یہ بات زیان نے بھی نوٹ کی مگر کچھ کہا نہیں پھر وہ سب باتوں میں لگن ہو گئے۔۔۔

پریشہ کب سے بیٹھی ہوئی وہی نمبر ڈائل کر رہی تھی جس سے پلوشہ اس سے بات کر رہی
تھی لیکن وہ نمبر آف جا رہا تھا پریشہ کو ٹینشن بھی ہو رہی تھی پھر پریشہ نے اپنے موبائل
کی گیلری اوپن کی اور آیان کی تصویر کو دیکھنے لگی پریشہ کے کہنے پر حیا نے اسے اپنی سب
پکس سینڈ کر دی تھی جس میں اس کی پک آیان کے ساتھ بھی تھی پریشہ کچھ سوچتے
ہوئے خود ہی مسکرا دی۔۔۔۔



آج دو ہفتے گزر گئے ہیں لیکن میری بیٹی کا کچھ پتا نہیں ہے پتا نہیں کیسی ہوگی میری
بچی عشرت بیگم پریشان سی یوسف دورانی سے کہہ رہی تھی۔۔

یوسف دورانی خود بھی بہت پریشان تھے انھوں نے اپنی ایری چوٹی کا زور لگا دیا تھا لیکن
پلوشہ کا کوئی اتا پتا نہیں تھا لیکن یوسف دورانی کو تسلی تھی اگر ان کے کسی بھی دشمن
نے اسے کڈنیپ کیا ہوگا تو یقیناً کوئی ڈیمانڈ کرے گا اور وہ اسی موقعے کے انتظار میں
تھے۔۔۔

عشرت بیگم کو تسلی دینے کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتے تھے۔۔۔



علی کے جانے کے بعد زیان حیا کے کمرے میں آیا اور حیا کو ہستے ہوئے دیکھا تو تیکھی نظروں سے گھورتے ہوئے حیا سے پوچھا کیا تھا یہ سب۔۔؟

حیا نے کندھے اچکائے کیا؟ جیسے حیا کو کچھ خبر ہی نا ہو۔۔۔

حیا مجھے اچھے سے پتا ہے کہ نیچے تم نے کیا کارنامہ انجام دیا ہے وجہ جان سکتا ہوں
میں۔۔۔

ہا ہا ہا بھائی حیا نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا آئیے نا بیٹھیں آپ پہلے اب آپ کو پتا چل ہی
گیا ہے تو بتا دیتی ہوں۔۔۔

بھائی وہ نا میں باہر لان میں ٹہل رہی تھی تو اچانک یہ باڈی بلڈر میرا مطلب آپ کا دوست جو بھی ہے اچانک مجھ سے ٹکرا گیا اور میں نیچے گر گئی اوپر سے مجھے اٹھنے میں ہیلپ بھی نہیں کی بہتیز کہیں کا بس اسی بات کا بدلہ لیا مینے اور ان کی چائے میں بہت سارا نمک ملا دیا ہائے بیچارے نے کیسے پی ہوگی وہ چائے ہا ہا ہا۔۔۔

اب مینے آپ کو سب بتا دیا ہے اب آپ اپنے دوست کی سائیڈ مت لینا اوکے نا۔۔۔

اوکے بابا نہیں لیتا میں کسی کی بھی سائیڈ لیکن تم نے جو کیا وہ غلط تھا گھر آئے مہمان کے ساتھ بھی کوئی ایسا کرتا ہے بھلا اور وہ تو پہلی بار ہی ہمارے گھر آیا تھا اور تم نے کیا کیا چلو خیر اب نیکسٹ ٹائم ایسی کوئی بیوقوفی والی حرکت مت کرنا اوکے نا۔۔

حیا تھوڑا سا شرمندہ ہوئی کیونکہ اسے زیان کی بات ٹھیک لگی تھی اوکے بھائی سوری حیا
نے معصوم سا چہرہ بناتے ہوئے کہا۔۔

کوئی بات نہیں میری ڈول سمجھ گئی نا بس اتنا ہی کافی ہے چلو اب ڈیڈ سے بھی مل
لوں پھر جانا بھی ہے مجھے۔۔۔

اوکے بھائی۔۔

پھر زیان روم سے باہر نکل گیا ارادہ اب میر شاہ سے ملنے کا تھا۔۔۔



پلوشہ لان میں ٹہل رہی تھی اور پودوں کو پانی دے رہی تھی پودوں کو ہر روز پانی دینا
پلوشہ کا پسندیدہ کام تھا۔۔۔

پودوں کو پانی بھی دے رہی تھی اور سوچ بھی رہی تھی یہ جنگلی انسان کہاں غائب ہے
آیا کیوں نہیں رات بھی پتا نہیں آیا تھا کہ نہیں کیونکہ پلوشہ صبح جیسے ہی اٹھی تھی زیان
روم میں موجود نہیں تھا۔۔۔۔

پلوشہ تو اتنے بڑے گھر میں اکیلی بور ہو جاتی تھی اب تو وہ زیان سے کھل کر بات بھی
کرنے لگی تھی کیونکہ زیان کا رویہ اب پلوشہ کے ساتھ بالکل نارملی تھا۔۔۔

لیکن زیان کو تنگ کرنے کا ایک بھی موقع ہاتھ سے نا جانے دیتی تھی اور اب بھی زیان
کا ہی انتظار کر رہی تھی۔۔

پودوں کو پانی دے کر پلوشہ روم میں فریش ہونے کے لیے چلی گئی۔۔۔



اتنے میں زیان شاہ گھر میں داخل ہوا۔

اسلام علیکم صوفیہ آپا کیسی ہیں آپ اور پلوشہ نے پریشان تو نہیں کیا نا آپ کو۔۔۔۔

وعلیکم السلام میں بالکل ٹھیک ہوں بیٹا تم کیسے ہو اور پلوشہ نے بالکل بھی تنگ نہیں کیا بہت پیاری بچی ہے۔۔

زیان نے دل میں کہا کہ جتنی معصوم ہے وہ یہ تو مجھے ہی پتا ہے اور پھر صوفیہ آپا سے مل کر روم کی جانب روانہ ہو گیا۔۔

وہ روم میں گیا روم لاک کرتے ہی بیڈ پر ڈھ سا گیا۔۔۔۔

پلوشہ فریش ہو کر باہر آئی تو اس نے ڈارک بلو کلر کی فراک پہنی ہوئی تھی کیونکہ زیان جتنے بھی کپڑے لے کر آیا تھا ان میں سب فراک ہی تھیں۔۔۔

پلوشہ آتے ہی شروع ہو گئی اوو تو جنگلی انسان کو ٹائم مل گیا گھر آنے کا مجھے یہاں لا کر اتنے بڑے گھر میں قید کیا ہوا ہے بھٹکتی ہوئی آتماؤں کی طرح پورے گھر میں گھومتی رہتی ہوں میں نا موبائیل ہے کہ بندہ کسی سے بات کرے اور میرا کالج سڈی وغیرہ سب ختم خود تو جناب غائب رہتے ہیں تو پھر مجھے یہاں کیوں لائے ہو پلوشہ نے غصے سے کہا۔۔۔

زیان آرام سے لیٹا ہوا پلوشہ کی باتیں سن رہا تھا اور پھر مسکرا کر اٹھا اور پلوشہ کو کھینچتے ہوئے اپنے پاس کیا پلوشہ بالکل زیان کے قریب آگئی تھی۔۔۔

تو مطلب میری وائف مجھے مس کر رہی تھی زیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔

بالکل بھی نہیں میں تمہیں بالکل مس نہیں کر رہی تھی میں کیوں تمہیں مس کروں گی خوش فہمی ہے تمہیں۔۔۔

زیان گہرا مسکرایا اور پلوشہ تو جیسے اس کی مسکراہٹ میں کھوس گئی تھی اور زیان نے
پلوشہ کو اپنے اور پاس کیا۔۔۔

یہ کیا ہتیمی ہے پلوشہ نے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے گھورتے ہوئے کہا۔۔

وہ تم مجھے اتنی غور سے دیکھ رہی ہو تو مینے سوچا زرا اور قریب سے دیکھ لو زیان نے پلوشہ
کے کان کے قریب ہو کر گھمبیر آواز میں کہا زیان کے لب پلوشہ کے کانوں سے ٹچ ہو
رہے تھے پلوشہ کے دل کو تو جیسے کرنٹ سا لگا اور اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔۔۔

و۔۔ وہ میں مجھے موبائل چائیے میرا پرسنل پلوشہ نے اپنی گھبراہٹ کو دور کرتے ہوئے
کہا۔۔

مل جائے گا اور کچھ زیان نے اطمینان سے کہا۔۔

پلوشہ حیران سی زیان کو دیکھ رہی تھی جیسے کچھ غلط سن لیا ہو۔۔

اب اتنے پیار سے مجھے ایسے دیکھو گی تو میں کوئی گستاخی نہ کر دوں پھر تمہیں ہی مسئلہ ہو
گا میری جان۔۔۔۔

پلوشہ ہلکا سا مسکرائی اور کہا
فلہال کے لیے موبائل ہی چاہیئے باقی سوچ کر پھر بتاؤ گی اور
چھوڑو مجھے بھوک لگی ہے میں جا رہی ہوں اپنے لیے کھانا بنانے۔۔۔

کیا تم بناؤ گی کھانا تمہیں آتا بھی ہے کھانا بنانا زیان نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا جی بالکل
آتا ہے پلوشہ نے کچھ سوچا اور کہا آج میں ہی بناؤ گی کھانا۔۔۔

او کے پھر تو انتظار رہے گا تمہارے ہاتھوں کا بنا ہوا کھانا کھانے کا زیان نے مسکراتے ہوئے کہا اور پلوشہ کے گالوں کو چھوا۔۔

پلوشہ نے زیان سے خود کو چھڑواتے ہوئے کہا جنگلی انسان اور مسکراتے ہوئے باہر نکل گئی اور دل میں کہا آج تو جنگلی انسان کو اچھا مزہ چکھاؤں گی اور مسکراتے ہوئے کچن میں گھس گئی۔۔۔



پلوشہ کچن میں گئی فرج میں سے مرغی نکالی اور بنانے لگی اتنے میں زیان کچن میں داخل ہوا کیا بنایا جا رہا ہے۔۔

جنگلی انسان تم یہاں کیوں آگئے ہو نکلو یہاں سے باہر پلوشہ نے اپنی بڑی بڑی براؤن آنکھوں سے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔

میں تو تمہاری مدد کرنے آیا تھا کہیں کسی چیز کی ضرورت نا ہو تمہیں بس۔۔

مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے جنگلی انسان تم جاؤ یہاں سے۔۔

اگر نا جاؤں تو۔۔۔؟ زیان نے آئبرو اچکاتے ہوئے کہا۔۔

تو۔۔۔ تو می۔۔ میں یہ ساری فروٹس کی ٹوکری تمہارے اوپر پھینک دوں گی پلوشہ نے سوچتے ہوئے فروٹس کی ٹوکری پر اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

زیان نے قہقہہ لگایا سیریسلی۔۔

تم جارہے ہو یا نہیں پلوشہ نے ہاتھ میں سیب اٹھاتے ہوئے کہا۔۔

نہیں زیان نے اطمینان سے کہا۔۔

پلوشہ نے سیب پھینک کر زیان کی طرف اچھالا جو کہ بروقت زیان نے کچھ کیا اور پلوشہ کی طرف دیکھ کر سیب کی بائیٹ لی ہے میری جان تمہارے ہاتھ کیا لگے اتنا ٹیسی ہو گیا
یہ۔۔۔

پلوشہ نے اس بار غصے سے کہا تم جا رہے ہو کہ نہیں۔۔۔

اوکے اوکے جا رہا ہوں پلیز جلدی آجانا بہت بھوک لگی ہے۔۔۔
جنگلی انسان تم جاؤ تو ہی بناؤں ناکھانا۔۔

زیان نے پلوشہ کو گھورا تو پلوشہ نے اسے ڈبل گھوری سے نوازا تو زیان مسکراتا ہوا کچن سے باہر نکل گیا۔۔۔

اور پلوشہ شیطانی سی مسکراہٹ کے ساتھ اپنے کام میں لگن ہو گئی۔۔۔



یار کیا ہوا پریشے آجانا نہ یار۔۔

تم ایک بار بھی میرے گھر نہیں آئی اس بار بھی اگر اب تم نہ آئی نہ ہھر مجھ سے بات
ہی مت کرنا تم میں بتا رہی ہوں پہلے ہی۔۔۔

حیا کینٹین میں بیٹھی ہوئی پریشے سے اسرار کر رہی تھی گھر آنے کا یا یوں کہو کہ دھمکی
دے رہی تھی۔۔

اچھا نہ بابا آؤں گی اب خوش۔۔
پکا نہ پیچھلی بار کی طرح ارادہ کینسل نہ کر دینا۔۔

نہیں کرتی حیا تم بھی نہ ایک بات کے پیچھے ہی پڑ جاتی ہو۔۔

جلدی جلدی ہاتھ چلاؤ سب وہ بس آتے ہی ہونگے عشرت بیگم ملازموں کو ہدایت دے
رہی تھی۔۔

اور پھر کچن میں کھانا دیکھنے چلی گئیں۔۔۔

اتنے میں کار کا ہارن سنائی دیا۔۔

شکر ہے خیر خیریت سے پہنچ گئے سب عشرت بیگم کہتی ہوئی باہر کی جانب روانہ ہوئی۔۔

گاڑی میں سے ایک نفوس نکلا بلو کلر کا تھری پیس سوٹ پہنے بلیک کلر کے شوز سفید
رنگ بالوں کو اچھے سے سیٹ کیے ایک سائیڈ پر بال کیے آدھے بال ماتھے پر بکھرے
ہوئے تھے۔۔۔

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا کار سے باہر نکلا۔۔

اسلام علیکم مامی جان
شاہویز خاکوانی نے کہا۔۔

و علیکم اسلام
کیسا ہے میرا شہزادہ عشرت بیگم نے سر پر پیار دیتے ہوئے پوچھا۔۔

میں ٹھیک ہوں مامی جان آپ کیسی ہیں۔۔
میں بھی ٹھیک ہوں بیٹا۔۔

لو جی ہو گئے شروع کوئی مجھے بھی دیکھ لو۔۔
نفیسیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

جی جی آپ تو یاد ہی ہیں عشرت بیگم نفیسہ سے ملی اور پھر سب اندر کی جانب چل
دیے۔۔۔

نفیسہ یوسف دورانی کی چھوٹی بہن تھی ان کے ہزبینڈ شاہنواز خاکوانی کی ایک مشن کے
تحت ڈیوٹھ ہو گئی تھی وہ ایک پولیس آفیسر تھے۔۔
اب ان کے بعد ان کی جاب ان کے بیٹے شاہویز خاکوانی نے سمنجالی تھی۔۔
شاہویز بھی شاہنواز خاکوانی کی طرح خوبرو ایک قابل آفیسر تھا۔۔۔

یوسف دورانی اور عشرت کو شاہویز بہت پسند تھا عشرت بیگم نے شروع سے ہی پریشے
کے لیے شاہویز کو پسند کیا تھا۔۔۔

اور کرتی بھی کیوں نا پچیس سالہ خوبصورت نوجواں اور اپنے گھر کا بچہ تھا۔۔

اور اسی سلسلے میں آج نفیسہ یوسف دورانی سے ملنے آئی تھیں۔۔۔

عشرت بیگم اور نفیسہ رشتے میں تو نند بھاج تھی لیکن دونوں بہت اچھی دوستیں بھی تھیں۔۔۔



کہاں رہ گئے ہیں آپ جلدی آجائیں نفیسہ پوچھ رہی ہے آپ کا۔۔
عشرت نے خفگی سے کہا۔۔

راستے میں ہوں بس 10 منٹ تک پہنچ جاؤں گا ضروری میٹنگ تھی اس لیے لیٹ ہو گیا
یوسف نے کہا۔۔۔

چلیں ٹھیک ہے عشرت بیگم نے کہا اور فون رکھ دیا۔۔

کیا ہوا عشرت بھا بھی کہاں رہ گئے ہیں بھائی۔۔
نفیسہ نے پوچھا۔۔

بس آتے ہی ہونگے آپ لوگ فریش ہو جائیں میں کھانا لگواتی ہوں۔۔

اتنے میں پریشہ یونی سے واپس آگئی۔۔
پریشہ نے نفیسہ کو دیکھا تو خوشی سے نفیسہ کے گلے ملی۔۔

اسلام علیکم پھوپھو جان۔۔
کیسی ہیں آپ اتنے ٹائم بعد آج ہماری یاد آئی آپ کو۔۔
پریشہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔۔

وعلیکم اسلام میں ٹھیک ہوں تم سناؤ کیسی ہے میری بچی اور یاد تو بہت آتی ہے اسی
لیے تو لینے آگئی تمہیں۔۔

عشرت بیگم کھڑی مسکرا رہی تھی۔۔
پریشہ کو نفیسہ بیگم کی بات سمجھ نہیں آئی تھی اس لیے وہ بھی پھیکا سا مسکرا دی۔۔

اور سناؤ وہ ڈرامے باز پلوشہ کہاں ہے بھئی اس کے بنا تو رونق ہی نہیں۔۔

عشرت بیگم ایک دم سٹپٹا گئیں۔۔
پھوپھو جان وہ کالج کا ٹور تھا اور آپ کو تو پتا ہے کتنا شونک ہے اسے گھومنے کا اسی لیے
وہ وہاں گئی ہوئی ہے۔۔

پریشہ نے کہتے ہوئے بات سمنجالی۔۔

عشرت بیگم کی بھی جان میں جان آئی۔۔

اتنے میں ہی یوسف دورانی گھر میں داخل ہوئے۔۔

اور سب سے ملنے لگے۔۔۔



پریشہ فریش ہونے کے لیے اپنے روم کی جانب چل پڑی۔۔۔

پریشہ اپنے ہی دھیان میں چل رہی تھی اتنے میں ہی کسی سے بری طرح سے ٹکرائی۔۔

آہ پریشہ کے منہ سے آہ نکلی اور اپنے سر پر ہاتھ رکھا۔۔

اوفوویہ دیوار کہاں سے آگئی بیچ میں۔۔۔

پلوشہ خود ہی بڑبڑائی۔۔

جب سامنے دیکھا تو شاہویز دونوں بازوؤں کو فولڈ کیے کھڑا ہوا تھا۔۔۔

کیا ایسے کیا گھور رہی ہوں کبھی کوئی ہینڈ سم بندہ نہیں دیکھا کیا۔۔
شاہویز نے ہلکی سی مسکراہٹ دکھاتے ہوئے کہا۔۔

اسلام علیکم بھائی۔۔

پریشے نے بس اتنا کہا اور اپنے روم میں بھاگ کر ڈور لاک کر لیا۔۔

پیچھے سے شاہویز سوچتا رہا۔۔

بھائی۔۔۔

شاہویز نے بھائی لفظ پر زور دیا پھر بالوں میں ہاتھ پھیرتا مسکراتے ہوئے نیچے کی جانب

چل پڑا۔۔۔



پلوشہ کھانا بنا کر لائی اور ٹیبل پر رکھنے لگی۔۔۔

شکر ہے کھانا بن گیا ورنہ مجھے تو لگا تھا کہ آج بھوکا رہ کر ہی گزارا کرنا پڑے گا۔۔۔
زیان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔۔

پلوشہ نے زیان کی طرف دیکھا اور کہا ویری فنی۔۔
اور پلیٹ میں سالن ڈالنے لگی۔۔

ارے ارے بس بس میں نے اکیلے ہی کھانا ہے پوری بارات نے نہیں۔۔
زیان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔۔

وہ کیا ہے نا آج یہاں پہلی بار کھانا بنایا ہے میں نے تو خوشی میں کچھ زیادہ ہی ڈال دیا۔۔۔۔۔ پلو شہ نے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

زیان نوٹ کر رہا تھا پلو شہ کے عجیب رویے کو لیکن پھر اپنا وہم سمجھ کر جھٹک دیا۔۔۔۔۔

تم بھی بیٹھو تم نے کھانا نہیں کھانا کیا پلو شہ کو اٹھتے دیکھ زیان نے پوچھا۔۔۔۔۔

نہیں وہ تو بس میں پانی لینے جا رہی تھی تم شروع کرو کھانا میں آتی ہوں۔۔۔۔۔
پلو شہ نے کہا اور کچن میں پانی لینے چلی گئی اور دل میں کہا اب آئے گا مزہ۔۔۔۔۔

زیان نے جیسے ہی پہلا نوالا کھایا اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اتنی مرچی جو کہ ناقابلِ برداشت تھی۔۔۔۔۔

پلوشہ کچن سے پانی لیکر آئی اور ٹیبل پر رکھا اور زیان کو سکون سے کھانا کھاتے دیکھ حیران ہو گئی۔۔۔
زیان کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔

پلوشہ نے جلدی سے پانی کا گلاس بھرا اور زیان کے قریب رکھ دیا۔۔

زیان نے کھانا ختم کیا اور بنا پانی پیئے اپنے روم کی طرف چلا گیا۔۔۔

پلوشہ حیران سی بیٹھی ہوئی تھی یہ میں نے کیا کر دیا او فوو پلوشہ اب کیا کروں میں۔۔۔

پلوشہ نے خود ہی زیان کو تکلیف دی تھی اور اب اسے تکلیف میں دیکھ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔

پلوشہ جلدی سے اٹھی اور کچن میں جا کر کسٹرڈ بنانے لگی۔۔۔

یہ تو وہی کام ہو گیا تھا زخم بھی خود دو اور پھر مرحم بھی خود لگاؤ۔۔۔



آیان بھائی کہاں رہ گئے آپ حیا یونی کے باہر کھڑی آیان کا انتظار کر رہی تھی اس نے کہا تھا آج وہ خود اسے لینے آئے گا مگر اب تک جناب آئے ہی نہیں تھے۔۔

حیا غصے سے لال پیلی ہو رہی تھی اور بار بار فون ٹرائے کر رہی تھی۔۔۔

اتنے میں ہی حیا کے سامنے بلیک کلر کی کار آکر کی۔۔۔

حیا نے غور سے دیکھا تو علی تھا حیا نے علی کو دیکھا تو اسے اپنی کی گئی غلطی یاد آئی۔۔۔

علی نے حیا کو ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کا کہا۔۔۔

نہیں بس آیاں بھائی آتے ہی ہونگے میں ان کے ساتھ چلی جاؤں گی۔۔

نہیں آئے گا تمہارا بھائی اسی نے ہی بھیجا ہے مجھے اب یہاں کھڑی ہو کر سرٹنا ہے تو
بتادو پھر میں جاؤں۔۔۔

علی نے احسان جتانے والے میں انداز میں کہا۔۔۔

کھڑوس بتمیز۔۔

حیا صرف دل میں ہی کہہ سکی کیونکہ فلہال اسے گھر پہنچنا تھا کیسے بھی کر کے۔۔۔

حیا نے کار میں بیٹھ کر زور سے کار کا ڈور بند کیا۔۔

آرام سے میری فیورٹ کار ہے یہ اس پر اپنا غصہ مت نکالو اوکے علی نے کہا۔۔

آپ چپ نہیں بیٹھ سکتے حیا نے تنگ آتے ہوئے کہا۔۔

بلکل نہیں۔۔۔

علی نے بروقت جواب دیا۔۔

حیا غصے سے کھڑکی کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئی اور دل میں اچھے سے آج آیان کی کلاس لینے کا سوچنے لگی۔۔۔

حیا نے جب دیکھا تو وہ کوئی اور ہی راستہ تھا حیا تھوڑا گھبرا گئی لیکن ظاہر نہیں کیا۔۔۔

یہ کہاں لے کر جا رہے ہو تم مجھے یہ تو گھر کا راستہ نہیں ہے حیا نے پوچھا۔۔۔

دیکھتی جاؤ بس تم اور ہاں ڈرو مت تمہیں گھر ہی پہنچاؤں گا۔۔

علی نے کہا اور ڈرائیونگ کرنے لگا۔۔۔



پلوشہ نے جلدی جلدی کسٹرڈ بنایا اور لے کر اوپر کی طرف روانہ ہوئی۔۔۔

تکلیف زیان کو ہو رہی تھی اور برا پلوشہ کو لگ رہا تھا درد وہ محسوس کر رہی تھی۔۔۔

مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ بھی زیان کو پسند کرنے لگی ہے اس سے محبت کرنے لگی ہے۔۔۔

اسی لیے تو اسے اتنا برا لگ رہا تھا ایسا کر کے اس نے تو صرف مزاق کیا تھا مگر وہ ناراض
ہو جائے گا یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔۔

ہاں پلوشہ کو اس کا ناراض ہونا نہیں بھا رہا تھا وہ نہیں برداشت کر پارہی تھی زیان کا ایسا
برتاؤ۔۔

اسے تو اس کا جنگلی انسان ہی پسند ہے جو اسے پریشان کرتا ہے۔۔۔
ہاں پلوشہ کو زیان کی فکر ہونے لگی تھی۔۔

وہ زیان کو چاہنے لگی تھی۔۔
اس سے محبت کرنے لگی تھی۔۔۔



میری جان رک جاؤ۔۔
تھک گئی ہیں اب آپ کی ماما اب جلدی سے کھانا کھا لو۔۔۔

ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گی۔۔۔

اور کھیلوں گی بھی نہیں آپ کے ساتھ اور آپ کی دوست بھی نہیں بنوں گی۔۔۔
آسیہ نے دکھی سامنہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

اگر میں کھانا کھاؤں تو آپ بنے گی نامیری فرینڈ۔۔۔
ہاں میرا بچہ۔۔۔

پکا۔۔۔؟؟

جی جی پکا۔۔۔

اور گیم بھی کھیلیں گی نامیرے ساتھ۔۔۔

ہاں بابا اب آجاؤ۔۔

اور ناراض بھی نہیں ہونگی نا میں تو اچھا بچہ ہوں ابھی میں اپنی فریڈ کے ساتھ کھانا کھاؤں
گا۔۔۔

اچھا بابا اب چلو بھی۔۔۔

وہ جا کر کرسی پر بیٹھا اور آسیہ اسے کھانا کھلانے لگی۔۔

ماما مرچی مرچی آہ بہت مرچی ہے ماما منہ جل رہا ہے میرا۔۔
میں نہیں کھاؤں گا یہ اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

اور جلدی جلدی پانی کا گلاس اٹھا کر پینے لگا۔۔۔

میری جان ٹھیک تو ہونا اچھا نہیں کھاتے بس۔۔

بتاؤ میرا شہزادہ کیا کھائے گا۔۔۔۔

اتنے میں دروازہ کھلنے کی آواز پر زیان ہوش میں آیا اور اپنی بند کی ہوئیں آنکھوں کو کھولا۔۔۔



پلوشہ جیسے ہی روم میں گئی زیان وہاں موجود نہیں تھا۔۔۔

تو پلوشہ کچھ سوچتے ہوئے دوسرے روم میں جانے لگی۔۔

پلوشہ نے اکثر زیان کو اس روم میں جاتے دیکھا تھا مگر خود کبھی جانے کا تجسس نہیں

ہوا۔۔۔

پلوشہ اس روم کے پاس گئی اور دروازہ اوپن کیا پورے کمرے میں وائٹ کلر کے پردے لگے ہوئے تھے۔۔۔

ایک سائیڈ لائبریری سی بنی ہوئی تھی۔۔

پلوشہ روم میں داخل ہوئی اور اس کے ہاتھوں میں ٹرے تھی۔۔

زیان نے سامنے دیکھا تو پلوشہ تھی۔۔۔

زیان اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔

جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو کہ اب کیا لینے آئی ہو۔۔۔

پلوشہ نے جیسے ہی زیان کی طرف دیکھا تو زیان کی آنکھوں میں نمی واضح تھی۔۔

پلوشہ دیکھ کر بے چین سی ہو گئی۔۔

وہ میں تمہارے لیے کسٹرڈ بنا کر لائی ہوں میرا بھی فیوریٹ ہے تو سوچا بنا لوں۔۔

نہیں چاہیئے تم جاؤ یہاں سے۔۔۔
زیان نے کہا اور آنکھوں پر بازو رکھ کر لیٹ گیا۔۔۔

ایم سوری۔۔۔
پلوشہ نے دھیمی آواز میں کہا

سوری کس لیے۔۔۔
زیان نے آنکھوں پر بازو رکھے ہی جواب دیا۔۔

وہ میں نے کھانے میں جان بوجھ کر مرچی تیز کی تھی۔۔۔
مگر مجھے نہیں پتا کہ تم ناراض ہو جاؤ گے۔۔۔

ورنہ ایسا کبھی نا کرتی۔۔۔

پلوشہ نے سچ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

زیان نے آنکھوں پر سے بازو ہٹائی۔۔۔

اور ایک آئبرو اچکاتے ہوئے پوچھا تمہیں میری ناراضگی سے فرق پڑتا ہے۔۔۔؟؟

پلوشہ نے بے اختیار ہی اپنی نظریں جھکالی۔۔

اور اس کی دل کی دھڑکنیں تیز ہوئیں۔۔

زیان کی نظروں کا زوایہ ہی ایسا تھا اور کچھ اس کا لہجہ۔۔

پلوشہ کو کچھ سمجھ نا آیا۔۔۔

Come here..

زیان نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔

پلوشہ نے ٹرے ٹیبل پر رکھی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی زیان کے سائیڈ میں بیٹھ گئی۔۔۔

تو اب بتاؤ۔۔

ک۔۔ کیا۔۔؟

پہلی بار پلوشہ کا لہجہ لڑکھڑایا تھا۔۔

یہی کہ تمہیں میرے ناراض ہونے سے فرق پڑتا ہے۔۔۔

ہاں پڑتا ہے۔۔۔

پلوشہ نے مضبوط لہجے میں کہا۔۔۔

وجہ جان سکتا ہوں کہ تمہیں کیوں میری اتنی فکر ہونے لگی۔۔۔

مطلب حد ہے ایک تو میں تمہارے لیے کسٹڈ بنا کر لائی ہوں اور سوری بھی کہا ہے۔۔۔
اور اب بھی تمہارے سوال ختم نہیں ہو رہے۔۔۔

میری ہی غلطی تھی مجھے کسٹڈ بنانا ہی نہیں چاہئے تھا۔۔۔
پلوشہ نے اپنے روپ میں واپس آتے ہوئے کہا۔۔۔

جنگلی انسان اب ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔۔۔

ایکدم ہی زیان نے پلوشہ کو اپنی طرف کھینچا۔۔
پلوشہ کی ہارٹ بیٹ نے پھر سے سپیڈ پکڑی۔۔۔

جنگلی انسان اپنی یہ چھچھوری حرکتیں کرنا بند کر دو۔۔۔

ابھی تو میں نے کوئی چھچھوری حرکت کی ہی نہیں میری جان۔۔۔

تم۔۔۔

زیان نے ایک بار پھر پلوشہ کی بولتی بند کر دی تھی۔۔۔

پلوشہ نے زیان کی شرٹ کو مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔۔

زیان نے پلوشہ کے لبوں کو آزادی بخشی تو پلوشہ گہرے سانس لینے لگی۔۔۔

اور اسے جلن کا احساس بھی ہوا۔۔
پلوشہ نے جلدی سے کسٹر اٹھایا اور کھانے لگی۔۔۔

آرام سے کھاؤ۔۔
اور مجھے ایسے کسٹرڈ کی ضرورت نہیں۔۔
مجھے جو چاہیے تھا مجھے تو مل گیا۔۔۔

پلوشہ شرم کے مارے سرخ ہو گئی اور روم سے واک آؤٹ کر گئی۔۔۔۔

بیچھے سے زیان ہلکا سا مسکرایا اور اس کے لیے کوئی اتنا فکر مند ہے یہ جان کر اس نے
اندر تک سکون سا اترتا محسوس کیا۔۔۔



حیا کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا اور پریشانی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔۔۔

علی اس کی حالت کو دیکھ کر بہت انجوائے کر رہا تھا۔۔

علی نے ایک فلیٹ کے آگے کار روکی۔۔۔

اور حیا کو کہا اترو نیچے۔۔۔

حیا گھبرا گئی۔۔ پریشانی سے اس کے چہرے پر پسینے کی ننھی بوندیں واضح ہو رہی تھی۔۔۔

سنا نہیں میں نے کہا اترو نیچے سوچ لو تمہارا ہی ٹائیم ویسٹ ہو رہا ہے گھر والے پریشان ہونگے۔۔

اگر جلدی گھر پہنچنا چاہتی ہوں تو اترو جلدی ورنہ مجھے دوسرا طریقہ بھی آتا ہے تمہیں نیچے اتارنے کا۔۔

اور یقین کرو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔۔۔۔
علی نے اپنی ہنسی روکے سنجیدہ انداز میں کہا۔۔۔

حیا جلدی سے کار سے نیچے اتری۔۔۔

گڈ گرل۔۔

اب آؤ میرے ساتھ۔۔۔

حیا علی کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔۔

فلہال وہ گھبرا رہی تھی اور غصہ بھی اتنا تھا کہ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو چکا تھا۔۔۔

وہ دونوں فلیٹ میں داخل ہوئے۔۔

فلیٹ زیادہ بڑا نہیں تھا مگر اتنا چھوٹا بھی نہیں تھا۔۔۔

دو کمرے تھے اور باہر لاونچ کو خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا ہوا تھا۔۔
اگر کوئی اس خوبصورت لاونچ کو دیکھتا تو یقیناً سجانے والے کی چوائس پر عجب کرتا۔۔۔

اب کھڑی کیا ہو دیر ہو رہی ہے نا تمہیں اب جاؤ کچن میں اور مجھے اچھی سی چائے بنا کر
پلاؤ۔۔۔

پھر میں تمہیں گھر ڈراپ کر دوں گا۔۔

حیا حیرت سے اپنی آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اب ایسے مت دیکھو ورنہ کہیں میرا بدلہ لینے کا ارادہ چلنج نا ہو جائے۔۔۔

یہ تمہاری اس دن والی کی گئی حرکت کا بدلا ہے۔۔

چلو اب شاباش جلدی سے چائے بناؤ ایسی چائے بنانا کہ مجھے پسند آئے۔۔۔

اوکے جاؤ اب جلدی ورنہ مجھے کوئی مسئلہ نہیں تم جتنا چاہے ٹائم لے سکتی ہو۔۔۔

علی نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔۔۔

مرتی کیا نہ کرتی۔۔

فلہال کچھ بھی کر کے حیا کو گھر پہنچنا تھا۔۔

تو اس نے کچن میں جانے کا ہی بہتر سمجھا۔۔

علی کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔

اور نظروں کا زوایہ ایسا تھا جیسے کہنا چاہ رہا ہو اب جاؤ بھی۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔۔
میں کیا اس گھر میں رہتی ہوں جو مجھے گھر کا سب کچھ پتا ہوگا۔۔

کہاں ہے کچن۔۔؟
حیا نے تنگ آتے ہوئے کہا۔۔

اووووہ۔۔۔۔
میں تو بھول ہی گیا۔۔
آؤ کچن دکھاتا ہوں۔۔۔۔۔۔
اور ہاں یاد رکھ لو سب کچھ بعد میں مشکل نہیں ہوگی۔۔۔

آخری لائن علی نے خود سے ہی کہی۔۔۔

کچھ کہا آپ نے۔۔؟
حیا نے بے رخی سے پوچھا۔۔

نہیں تو۔۔
یہ رہا کچن اب ایسی چائے بنانا کہ مجھے پسند آجائے۔۔

حیا کا غصہ عروج پر تھا۔۔
آج تو آیان کی خیر نہیں تھی۔۔

صبح آفس میں علی نے آیان کے موبائل سے حیا کو میسج کر دیا تھا کہ آیان اسے لینے
آئے گا۔۔

اور جب ڈرائیور حیا کو لینے جا رہا تھا تو علی نے انہیں روک کر کہہ دیا تھا کہ آج اسے وہ
ڈراپ کر دے گا۔۔۔

اب بیچاری حیا نے گھر جا کر اپنا غصہ آیان پر اتارنا تھا۔۔۔
جبکہ بیچارے آیان کو تو کچھ پتا ہی نہیں تھا۔۔۔



پریشے اپنا اسائیمینٹ بنا رہی تھی کہ اس کے روم کا دروازہ ناک ہوا۔۔۔

آجائیں۔۔۔
پریشے نے بنا دیکھے ہی جواب دیا۔۔۔

شاہویز روم میں داخل ہوا اور سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔

پریشے نے دیکھا تو ایک دم گرڑبڑا گئی۔۔

آپ یہاں۔۔؟

پریشے نے بمشکل پوچھا۔۔

کیوں نہیں آسکتا۔۔؟

نہیں نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔

کوئی کام تھا آپ کو۔۔؟

بنا کام کے نہیں آسکتا کیا۔۔؟

شاہویز نے بنا جواب دیے ہی پھر سے سوال کیا۔۔

پریشے کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہے۔۔۔

آوہ کم آن کیا ہو گیا ہے یار۔۔

تم تو ایسے ڈر رہی ہو جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔۔۔

میں نیچے جا رہا تھا یہاں سے گزرا تو سوچا تم سے بات ہی کر لوں۔۔
ویسے بھی بور ہو رہا تھا میں۔۔

پلوشہ تو ہے نہیں وہ تو کر رہی ہوگی انجوائے۔۔
وہ ہوتی تو بور نہیں ہوتا میں تم تو بولتی ہی نہیں مغرور لڑکی۔۔۔

نہیں نہیں ایسا نہیں ہے۔۔۔

پریشے نے جلدی سے کہا۔۔

تو کیسا ہے۔۔؟

شاہویز نے آئبرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔۔

پریشے کو پھر سے چپی لگ گئی۔۔۔

تم پھر چپ ہو گئی۔۔

ابھی سے اتنا ڈرتی ہو بعد میں کیا ہوگا تمہارا۔۔

شاہویز نے آنکھ ونک کرتے ہوئے کہا۔۔

پریشے نا سمجھی سے اسی دیکھنے لگی۔۔۔

اپنے چھوٹے سے دماغ پر اتنا زور نا دو۔۔

اور بناؤ اپنا اسائنمنٹ۔۔۔

پھر ملتے ہیں۔۔۔

شاہویرز کہہ کر مسکراتے ہوئے باہر چلا گیا۔۔

پیچھے سے پریشے سوچ میں پڑ گئی۔۔۔



حیا جب گھر پہنچی تو کسی نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا۔۔۔

حیا حیرت سے سب کو دیکھ رہی تھی۔۔

اور پھر اپنے روم میں چلی گئی فریش ہونے کے لیے۔۔۔

پچھلے سے زیان گھر میں داخل ہوا۔۔۔

زیان نے فون کر کے بتا دیا تھا کہ حیا اس کے ساتھ ہے اس لیے سب بے فکر تھے۔۔۔

حیا جب علی کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی تھی تو۔۔

اکرم نے فون کر کے زیان کو آگاہ کر دیا تھا۔۔

اب حیا سے بات کر کے پھر زیان کا ارادہ علی کی کلاس لینے کا تھا۔۔۔۔۔



پریشہ کہاں ہیں۔۔

یوسف دورانی نے عشرت بیگم سے پوچھا۔۔

اپنے روم میں خیریت۔۔۔؟
ہاں بس بات کرنی تھی اس سے۔۔۔

شاہویز کے بارے میں۔۔۔؟
ہاں اسی کے بارے میں بات کرنی تھی تم پریشان نا ہو جیسا میری بیٹی چاہے گی ویسا ہی
ہوگا۔۔۔

یوسف دورانی نے عشرت کو مطمئن کرتے ہوئے کہا۔۔۔
اور پریشے کے روم کی جانب چل پڑا۔۔۔

یوسف دورانی روم میں داخل ہوئے۔۔

ارے بابا آپ---

جی بابا کی جان میں--

آئیے نا بیٹھیں شکر ہے آپ کو ہمارے لیے بھی ٹائم ملا---
پریشے نے نرا ضلکی جتاتے ہوئے کہا---

ایسی بات نہیں ہے تم لوگوں کے لیے تو ٹائم ہی ٹائم ہے تمہارے بابا کے پاس---
اچھا بیٹھا مجھے ایک ضروری بات کرنی تھی---

جی بابا کیسے---

بیٹا میں اور تمہاری ماما شاہویز کو بہت پسند کرتے ہیں تمہارے لیے---
اچھا قابل اور اپنے گھر کا بچہ ہے اور تمہاری پھوپھو اسی سلسلے میں یہاں آئی ہیں---

مگر تمہاری پسند اور نہ پسند بھی بہت ضروری ہے زندگی تم نے گزاری ہے تو جیسا میری
بیٹی چاہے گی ویسا ہی ہوگا۔۔۔

پریشے تو حیران سی باتیں سن رہی تھی اسے اب سمجھ آ رہا تھا کہ پھوپھو اور شاہویز کیا بات
کر رہے تھے۔۔۔

کیا ہوا بیٹا کہاں کھو گئی۔۔۔
پریشے خیالوں کی دنیا سے واپس آئی۔۔

وہ بابا مجھے نا آپ سے بات کرنی تھی۔۔۔

جی میرا بچہ کہو۔۔۔

بابا وہ میں کسی کو پسند کرتی ہوں۔۔۔

پریشے اپنی ہر بات یوسف دورانی سے شیر کر لیتی تھی اس لیے بنا جھجھکتے ہوئے اس نے
یہ بات بھی کہہ دی۔۔۔

کس کو پسند کرتی ہے میری بیٹی اور کب سے۔۔۔۔
یوسف دورانی نے پیار سے پوچھا۔۔۔

بابا وہ جو میری فرینڈ ہے نہ حیا جو ہمارے گھر بھی آئی تھی اس کا جو بھائی ہے نہ میں
انہیں پسند کرتی ہوں۔۔۔

کبھی بات وغیرہ نہیں ہوئی مینے بس انہیں دیکھا ہے۔۔۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ویسے مگر میرے دل میں جو بات تھی مینے آپ سے کہہ دی۔۔۔

اب آپ کا اور ماما کا جو فیصلہ ہو گا مجھے منظور ہے۔۔۔

کیا نام ہے اس لڑکے کا۔۔؟
یوسف دورانی نے پوچھا۔۔۔

آیان شاہ۔۔
ٹھیک ہے تم آرام کرو اس بارے میں پھر بات کریں گے۔۔۔

ٹھیک ہے بابا۔۔۔

یوسف دورانی نے وسیم کو کال ملائی۔۔
وسیم مجھے آیان شاہ کی ساری ڈیٹیل چاہیئے رات تک۔۔۔

او کے سر مل جائے گی۔۔۔
پھر یوسف دورانی آفس کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔



کیا کر رہی ہے میری پرنسز۔۔
زیان نے حیا کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

کچھ نہیں بھائی بس یونی کے لیے تیار ہو رہی تھی آئیں آپ۔۔۔

حیا مجھے بات کرنی تھی تم سے۔۔۔

جی بھائی مجھے بھی آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔

بولو پرنسز کیا بات کرنی ہے۔۔۔

بھائی وہ نا آپ کے جو باڈی بلڈر فرینڈ ہیں نا وہ بہت ہتیمز انسان ہے۔۔۔
یونی کے باہر میں آیان بھائی کا انتظار کر رہی تھی مجھے میسج آیا تھا آیان بھائی کے نمبر سے
کہ آج وہ خود مجھے لینے آئے گیں۔۔۔

مگر آپ کے فرینڈ اگئے اور مجھے پتا نہیں کہاں لے کر چلے گئے تھے مجھے بہت ڈر لگ رہا
تھا۔۔۔

بہت ہتیمز ہیں وہ انھیں پتا ہے نا کہ میں آپ کی بہن ہوں پھر بھی مجھے لے کر چلے
گئے۔۔۔

آپ کے فرینڈ کو کیا لگا تھا کہ میں ڈر جاؤ گی اور آپ کو کچھ نہیں بتاؤں گی۔۔۔۔۔
مگر ایسا کچھ نہیں ہے میں نے آپ کو بتا دیا اب آپ بتائیں کیا تھا یہ سب۔۔۔

اور جب گھر آئی تو پتا چلا کہ آیاں بھائی تو گئے ہوئیں ہیں اپنے دوستوں کے ساتھ پھر مجھے
مسیح کس نے کیا تھا آیاں بھائی کے موبائل سے۔۔۔

تم ٹینشن نا لو علی کی اس حرکت کی سزا اسے ملے گی میں کرتا ہوں بات اس سے۔۔۔

اور اب سے تم ڈرائیور کے ساتھ ہی جاؤ گی اور ڈرائیور کے ساتھ ہی واپس گھر آؤ گی۔۔۔

ٹھیک ہے بھائی۔۔۔

او کے میں جا رہا ہوں میڈنگ ہے میری تم بھی جلدی سے ریڈی ہو جاؤ یونی کے لیے۔۔

او کے بھائی۔۔۔



پلوشہ لان میں جھولے پر بیٹھی ہوئی تھی اور سوچوں میں گم تھی۔۔۔

اسے کیسے بھی کر کے اپنے گھر واپس جانا تھا۔۔

وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ زیان نے اسے کڈنیپ کیوں کیا۔۔

کیوں اس طریقے سے نکاح کیا۔۔۔۔

کیوں اسے یہاں رکھا ہوا ہے۔۔

کیوں اسے اپنے گھر سے دور کیا ہوا ہے۔۔

وہ خود کون ہے کیا کرتا ہے کہاں جاتا ہے۔۔

اس کی فیملی کہاں ہے۔۔؟ ہے بھی یہ نہیں۔۔

نہ جانے کتنے سوال تھے پلوشہ کے دماغ میں۔۔۔
اور اس کے پاس ان سب سوالوں میں سے کسی کا جواب نہیں تھا۔۔۔

زیان اس کی سب ضرورتوں کا خیال رکھتا تھا اس کی کیئر کرنا پلوشہ کو تو جیسے زیان کی
عادت سی ہو گئی تھی۔۔۔

مگر پھر بھی زیان نے جو کیا وہ غلط تھا۔۔
پلوشہ سب کچھ بھلائے زیان کے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی۔۔۔
پلوشہ اپنے گھر جانا چاہتی تھی مگر یہاں سے نکلنا بہت مشکل تھا۔۔۔

سیکوریٹی بہت ٹائٹ تھی اوپر سے کیمرا بھی لگے ہوئے تھے۔۔۔

پلوشہ سوچ رہی تھی کہ یہاں سے باہر کیسے جائے ایک بار بس وہ اس گھر سے نکل
جائے پھر وہ آسانی سے اپنے گھر پہنچ سکتی تھی۔۔۔۔

بولو و سیم۔۔۔
کیا ڈیٹیل ملی ہے۔۔

سر وہ آیان شاہ جو ہے وہ ابھی باہر کے ملک لندن سے پڑھ کر آیا ہے اور فیملی بھی
اچھی ہے۔۔۔

اس کے بھائی زیان شاہ کا بھی ٹاپ پر بزنس ہے۔۔۔

اور۔۔۔

کیا اور بولو بھی۔۔۔

سر وہ آیان شاہ اور زیان شاہ دونوں ہی میر شاہ کے بیٹے ہیں۔۔۔

کیا۔۔۔؟

کیا یہ پکی خبر ہے۔۔۔؟

جی جی سر مینے خود انفارمیشن نکلوائی ہے۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔

اور وہ ان دونوں نقاب پوش کا پتا چلا۔۔۔؟

نہیں سر ان کا بھی کچھ پتا نہیں چل رہا وہ اتنی صفائی سے کام کرتے ہیں کہ کوئی سوراخ
کلو وغیرہ ڈھونڈ پانا بہت مشکل ہے۔۔۔

ٹھیک ہے تم نظر رکھو ان پر مینے بہت مشکل سے فیروز شیج کو ہینڈل کیا ہے۔۔۔

ورنا تمہیں پتا ہے وہ کتنا خطرناک ہے ہمیں کتنا نقصان پہنچ سکتا ہے۔۔۔
ہمیں جلدی ہی کچھ کرنا ہوگا جلد از جلد پتا کروانا ہوگا کون ہیں وہ دونوں اور کیوں ہمارے کام
میں بچ میں آرہے ہیں۔۔۔

ٹھیک ہے سر میں پوری کوشش کر رہا ہوں جلد ہی ہمیں پتا چل جائے گا۔۔۔

ٹھیک ہے تم جاؤ اور آج کی ایک ڈیل فائنل ہوئی ہے اسے احتیاط سے ٹرانسفر کرنا اس
بار کوئی غلطی نا ہو۔۔۔

سیکوری کو بڑھادو اور کیمہ بھی آن رکھنا اس بار کوئی غلطی نہیں ہونی چاہیے۔۔۔

ٹھیک ہے سر۔۔۔

پچھے سے یوسف دورانی میر شاہ کا سوچ کر گہری سوچ میں پڑ گئے۔۔۔

مگر وہ اپنی بیٹیوں کے کیے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔۔۔

ایک طرف پلوشہ کی پریشانی اور دوسری طرف پریشہ۔۔۔۔۔



علی یہ کیا حرکت کی ہے تم نے۔۔۔؟

زیان اور علی آفس میں بیٹھے ہوئے تھے زیان نے علی سے پوچھا۔۔۔

کیا کون سی حرکت۔۔۔؟

علی نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا جیسے اسے کچھ پتا ہی نہ ہو۔۔۔

تمہیں اچھے سے پتا ہے کہ میں کیا پوچھ رہا ہوں۔۔۔

حیا کو کیوں لے کر گئے تھے تم اپنے ساتھ۔۔۔؟

وجہ جان سکتا ہوں میں۔۔۔

یار دیکھ زیان گھما پھرا کر بات کرنی مجھے آتی نہیں۔۔۔

اور تجھے تو پتا ہی ہے یہ لڑکیوں کے جھڑجھنٹ میں پریتا نہیں ہوں میں۔۔۔

مگر جو حیا ہے مجھے وہ بہت پسند ہے اور میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

اب ایسے کیا دیکھ رہا ہے مجھے بات پوری کرنے دے سمجھا۔۔۔

اچھا خاصا ہینڈسم بندہ ہوں میں باقی سب تجھے پتا ہی ہے میرے بارے میں بچپن سے تو مجھے جانتا ہے۔۔۔۔

اور حیا کو میں پسند کرتا ہوں میں اسے خوش رکھوں گا۔۔۔

مجھے پتا ہے حیا مجھے پسند نہیں کرتی مگر مجھے زندگی میں ایک ہی لڑکی تو پسند آئی ہے اب جو کرنا ہے تجھے ہی کرنا ہے۔۔۔

تیرے بھائی کو اتنے ٹائم بعد تو محبت ہوئی ہے وہ بھی پہلی نظر میں ہی اب تو کیا میرے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتا۔۔۔

زیان بس بیٹھا ہوا سیریس انداز میں اس کی باتیں سن رہا تھا۔۔

کیا اب ایسے دیکھ رہا ہے جیسے بھی کھا جائے گا۔۔۔

ہو گیا تیرا۔۔؟ یہ ابھی بھی کچھ کہنا ہے۔۔۔

زبان نے ایک آئبرو اوپر کرتے ہوئے کہا۔۔

دیکھ یا اب میں سیریس ہوں میں جو ہوں تیرے سامنے ہوں میری فیملی بھائی دوست
سب کچھ تو ہی ہے۔۔۔

اس لیے تجھ سے بات شیر کی میں حیا سے محبت کرنے لگا ہوں اور اس سے شادی کرنا
چاہتا ہوں۔۔۔

اب اگے تجھے جیسا ٹھیک لگے جو تیرا فیصلہ ہوگا مجھے منظور ہوگا۔۔۔۔

واہ جی تُو تو سیریس باتیں بھی کرنے لگ گیا ہے اب تو۔۔
زیان نے مزاحیہ انداز میں کہا۔۔۔

کیا یار زیان۔۔۔

تو واقعے اچھا انسان ہے اور مجھ سے بہتر تجھے کوئی نہیں جانتا اور مجھے یقین ہے کہ تو حیا
کو خوش رکھے گا۔۔۔

مگر جو حرکت تو نے کی ہے نا مجھے نہیں لگتا کہ حیا مانے گی پھر بھی تیرے لیے میں اس
سے بات کروں گا۔۔۔

اور اگر تو نے ایسی حرکت دوبارہ کی تو میں تیری ٹانگیں توڑ دوں گا۔۔۔

اچھا نہ اب بس بھی کر میٹنگ کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔



آیان روم میں لیٹا ہوا تھا اور ہانیہ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔۔

کیونکہ آیان ہانیہ کو اگنور کر رہا تھا اب ہانیہ ناجانے کیا کرے گی۔۔۔

آیان صرف ہانیہ کو اپنی دوست سمجھتا تھا اور اس کے دل میں ہانیہ کے لیے کوئی فیلنگز
نہیں تھی۔۔۔

مگر ہانیہ سمجھ ہی نہیں رہی تھی حارث بھی اسے کافی بار سمجھا چکا تھا۔۔۔

ہانیہ اسے بار بار کالز کر رہی تھی مگر وہ اگنور کر رہا تھا۔۔۔

آیان کے دماغ میں پریشے کا خیال آیا۔۔

اور اس نے بے ساختہ ہی کہا۔۔

پریشے۔۔۔

حیا پریشے کی باتیں کرتی رہتی تھی اس لیے آیان کو پریشے کا نام پتا تھا۔۔۔

آیان کو پریشے کا یوں اپنی طرف دیکھنا بہت کچھ باور کروا رہا تھا۔۔۔

اور وہ خود بھی اس کے بارے میں سوچ رہا تھا مگر وہ اب تک اسے صرف اپنی وقتی
اٹریکشن سمجھ رہا تھا۔۔۔

اتنے میں پھر سے ہانیہ کا میسج آیا۔۔۔

اگر تم نے اب میری کال ریسیو نہیں کی تو میں اپنی جان دے دوں گی۔۔۔

آیان کو پتہ تھا وہ غصے کی تیز ہے اس لیے اسے کال کی۔۔۔

بولو۔۔

میں تمہیں کب سے کال کر رہی ہوں اٹینڈ کیوں نہیں کر رہے تم۔۔
تمہیں پتا بھی ہے کہ میں تم سے پیار کرتی ہوں تمہارے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں۔۔۔
میں تمہیں کیسے یقین دلاؤ۔۔

اگر تم میرے نہیں ہوئے تو میں اپنی جان دے دوں گی۔۔۔
اور تم جانتے ہو مجھے میں ایسا کر بھی سکتی ہوں۔۔۔۔

میری بات سنو پہلے تم میں تمہیں صرف اپنی اچھی دوست سمجھتا ہوں تمہیں پہلے بھی بتا
چکا ہوں اور تم ایسی گھٹیا حرکت کرنا تو دور دوبارہ بولو گی بھی نہیں۔۔۔
میرے دل میں تمہارے لیے ویسی کوئی فیلنگز نہیں ہیں مگر میں ضرور سوچوں گا اس
بارے میں۔۔۔

اور بس ہانیہ تو اسی میں خوش ہو گئی۔۔
پکا تم سوچو گے نا ہمارے بارے میں۔۔۔
ہانیہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔۔

ہاں مگر ایک شرط پر تم ایسی الٹی سیدھی باتیں نہیں کرو گی۔۔۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے پکا نہیں کروں گی۔۔۔
ٹھیک ہے میں فری ہو کر بات کرتا ہوں تم سے۔۔۔

اوکے ٹیکسیر۔۔۔

آیان کسی کو پسند نہیں کرتا تھا اس لیے اس کے لیے زیادہ مشکل نا تھا کہ وہ کسی کے بارے میں سوچے۔۔۔

ہانیہ اچھی تھی نیچر وائس بھی بس غصے کی تیز تھی اور کچھ اس کا لائف سٹائل ڈریسنگ یہی وجہ تھی جو کہ آیان کو ہانیہ پسند نہیں تھی۔۔۔



زیان روم میں داخل ہوا تو پلوشہ روم میں نہیں تھی۔۔۔۔

زیان کو پتا تھا کہ پلوشہ کہاں ہوگی۔۔

اور ایسا ہی ہوا پلوشہ جھولے پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

زیان جا کر پلوشہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔

ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا بس تیز تیز ہواؤں کی آوازیں آرہی تھیں۔۔۔۔

کہاں تھے تم۔۔

پلوشہ نے زیان کی طرف دیکھے بنا پوچھا۔۔۔

کام تھا۔۔۔

ایسا کون سا کام تھا جو تم گھر میں رہ کر نہیں کر سکتے۔۔۔

زیان بھی حیران تھا کہ آج پلوشہ اس طرح کے سوال کیوں کر رہی ہے۔۔۔

کیا ہوا بولو۔۔۔

کیا کام کرتے ہو تم۔۔۔

پلوشہ نے پھر سے سوال کیا۔۔۔

بز نسمین ہوں۔۔۔

اچھا تو اتنے بڑے بز نسمین ہو کہ راتوں کو گھر آنے کا بھی ٹائم نہیں۔۔۔

اووو تو ایسا کہو نا کہ میری وائفی کو میری یاد آرہی تھی۔۔۔

میں مزاق نہیں کر رہی بات کو گھماؤ مت۔۔۔

تمہیں ہوا کیا ہے آج۔۔؟

تمہاری فیمیلی کہاں ہے۔۔۔۔؟

پلوشہ نے زیان کے سوال کا جواب دیے بنا ہی اس سے سوال کیا۔۔۔؟

تم کیوں پوچھ رہی ہو یہ سب کچھ۔۔۔۔

حد ہے مطلب تم مجھے یہاں پر اٹھا کر لے آئے اور زبردستی نکاح بھی کیا پھر اچانک سے
میرا اتنا خیال رکھنا کیئر کرنا۔۔۔

کیا ہے یہ سب۔۔۔
تم نے کیوں مجھے میری فیملی سے دور رکھا ہے ہاں بتاؤ مجھے۔۔۔

کیوں نہیں جانے دیتے میری فیملی کے پاس یہاں میں قید ہو کر رہ گئی ہوں۔۔۔
سارا دن اس بڑے سے گھر میں پاگلوں کی طرح گھومتی رہتی ہوں۔۔۔

کیوں کر رہے ہو تم یہ سب ہاں بتاؤ کیا بگاڑا ہے آخر مینے تمہارا۔۔۔

تم میرے ساتھ اتنا سب کچھ کر سکتے ہو اور میں تم سے کچھ سوال تک نہیں پوچھ
سکتی۔۔۔

وقت آنے پر تمہارے سب سوالوں کے جواب تمہیں مل جائیں گیں۔۔

اور وہ وقت کب آئے گا۔۔۔؟

بہت جلد۔۔۔

لیکن مجھے میری فیملی کے پاس جانا ہے۔۔۔

ان سے ملنا ہے پلیز مجھے جانے دو۔۔۔۔

تم یہاں سے کہیں نہیں جاسکتی سنا تم نے۔۔۔

زیان نے دھاڑتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔

پیچھے سے پلوشہ بس روتی رہ گئی وہ بھی بے بس تھی۔۔۔

مگر اب اس نے سوچ لیا تھا کہ یہاں سے باہر کیسے نکلنا ہے۔۔۔

مگر وہ نہیں جانتی تھی وہ بہت بڑی غلطی کرنے جارہی ہے۔۔۔

ایک ایسی غلطی جو کہ شیر کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کے برابر ہے۔۔۔۔



رات کا پہر تھا یوسف دورانی اپنے روم میں بیٹھے ہوئے گہری سوچ میں تھے۔۔۔

یوسف دورانی کی بیٹی کی زندگی کا سوال تھا۔۔۔

آیان تھا تو قابل اچھے گھرانے کا مگر وہ میر شاہ کا بیٹا تھا۔۔۔

یوسف دورانی کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیسے میر شاہ سے بات کرے وہ بھی اتنے سالوں

بعد۔۔۔

اتنے میں عشرت بیگم کمرے میں داخل ہوئی۔۔
کیا ہوا کوئی پریشانی ہے آپ پریشان لگ رہے ہیں۔۔۔

نہیں کوئی پریشانی والی بات تو نہیں ہے۔۔۔
بس پریشے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔۔

ایسا بھی کیا کہہ دیا تھا پریشے نے آپ کو کہ آپ نے نفیسہ کو رشتے سے انکار کر دیا۔۔۔۔
مجھے تو بہت پسند تھا شاہویز اپنے گھر کا بچہ تھا پھر آپ نے کیوں منا کیا۔۔۔۔

نفیسہ کا پتا بھی ہے آپ کو وہ ناراض ہو کر چلی گئی ہیں۔۔۔
وہ شروع سے ہی پریشے کو پسند کرتی تھیں آپ کو پتا بھی تھا پھر بھی۔۔۔

مجھے معلوم ہے سب لیکن سب سے زیادہ مجھے میری بیٹیوں کی خوشیاں عزیز ہیں میرے
لیے سب سے پہلے میری بیٹیاں ہیں۔۔۔
اور رہی بات نفیسہ کی تو اسے میں منالوں گا وہ سمجھ جائے گی زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتی
وہ ناراض ہم سے۔۔۔

اچھا اور میری بچی کا کچھ پتا چلا۔۔۔
یوسف ایک مہینہ ہو گیا ہے اور میری بچی نا جانے کس حال میں ہوگی۔۔۔

ہم نے تو کبھی کسی کا برا نہیں چاہا کسی کا برا نہیں کیا پھر کس بات کی سزا مل رہی
ہے۔۔۔

کچھ کریں نا یوسف کہاں ہیں میری بچی۔۔۔

تم رو تو مت سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔
مل جائے گی پلوشہ بھی ٹینشن نا لو تم۔۔۔
بہت جلد میں اپنی بیٹی کو ڈھونڈ لوں گا۔۔۔



حیا اپنے روم میں لیٹی ہوئی تھی اور نا جانے کونسی سوچو میں گم تھی۔۔۔
اتنے میں کسی انجان نمبر سے کال آئی۔۔

حیا نے اگنور کیا۔۔۔
پھر بیل بجنے لگی حیا نے تنگ آتے ہوئے کال اٹینڈ کی۔۔۔

ہائے چھوٹی باربی۔۔۔

فون سے آواز آئی۔۔

کیا چھوٹی باربی یہ کیا بکواس ہے اور کون ہو آپ۔۔۔۔

واہ جی ہمیں نہیں پہچانا تم نے ہم تو جناب مر مٹے ہیں تم پہ۔۔

گھٹیا انسان آپ ہو کون اور اپنی یہ بکواس بند کرو۔۔۔

تم مجھ سے اس لہجے میں بات کر رہی ہو لگتا ہے باربی گرل بھول گئی ہے کہ میں نے کیسے
بدلہ لیا تھا پہلے۔۔۔۔

آپ۔۔۔؟

آپ نے میرا نمبر کہاں سے لیا۔۔۔۔

واہ جی اتنی جلدی پہچان بھی لیا۔۔۔

علی نے شرارتی انداز میں کہا۔۔۔

میں نے کچھ پوچھا ہے آپ سے۔۔۔

بس مل گیا مجھے تو تم بھی چاہئے ہو بہت جلد تمہیں بھی اپنے پاس بلا لوں گا یہ تو صرف
نمبر ہے۔۔۔

میں زیان بھائی کو بتاؤں گی پھر خیر نہیں آپ کی ان کے سامنے کھولنا اپنی یہ زبان۔۔۔۔

اوو تو تم پھر سے چغلی لگاؤ گی ڈرپوک۔۔

میں تو اتنا بریو ہوں زرا سوچو

ملک حیدر علی اتنا بہادر اور اس کی ہونے والی منکوحہ اتنی ڈرپوک۔۔۔

کتنا عجیب لگ رہا ہے نا۔۔

یہ کیا ہتھیلی ہے تم سے شادی اور میں کروں گی۔۔۔؟
اچھا مزاق کر لیتے ہو۔۔

چھوٹی باربی گرل یہ تو تمہیں بعد میں ہی پتا چلے گا کہ مزاق ہے یہ سچ۔۔۔

فالتو باتیں مت کریں آپ بھائی کے فرینڈ ہیں اسی لیے لیحاظ کر رہی ہوں اور یہ کیا چھوٹی
باربی چھوٹی باربی لگایا ہوا ہے۔۔۔

لگتا ہے تم نے کبھی خود کو آئینے میں نہیں دیکھا ہائیٹ دیکھی ہے میرے سامنے تو بالکل
چھوٹی بچی لگتی ہو۔۔۔

تمہارے پاس تو فضول باتیں کرنے کے کیے فالتو ٹائم ہے تو جا کر کسی اور کو کال کرو میرا
دماغ نا خراب کرو۔۔۔

حیا نے کہہ کر کال کٹ کی اور موبائل آف کر کے رکھ دیا۔۔۔

اور آئیے میں جا کر خود کو دیکھنے لگی۔۔۔

اوففف یہ کیا کر رہی ہوں میں حیا پاگل ہو گئی ہے کیا۔۔۔

کیا الٹا سیدھا سوچ رہی ہے۔۔۔

کچھ نہیں ہوگا ایسا۔۔۔

اچھا اچھا سوچو اچھا ہی ہوگا کون کرے گا اس باڈی بلڈر ہٹلر سے شادی اونہ۔۔۔



پریشہ موبائل میں آیان کی پک کو دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ اس نے یوسف
دورانی کو آیان کا بتا کر سہی کیا یہ نہیں۔۔۔

ایک طرف تو اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا تھا بتا کر کیونکہ وہ آیان کو پسند کرنے لگی
تھی۔۔۔

اور دوسری طرف اسے فکر تھی کہ اب کیا ہوگا۔۔۔
اب یوسف دورانی کیا کرے گیں۔۔۔۔

وہ تو بس آیان کی تصویر کو دیکھ کر اس سے باتیں کرتی رہتی تھی۔۔۔

اگر پلوشہ ہوتی تو اسے یوں دیکھ کر پاگل ہی کہتی اور اس نے تو بہت تماشا بھی بنانا
تھا۔۔۔۔



آیان کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے۔۔۔
ہانیہ تھی کے کچھ سمجھنے کو تیار نہیں تھی۔۔۔
وہ آیان کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی کسی بھی حد تک جا سکتی تھی۔۔۔
اس بات کا اندازہ تھا آیان کو۔۔۔

مگر اس کے دل میں ہانیہ کے لیے کوئی فیلنگز ہی نہیں تھی وہ چاہ کر بھی ہانیہ کے
بارے میں نہیں سوچ پا رہا تھا۔۔۔

عجیب کیفیت میں پھنس چکا تھا ایک طرف پریشہ کا اس کی طرف ایسے چھپ چھپ کر
دیکھنا اس سے نظریں چرانا۔۔۔
بار بار آیان کی آنکھوں کے سامنے وہی منظر گھوم رہا تھا۔۔۔۔

وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔۔

اس لیے اس نے حادثہ کو کال کی اب ایک حادثہ ہی تھا جو اس کی مشکل کو سمجھ سکتا تھا۔۔۔

اسے سمجھا سکتا تھا۔۔۔



پلوشہ کب سے ادھر سے ادھر چکر لگا رہی تھی۔۔۔

اور کب سے سوچ رہی تھی کہ یہاں سے باہر کیسے نکلے۔۔۔

اب بہت ہو چکا تھا وہ نہیں رہ سکتی تھی زیان کے ساتھ۔۔۔

اسے زیان کے بارے میں کچھ پتہ نہیں تھا وہ کیا کرتا ہے کہاں جاتا ہے دو دو دن گھر

نہیں آتا اور کچھ پوچھو تو اس کے پاس کوئی جواب نہیں۔۔۔

بس یہی کہتا تھا کہ وقت آنے پر سب بتادوں گا۔۔۔

مگر جو بھی ہے اب پلوشہ اپنی فیملی سے دور نہیں رہ سکتی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا
کہ آخر اسے کڈنیپ کیوں کیا تھا۔۔۔

اتنے میں صوفیہ آپا وہاں آئیں۔۔
بیٹا تمہیں کچھ چاہیئے کب سے دیکھ رہی ہوں میں تم یہاں پر ٹھہل رہی ہو۔۔۔
پریشان لگ رہی ہو کوئی بات ہے۔۔۔

نہیں نہیں آپا بات تو کوئی نہیں ہے وہ زیان نے کہا تھا وہ مجھے شاپنگ پر لے کر جائیں
گیں۔۔۔

شاید وہ بڑی ہو گئے ہیں انہوں نے بتایا تھا کہ ان کی ایک میٹنگ ہے۔۔۔

میں یہاں کب سے تیار کھڑی ہوں آپ چلیے نا پلیز میرے ساتھ مجھے کچھ ضروری سامان لینا ہے۔۔۔

مگر میں کیسے زیان بابا غصہ کریں گے۔۔۔

ارے نہیں کرتے آپ میرے ساتھ جا رہی ہیں نا کچھ نہیں ہوتا میں کر لوں گی بات ان سے آپ بس چلیے۔۔۔

پلو شہ نے ڈرائیور سے کہا کہ گاڑی نکالو مارکیٹ جانا ہے مجھے۔۔۔

اوکے میم میں زیان بابا سے بات کر لوں پہلے۔۔۔

تمہارا مطلب میں یہاں پر کھڑی رہوں اگر مینے زیان کو بتا دیا کے تم نے میری بات نہیں
مانی وہ تمہیں نوکری سے ہی نکال دے گا۔۔۔

تو اب گاڑی نکال رہے ہو یا میں خود زیان کو کال کروں۔۔

اوکے اوکے میم میں نکالتا ہوں گاڑی۔۔۔

پلوشہ نے سکھ کا سانس لیا اور گاڑی میں بیٹھ کر مارکیٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔۔



پلوشہ ایک شاپ پر رُکی اور اپنے لیے کچھ کپڑے دیکھنے لگی۔۔۔
صوفیہ آپا اسے کب سے دیکھ رہی تھی پلوشہ کو کچھ پسند ہی نہیں آ رہا تھا۔۔۔

اففوو صوفیہ آپا میں اپنا موبائیل تو گاڑی میں ہی بھول گئی کہیں زیان کال نا کرے آپ
یہی رکیں میں ابھی لے کر آتی ہوں۔۔۔

ٹھیک ہے تم جاؤ میں یہی ہوں۔۔۔

پلوشہ نے سکھ کا سانس لیا اب اس کا پلین کامیاب ہو چکا تھا اب اسے کیسے بھی کر
کے اپنے گھر پہنچنا تھا۔۔۔

وہ جلدی سے باہر گئی اور ڈوپٹے سے اپنا منہ کور کیے جہاں گاڑی کھڑی تھی اس کی
دوسری جانب مڑ گئی۔۔۔۔

اس سے یہ ہوا کہ اسے اب ڈرائیور نے بھی نہیں دیکھا تھا اب وہ آسانی سے گھر پہنچ
سکتی تھی۔۔۔

وہ جلدی جلدی میں چل رہی تھی کہ اچانک ہی کسی سے بری طرح ٹکرائی۔۔۔
جب پلوشہ نے دیکھا تو پلوشہ کے چہرے کا تو رنگ ایک پل میں زرد پڑ گیا۔۔۔

سامنے زیان شاہ تھا۔۔۔

زیان نے اسے بازو سے پکڑتے ہوئے گاڑی میں بٹھایا۔۔۔

درد کے مارے پلوشہ کے منہ سے آہ نکلی۔۔۔۔

اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔

جب پلوشہ گھر سے نکلی تھی تب ہی اکرم نے فون کر کے زیان کو آگاہ کر دیا تھا۔۔۔

وہ زیان شاہ تھا کیسے کسی چیز سے بے خبر رہتا اور پھر یہاں تو بات پلوشہ کی تھی۔۔۔۔

وہ غصے میں فل سپیڈ سے گاڑی چلا رہا تھا اسے دیکھ کر پلوشہ کو ڈر بھی لگ رہا تھا۔۔۔

پلوشہ خوف کے مارے چپ بیٹھی ہوئی تھی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی کچھ بھی بولنے
کی۔۔۔



یوسف دورانی کب سے موبائل ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے۔۔۔
اور سوچ رہے تھے کہ میر شاہ کو کال کرے یا نہیں۔۔۔

مگر کال کرنا بھی تو لازمی تھا۔۔ یوسف دورانی کی بھی تو مجبوری تھی اگر بات پریشے کی نہ
ہوتی تو یوسف دورانی کبھی بھی میر شاہ سے بات نہ کرتا۔۔۔۔

میر شاہ اور یوسف دورانی بہت گہرے دوست ہوا کرتے تھے مگر پھر کچھ اختلافات کی وجہ
سے ان دونوں کی دوستی میں رنج آگیا تھا۔۔۔۔

مگر اپنی بیٹیوں کے لیے یوسف دورانی کچھ بھی کر سکتے تھے کچھ بھی ---
بہت کچھ سوچتے ہوئے یوسف دورانی نے میر شاہ کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔

اسلام علیکم۔۔

میر شاہ نے کال اٹھاتے ہوئے ہی کہا۔۔۔

و علیکم السلام۔۔۔

کیسے یاد کیا تم نے آج کیا چاہیے تمہیں۔۔؟

پیسہ جہاں تک میرا خیال ہے اب تو تم امیر بن چکے ہو تو تمہارے شوق بھی پورے ہو
رہے ہونگے۔۔۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے یار چھوڑو اب ناراضگی بتا کیسا ہے تو۔۔۔۔؟

میں ٹھیک ہوں تو سنا۔۔۔

میں بھی ٹھیک میرے مجھے ملنا ہے تجھ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔

کہاں اور کب ملنا ہے۔۔۔

میں تجھے مسیح پر بتا دوں گا۔۔۔

چل ٹھیک ہے پھر کل ملتے ہیں۔۔۔

اوکے۔۔۔

میرے نے مختصر سا جواب دیا اور سوچنے لگ گیا کہ ایسی بھی کیا بات ہے جو یوسف نے

اسے خود کال کی۔۔۔



زیان نے ایک جنگل نما جگہ پر گاڑی روکی۔۔۔
اور پھر پلوشہ کو کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ لے کر چلنے لگا۔۔۔

زیان کے قدم اتنے تیز تھے کہ پلوشہ کو بھاگنا پڑ رہا تھا۔۔

آہ چھوڑو میرا ہاتھ جنگلی انسان دماغ خراب ہو گیا یے کیا تمہارا کہاں لے کر جا رہے ہو
مجھے۔۔۔۔

پلوشہ بولے جارہی تھی زیان کو تو جیسے اثر ہی نہیں ہو رہا تھا
جنگل سے تھوڑا اگے کو نکل کر پلوشہ کو ایک چھوٹا سا گھر نظر آیا۔۔۔۔

اس گھر میں پہنچ کر زیان نے پلوشہ کا ہاتھ چھوڑا اور ڈور لاک کیا۔۔۔۔

پلوشہ کا چہرہ پسینے سے بھيگا ہوا تھا اور ڈر کے مارے اس سے تو اب کچھ بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔۔۔

ناجانے زیان اب اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا یہی سوچ سوچ کر پلوشہ کی حالت خراب ہو رہی تھی۔۔۔

کہاں جا رہی تھی تم۔۔۔؟؟
زیان نے پوچھا۔۔۔

پلوشہ چپ رہی پلوشہ سے تو خوف کے مارے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔۔۔

میںے پوچھا کہاں جارہی تھی تم۔۔۔؟؟؟
زبان نے دھاڑتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ وہ میں اپنے گھر جارہی تھی پلوشہ نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔۔۔

کونسا گھر۔۔۔؟
کچھ پوچھ رہا ہوں نا میں ہاں۔۔۔

ا۔۔۔ا۔۔۔اپنے گھر۔۔۔

کون سا تمہارا اپنا گھر۔۔۔؟

مجھے بات بار بار دہرانے کی عادت نہیں ہے جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو ورنہ پھر جو
ہوگا اس کی زبیندار تم خود ہوگی۔۔۔۔

ماما بابا کے پاس۔۔۔
ان کے پاس جارہی تھی میں۔۔۔

تو جب میں نے تمہیں منا کیا تھا تمہیں میری بات سمجھ نہیں آئی تھی ہاں بولو۔۔۔

لیکن کیوں۔۔۔ کیوں نہیں جاسکتی میں اپنے گھر ہاں۔۔۔
پلوشہ نے ہمت کرتے ہوئے بولا۔۔۔

تم اب میری بیوی ہو جو میرا گھر ہے وہی تمہارا اپنا گھر ہے سمجھی تم۔۔۔

کون سی بیوی وہ جسے تم کچھ بتاتے نہیں ہو ہاں۔۔۔
اگر بیوی ہوں تو کیا میرا کوئی حق نہیں ہے تم پر۔۔۔؟؟

تم سے جو سوال پوچھو یا تو اس کا جواب نہیں ہوتا یا پھر گھر سے باہر چلے جاتے ہو آخر
کیوں۔۔۔؟؟
کیوں نہیں جاسکتی میں اپنے گھر۔۔۔

تمہیں مینے کہا تھا نا کہ وقت آنے پر سب کچھ بتادوں گا پیار سے بھی سمجھایا تھا۔۔
تو پھر تم بھاگی کیوں گھر سے۔۔۔
تمہارا کیا خیال ہے کہ میری تم پہ نظر نہیں ہے ہر وقت تم پر میری نظر ہوتی ہے۔۔۔۔
تو کیوں نہیں جانے دیتے تم مجھے اپنے گھر ہاں۔۔۔

کیوں کہ میں تمہیں تمہارے باپ سے دور رکھنا چاہتا ہوں بہت دور سن لیا تم نے۔۔۔۔
لیکن کیوں۔۔۔

کیا بگاڑا ہے میرے بابا نے تمہارا۔۔۔

کہا تمہانہ کے وقت آنے پر بتاؤ گا مگر تم نے میری بات نہیں مانی اب تم میرا ڈیول روپ دیکھو گی۔۔۔۔

زیان کمرے میں گیا اور وہاں سے ایک بڑا سا ڈبہ لے کر آیا۔۔۔
اور لا کر پلوشہ کے سائیڈ میں رکھ دیا۔۔۔

بہت بڑی غلطی کی تم نے یہاں سے بھاگ کر میری جان اب سزا بھی تو دینی ہوگی نا تاکہ تم دوبارہ ایسی حرکت نا کرو۔۔۔۔

زیان نے جیسے ہی وہ ڈبہ کھولا حیرت کے مارے پلوشہ کی آنکھیں پھیل گئیں اور وہ کپکانے لگی۔۔۔۔



یوسف دورانی اور میر شاہ کیفے میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔

کیفے میر کی پسندیدہ جگہ ہوا کرتی تھی اس لیے یوسف نے میر کو وہی آنے کا کہا تھا۔۔۔

یار میر مجھے معاف کر دو میں نے تمہارے ساتھ اچھا نہیں کیا میں جانتا ہوں کہ میں غلط

ہوں میں پیسوں کی وجہ سے اپنی دوستی خراب کر دی۔۔۔

میں اپنے کیے پر بہت شرمندہ ہوں اور امید ہے تم مجھے معاف کر دو گے۔۔۔۔

معاف تو میں تمہیں بیس سال پہلے ہی کر دیا تھا۔۔۔

تم ہی ہماری دوستی کو توڑ کر چھوڑ کر چلے گئے تھے۔۔۔۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے یار بس اس وقت کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا تم نے مجھے پکا کر دیا

نا معاف۔۔۔؟؟

ہاں ہاں کر دیا۔۔۔۔

اچھا تو پھر گلے نہیں ملے گا اپنے دوست کے۔۔۔۔

یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔۔۔۔

پھر دونوں ہی ہنسنے لگے۔۔۔۔

اچھا اور مجھے تجھ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔

ہاں بول۔۔۔۔۔



پلوشہ نے جیسے ہی دیکھا وہ کپکانے لگی۔۔۔۔۔

ڈبے میں چھوٹے چھوٹے ہر طرح کے کیڑے مکوڑے تھے پورا ڈبہ کیڑوں سے بھرا ہوا
تھا۔۔۔

اور ان میں اتنی بدبو تھی جو کہ ناقابلِ برداشت تھی۔۔۔

نہیں نہیں پلیز ایسا مت کرنا زیان۔۔۔۔۔

می۔۔۔۔۔ میں دوبارہ کبھی گھر سے باہر نکلوں گی۔۔۔

پلیز ایسا مت کرنا پلیز نہیں۔۔۔

غلطی کی ہے تو سزا تو ملے گی ہی مینے تمہیں وان کیا تھا نا پھر تم نے میری بات کو
سیریس کیوں نہیں لیا۔۔۔۔۔

تم زدی ہونا اور کچھ زیادہ ہی اکڑ ہے آج کے بعد بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی تم۔۔۔
اور گھر سے باہر قدم رکھنے کا دوبارہ سوچو گی بھی نہیں۔۔۔

نہیں نہیں پلیز میں تمہارے ہاتھ جوڑتی ہوں دور کرو انھیں یہاں سے۔۔۔
پیپللیبیہ ززز دور کرو میں میں نہیں کروں گی دوبارہ ایسا۔۔۔
مگر زیان نے پلوشہ کی ایک ناسنی۔۔۔

پلوشہ کو کرسی پہ باندھ کر اس کے اوپر وہ سارا کیڑوں سے بھرا ڈبہ انڈیل دیا۔۔۔
پلوشہ کی بازوؤں پر ہاتھوں پر پاؤں پر کیڑے چل رہے تھے۔۔۔

پلوشہ تیز تیز رونے لگی پلیز کھولو مجھے یہاں سے زیان ہٹاؤ اسے میرے اوپر سے۔۔۔

زبان نے ایک ناسنی اور لاک لگا کر گھر سے باہر نکل گیا۔۔۔

آہ ماما بابا پلیز کوئی بچاؤ مجھے ہٹاؤ انھیں یہاں سے۔۔۔۔

زبان۔۔۔۔ زینیبیاں پلیز مجھے نکالو میں نہیں کروں گی دوبارہ ایسے۔۔۔۔۔
پلوشہ کا چلا چلا کر گلہ بیٹھ گیا تھا۔۔۔

مگر زبان وہاں موجود ہوتا تو ہی پلوشہ کی چیخ و پکار سن پاتا۔۔۔۔



میں نہیں چاہتا پھر سے ہماری دوستی میں کوئی رنج آئے اور میں اب اپنے دوست کو کھونا
نہیں چاہتا۔۔۔۔

اب میں اپنی دوستی کو رشتے داری میں بدلنا چاہتا ہوں۔۔۔

میں گھما پھرا کر بات نہیں کروں گا۔۔۔۔

تمہاری بیٹی حیا اور میری بڑی بیٹی پریشہ دونوں ساتھ میں یونی پڑھتی ہیں اور اچھی دوستیں
بھی ہیں تمہیں تو پتا ہی ہوگا۔۔۔۔

مگر حیا کے ساتھ میری بیٹی نے آیان کو بھی دیکھا ہے کئی بار۔۔۔
میری بیٹی آیان کو پسند کرتی ہے اسی سلسلے میں مینے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔

تمہاری بیٹی پریشہ ہے۔۔۔؟

ہاں پریشہ میری بڑی بیٹی ہے۔۔۔

اچھا بہت بار زکر سنا ہے حیا سے۔۔۔

مطلب تم آیان کے رشتے کی بات کر رہے ہو۔۔۔۔

ہاں میں چاہتا ہوں آیان میرا بیٹا بنے۔۔۔

سب سے بڑی بات میری بیٹی آیان کو پسند کرتی ہے۔۔۔

اب اگے تم جیسا چاہو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں گھر جا کر بات کروں گا۔۔۔۔

پھر جو سہی لگا مجھے میں تمہیں کال کروں گا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔

پھر میر اور یوسف اپنی باتوں میں مشغول ہو گئے آخر اتنے ٹائم بعد جو ملے تھے۔۔۔۔



زیان کو جب اکرم نے کال کی تھی زیان ایک ضروری میٹنگ میں تھا۔۔۔۔
اب وہ میٹنگ علی نے پوری کی تھی۔۔۔

اور بیٹھا سوچ رہا تھا کہ آخر ایسی بھی کیا ضروری بات آگئی جو زیان کو یوں جانا پڑا۔۔۔۔

اتنے میں زیان آفس میں داخل ہوا اور بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا ٹہلنے لگا۔۔۔۔

علی بھی پریشان ہو گیا اسے ایسے دیکھ کر۔۔۔

کیا ہوا ہے زیان۔۔۔؟

سب ٹھیک ہے نا۔۔۔

یار جب مینے اسے منا کیا تھا گھر سے بھاگنے کی کوشش نا کرے کیوں نہیں سمجھتی وہ
میری بات۔۔۔

کیوں ہر بار آزماتی ہے مجھے۔۔۔
میں جتنا اس سے اچھے سے پیش آتا ہوں وہ ضرور ایسا کچھ نا کچھ کر دیتی ہے۔۔۔

کیوں آزماتی ہے میرے ضبط کو۔۔۔

تو پہلے بیٹھ یہاں ریلیکس ہو پانی پی۔۔۔۔

اب بتا مجھے کیا بات ہوئی ہے۔۔۔
یار گھر سے بھاگنے کی کوشش کی ہے اس نے میں تو اب اسے کچھ کہتا بھی نہیں
ہوں۔۔۔۔

ہر چیز کا ہر ضرورت کا خیال
رکھتا ہوں مگر وہ نہیں سمجھتی مجھے۔۔۔۔

تو اب کہاں ہے وہ۔۔۔
میرے فلیٹ میں۔۔۔

کیا فلیٹ کونسے والا۔۔۔؟؟
کہیں وہ جنگل والا تو نہیں کیا کیا ہے تو نے اس کے ساتھ۔۔۔۔

زیان بول بھی دماغ تو خراب نہیں تیرا کچھ الٹا تو نہیں کر دیا تو نے۔۔۔

اب غلطی کی ہے تو سزا بھی تو ملنی چاہئے نا۔۔۔

کیا کیسی سزا؟؟؟

زیادہ کچھ نہیں بس وہ کیڑے مکوڑے جتنے بھی چھوٹے جانور تھے میرے پاس سب اس کے پاس چھوڑ کر آیا ہوں دوبارہ ایسا کرنے کی سوچے گی بھی نہیں پھر۔۔۔

کیا۔۔۔؟؟؟

تیرا دماغ خراب ہے اگر اسے کچھ ہو گیا تو۔۔۔۔

تو اسے سزا دینا چاہتا ہے یا اسے مارنا چاہتا ہے۔۔؟

مارنے کا نام سنتے ہی جیسے زیان پاگل سا ہو گیا۔۔۔۔

کیا بکواس کر رہا ہے تو پاگل ہے کیا وہ مجھے چھوڑ کر کبھی نہیں جائے گی میں اسے نہیں جانے دوں گا ہمیشہ اپنے پاس رکھوں گا۔۔۔

تو جو حال تو اس کا کر کے آیا ہے تجھے کیا لگتا ہے وہ ٹھیک ہوگی۔۔۔؟

زیان بنا جواب دیے آفس سے باہر نکلا اور گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کی کچھ ہی پلو
میں گاڑی ہوا کی طرح غائب ہو گئی۔۔۔

علی کھڑکی سے دیکھتا رہا کچھ نہیں ہو سکتا اس لڑکے کا بھی۔۔۔



میر شاہ نے گھر آکر عائشہ بیگم سے پریشے کے بارے میں بات کی۔۔۔۔
اور جب حیا کو اس بات کا پتا چلا تو وہ تو خوشی سے پاگل ہی ہو رہی تھی۔۔۔
اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کی دوست اس کی بھابھی بنے گی۔۔۔

مگر فلحال میر نے منا کیا تھا حیا کو کہ اس بارے میں پریشے سے کوئی بات نہ کی جائے۔۔

وہ سب سے پہلے آیان سے بات کرنا چاہتے تھے۔۔۔۔



ڈیڈھ گھنٹے کا راستہ تھا جو زیان نے صرف آدھے گھنٹے میں طے کیا۔۔۔
اور بھاگتا ہوا گھر میں گیا اور جیسے ہی پلوشہ کو دیکھا اس کے تو جیسے حواس ہی اڑ گئے
تھے۔۔۔۔

وہ تو کب سے بے جان وجود بنی حوش سے بے گانہ تھی۔۔۔۔
زیان جلدی سے گیا اس کے رسیوں سے بندھے ہوئے ہاتھ پاؤں کھولے۔۔۔۔

پلوشہ پلوشہ میری جان اٹھو دیکھو میں آگیا تمہارا جنگلی انسان۔۔۔۔
زیان اس کا چہرہ تھپتھپا رہا تھا مگر اسے حوش ہی کہاں تھی۔۔۔۔

زیان نے اس کے جسم سے چلتے ہوئے کیڑوں کو صاف کیا۔۔۔
پلوشہ پلیز اٹھو نا میرا تمہارے سوا ہے ہی کون اب تم بھی ایسا کر رہی ہو میرے
ساتھ۔۔۔۔

زیان پاگلوں کی طرح بولے ہی جا رہا تھا۔۔۔۔

زیان نے پلوشہ کو اٹھایا اور اسے بیڈ پر لٹایا۔۔۔
اور خود جلدی سے پانی لے کر آیا اور پلوشہ کے چہرے کے اوپر پانی کے چھینٹے پھینکنے
لگا۔۔۔۔

پلوشہ نے منہ ہی منہ ہی سی آنکھیں کھولی۔۔۔
پھر سارا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا۔۔۔
اور وہ پھر سے چلانے لگی۔۔۔

ہٹاؤ انھیں میرے اوپر سے پلیز یہ یییییہ دیکھو انھیں ہٹاؤ۔۔۔۔

ہٹاؤ پلیز زیان میں دوبارہ کبھی نہیں کروں گی ایسا پلوشہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔۔

کچھ نہیں ہے میری جان میں ہوں نا تمہارے پاس زیان نے پلوشہ کے چہرے کو تھامتے ہوئے کہا۔۔۔۔

نہیں نہیں یہ دیکھو یہ یہ سب ہٹاؤ پلیز پلوشہ اپنے ہواس میں بالکل نہیں تھی۔۔۔۔

زیان کو خود پر بے حد غصہ آ رہا تھا مگر اسے صرف پلوشہ کی فکر تھی۔۔۔۔

زیان نے پلوشہ کو اٹھایا اور واشروم کی جانب چل پڑا۔۔۔ پلوشہ ابھی بھی چلائے جا رہی تھی نکالو مجھے یہاں سے باہر پلیز میں نہیں کروں گی دوبارہ ایسا۔۔۔۔

زبان نے پلوشہ کو کھڑا کیا اور شاور آن کر دیا۔۔۔۔۔
ایک دم ہی پلوشہ ہوش میں آئی اور زبان کے گلے لگی۔۔۔۔۔

وہ دونوں ہی شاور کے نیچے کھڑے بھیک رہے تھے۔۔۔۔۔

پلیز پلیز مجھے چھوڑ کر مت جانا۔۔۔۔۔
پلوشہ نے زبان کو مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا کہ کہیں پھر سے نا چھوڑ کر چلا جائے۔۔۔۔۔
اور ڈر کے مارے ابھی بھی کپکار ہی تھی۔۔۔۔۔

میں یہی ہوں میری جان تمہارے پاس۔۔۔۔۔
کچھ نہیں ہوا دیکھو میں تمہارے پاس ہوں نا اب ریلیکس ہو جاؤ۔۔۔۔۔

نہی۔۔۔۔۔ نہیں تم پہلے بھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔۔۔۔۔

اب نہیں جاؤں گا پکا تمہارے پاس ہی ہوں تمہارے ساتھ۔۔۔
تم جیسا کہو گی ویسا ہی کروں گا تم اب رونا بند کرو شاباش۔۔

تمہاری آنکھوں میں یہ آنسو اچھے نہیں لگتے۔۔۔
زیان نے کہتے ہوئے پلوشہ کی دونوں آنکھوں پر اپنے لب رکھے۔۔۔
اور۔۔۔۔۔



آیان ابھی آفس سے ہو کر آ رہا تھا۔۔۔
اس نے زیان کے ساتھ ہی بزنس ہینڈل کرنے کا سوچا تھا۔۔۔
اسی لیے آفس آگیا تھا علی نے اسے سب کچھ سمجھا دیا تھا۔۔۔

اب وہ اپنے روم کی طرف جا رہا تھا کہ میر شاہ نے اسے آواز دی۔۔۔

جی ڈیڈ۔۔۔

بیٹا مجھے بات کرنی ہے تم سے کچھ۔۔۔

جی ڈیڈ کہیں۔۔۔

ادھر آؤ بیٹھو۔۔۔

کیا ہوا ڈیڈ خیریت کچھ ہوا ہے کیا۔۔۔

نہیں کچھ نہیں ہوا

بس وہ مینے اور تمہاری مام نے ایک لڑکی پسند کی ہے تمہارے لیے۔۔۔۔

میرے بہت پرانے اور عزیز دوست کی بیٹی لیے میری بھی خواہش ہے تم اس سے
شادی کرو۔۔۔

مگر میں پہلے تم سے پوچھنا چاہتا ہوں۔۔
اگر تم کسی کو پسند کرتے ہو تو مجھے ابھی بتادو۔۔۔

ڈیڈ میں تو کسی کو پسند نہیں کرتا اگر آپ دونوں کی یہی خواہش ہے تو مجھے کوئی اعتراض
نہیں۔۔۔

شاباش میرا بچہ مجھے یہی امید تھی تم سے۔۔۔
تو پھر کیا خیال ہے ہاں کر دوں میں اپنے دوست کو۔۔۔

ہاہاہاہا اوکم ان ڈیڈ۔۔۔



علی گھر بیٹھا زیان کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا زیان کو گئے ہوئے گھنٹہ ہو گیا تھا۔۔۔
اور اب تک اس کی کوئی خبر نہیں تھی۔۔۔۔

زیان ہے بھی غصے کا تیز اور جزباتی اس لیے علی کو ڈر لگ رہا تھا کہیں کچھ غلط نہ کر
دے۔۔۔

علی جب سے آفس سے آیا تھا اس نے کچھ کھایا بھی نہیں تھا اسے اب بھوک کا
احساس ہو رہا تھا۔۔۔۔

تو وہ کچن کی طرف بڑھ گیا کھانا بنانے کے لیے۔۔۔



پریشہ اپنے روم میں بیٹھی پلو شہ کو یاد کر رہی تھی۔۔۔۔

اسے بہت بے چینی ہو رہی تھی وہ کب سے پلوشہ کے نمبر پر کال کر رہی تھی۔۔۔
مگر کوئی رسپانس نہیں مل رہا تھا۔۔۔

اسے بہت ٹینشن ہو رہی تھی پتا نہیں کیوں۔۔۔
پریشہ کا دل کر رہا تھا کہ بتادے یوسف دورانی کو سب کچھ پھر وہ آسانی سے پلوشہ کو لے
آئیں گے۔۔۔

مگر پلوشہ نے منا کیا تھا اس لیے چپ تھی اور کمرے میں ہی ادھر سے ادھر ٹہل رہی
تھی اور پلوشہ کا نمبر ڈائل کر رہی تھی۔۔۔



یوسف دورانی آفس میں بیٹھے ہوئے تھے اور کوئی فائل چیک کر رہے تھے۔۔۔
اتنے میں اس کے موبائل کی رنگ بجی۔۔۔
یوسف دورانی نے جیسے ہی چیک کیا تو کوئی ویڈیو تھی۔۔۔

اس نے جیسے ہی ویڈیو اوپن کی یوسف دورانی کے تو جیسے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔۔۔
یوسف دورانی کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئی۔۔۔

ویڈیو میں پلوشہ کرسی کے اوپر بندھی ہوئی تھی کیڑے اس کے اوپر چل رہے تھے اور
پلوشہ چلاتے چلاتے بے ہوش ہو گئی۔۔۔۔

اتنے میں پھر سے بیل بجی۔۔۔
کیسا لگا میرا سرپرائز دورانی صاحب۔۔۔

یوسف دورانی نے اسی نمبر پر کال کی۔۔
اور فوراً ہی کال پک ہو گئی۔۔۔

کیا بکواس تھی یہ کون ہو تم ہاں اور کہاں ہے میری بیٹی اگر میری بیٹی کو کچھ بھی ہوا تو
میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔

اوہ جناب اتنی جلدی بھی کیا ہے۔۔۔۔

چل جائے گا پتا کہ کون ہوں میں اور اس لہجے میں کوئی مجھ سے بات کرے یہ مجھے
بلکل نہیں پسند۔۔۔۔

اور یہ تو بس ٹریلر ہے ابھی تو مینے کچھ کیا ہی نہیں ہے تمہاری بیٹی کے ساتھ۔۔۔۔

بکواس بند کرو تم۔۔۔۔

نانا نانا دورانی صاحب ابھی مینے کیا کہا اس لہجے میں کوئی مجھ سے بات کرے مجھے بلکل
نہیں پسند۔۔۔۔

دوبارہ اگر ایسی غلطی دہرائی تو سزا تمہاری بیٹی کو بھگتنی ہوگی۔۔۔

میری بیٹی کو اگر کچھ ہوا نا تو تمہیں تو میں چھوڑوں گا نہیں۔۔۔

پہلے مجھ تک پہنچ تو جاؤ۔۔۔

اس کے بعد کیا کرنا ہے وہ پھر سوچ لینا۔۔۔۔

چاہتے کیا ہو تم۔۔

آہاں اب آئے نا لائن پر۔۔۔۔

لیکن ابھی میرا کچھ بھی کہنے کا موڈ نہیں بہت جلد بتا دوں گا۔۔۔

پیچھے سے یوسف دورانی کو ٹینشن ہو رہی تھی کہ کیسی ہوگی پلوشہ کس حال میں آخر وہ ہے

کون جس نے یوسف دورانی سے دشمنی مول لی ہے۔۔۔۔



اب تم رونا بند کر رہی ہو یا میں چلا جاؤں یہاں سے۔۔۔

دیکھات۔۔م۔۔۔ تم پھر سے مجھے دھمکی دے رہے ہو۔۔۔
پلو شہ نے روتے ہوئے کہا۔۔۔

ارے نہیں میری جان میں تو بس یہ کہ رہا ہوں کہ رونا بند کرو۔۔۔
مجھے میری شیرینی غراتے ہوئے ہی اچھی لگتی ہے ایسے روتے ہوئے نہیں۔۔۔

شاہر ابھی تک چل رہا تھا اور وہ دونوں ہی بالکل بھگی چکے تھے۔۔۔
زیان نے اس کے چہرے سے آنسو صاف کیے اور اس کے رخسار پر اپنے لب
رکھے۔۔۔۔

پلوشہ نے اپنی آنکھیں بند کر لی۔۔۔

زیان گہرا مسکرایا۔۔۔

زیان کو پلوشہ کی یہی عادت تو پسند تھی اس کا ایسے نظریں چرانا زیان کو بے حد پسند
تھا۔۔۔

پلوشہ اب تک زیان کے گلے لگی ہوئی تھی۔۔۔

زیان نے پلوشہ کو اپنے اور قریب کیا۔۔۔

اور اس کے کندھوں پر اپنے لب رکھے۔۔۔

پلوشہ کو تو جیسے کرنٹ لگ گیا اس کی سانسیں تیز ہونے لگی۔۔۔

یہ یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔

شششش ایک تو تم ہمیشہ غلط ٹائم پر بولتی ہو۔۔۔

پلوشہ نے اپنی آنکھیں کھولی اور زیان کو گھور کر دیکھنے لگی۔۔۔۔
اور پھر ارد گرد کا جائزہ لینے لگی۔۔۔

زیان بھی دیکھ رہا تھا اس کو اچانک ہو کیا گیا۔۔۔

پلوشہ نے زیان کو دھکا دے کر پیچھے کی طرف دھکیلا اور خود وہاں سے چلی آئی۔۔۔

پلوشہ باہر آکر تیز تیز سانسیں لینے لگی۔۔۔

زیان اس کے ساتھ ایسا کرے گا اس نے بالکل نا سوچا تھا۔۔

اتنی بڑی غلطی بھی نہیں کی تھی اب اس نے جو زیان نے اس کے ساتھ ایسا کیا۔۔۔۔

وہ یہ سب کچھ سوچ ہی رہی تھی کہ اسے اپنے پاؤں پر کسی چیز کا احساس ہوا۔۔۔

اس نے جیسے ہی اپنے پاؤں کی طرف دیکھا۔۔۔

اس کے پاؤں پر کھڑا چل رہا تھا۔۔۔۔

آااااااااااا پلوشه چلائی ---

زبان پوشہ کے چلانے کی آواز سن کر جلدی سے باہر آیا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔

پیشی۔۔۔۔۔ یہ ہٹاؤ اسے پلینز پلینز زرزرزز جنگلی انسان جلدی۔۔۔۔۔

زبان نے اس کے پاؤں سے کیڑے کو ہٹایا اور کہا تمہیں اس سے ڈر لگتا ہے آو گاؤ۔۔۔

پلوشہ نے کوئی ریسکٹ نہیں کیا۔۔۔

زیان نے پلوشہ کو اپنی بانہوں میں اٹھایا اور گھر لاک کر کے باہر جنگل کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔

پلوشہ نے کوئی ریسکٹ نہیں کیا اور نہ ہی زیان کو کچھ کہا۔۔

تو کیا میری شیرنی ناراض ہے مجھ سے۔۔۔

زیان نے چلتے چلتے ہی پوچھا۔۔۔

تمہیں کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔

کوئی ناراض ہو یا ڈر کے مارے چلا چلا کر مر جائے۔۔۔۔

تمہیں تو اپنا غصہ اور انا ہی عزیز ہے۔۔۔۔

ہائے میری جان اتنا غصہ۔۔۔۔

پلوشہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔

زیان چلتے ہوئے بہت آگے تک آگیا تھا۔۔۔
سامنے ہی ایک چھوٹی جھیل نظر آرہی تھی۔۔۔
زیان نے پلوشہ کو اب تک اپنی بانہوں میں قید کیا ہوا تھا۔۔۔

جھیل کے پاس پہنچ کر جھیل کے کنارے زیان نے پلوشہ کو اتارا اور وہ دونوں ہی نیچے
بیٹھ گئے۔۔۔

ہوا کی وجہ سے کافی حد تک کپڑے بھی سوکھ چکے تھے۔۔۔
دونوں میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔
پلوشہ نے اپنا منہ دوسری سائیڈ کر لیا تھا۔۔۔

شام ہو رہی تھی دن ڈھل رہا تھا تیز ہوائیں اور جھیل----
اور دو ہمسفر اوفف کتنا دلکش سا سما ہے یہ----

پلوشہ کی پیٹھ زیان کی طرف تھی----
زیان نے پلوشہ کو اپنی بانہوں میں قید کیا----
اور اسے اپنے قریب کر کے اس کے کندھوں پر اپنا سر رکھا----

میری جان میری شیرنی ناراض ہے مجھ سے----
ایم سوری نا----
کیا تم اپنے جنگلی انسان کو معاف نہیں کر سکتی----

نہیں----
تم نے جو کیا وہ غلط تھا----

تو تم نے حرکت ہی ایسی کی تھی مجھے آگیا غصہ۔۔۔

تو غصے میں تم میری جان لے لو گے۔۔۔؟
پلوشہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

نہیں میری جان میری تو خود کی جان اب تم میں بسنے لگی ہے۔۔۔

بس بس رہنے دو تم۔۔۔
اتنی بھی کونسی بڑی غلطی کر دی تھی مینے ہاں بتاؤ۔۔۔۔

تم نے ہی مجبور کیا تھا مجھے یہ سب کرنے کے لیے میرے سوالوں کا جواب نہ دے
کر۔۔۔۔

اچھا نا مل جائیں گے سب سوالوں کے جواب بھی۔۔۔

اب ناراض نا ہو یا ر پلیز۔۔۔۔

ایک تم ہی تو واحد سکون ہو میرا۔۔۔۔

اب تم بھی ایسا کرو گی چھوڑ کر چلی جاؤ گی مجھے۔۔۔۔

ہاں بولو۔۔۔۔

مجھے تم سے بہت کچھ پوچھنا ہے جنگلی انسان۔۔۔

مگر ابھی نہیں گھر چل کر تم جو پوچھو گی تمہیں سب سوالوں کے جواب ملیں گے۔۔۔۔

پکا۔۔؟؟

ہاں بابا پکا۔۔۔۔

ہممممم

کیا ہممم اب بتاؤ ناراض تو نہیں ہے نا میری جان۔۔۔

ہاں ہوں تھوڑا سا۔۔۔

پلوشہ نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

ایک واحد تم ہی ہو جس کی ناراضگی سے مجھے اتنا فرق پڑتا ہے میں اتنا بے چین ہو جاتا
ہوں پلیز مجھ سے کبھی ناراض نہ ہونا۔۔۔۔

زیان گمبھیر لہجے میں پلوشہ کے کانوں کے بے حد قریب بول رہا تھا۔۔۔۔

پلوشہ کے دل کو نا جانے کیا ہو رہا تھا اسے بھی زیان کی باتیں سن کر عجیب سا لگ رہا
تھا۔۔۔۔

دن ڈھل چکا تھا شام کے سائے پھیل رہے تھے۔۔۔
پرنڈوں کی آوازیں آرہی تھی۔۔۔
پلوشہ کو ڈر سا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔
پلوشہ زیان کے بالکل قریب ہو گئی اور اس کے سینے پر اپنا سر رکھا۔۔۔



زیان۔۔۔۔
جی میری جان۔۔۔۔

تمہیں پتا ہے میں تم سے بہت نفرت کرتی ہوں۔۔۔۔
تم بہت جنگلی انسان ہو۔۔۔۔

زبان اپنی مسکراہٹ کو دبائے اس کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔۔

اچھا جی۔۔۔

تو جنگلی انسان سے اتنی نفرت کیوں۔۔۔۔

بس پتا نہیں۔۔۔

تم نے آج اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔۔۔

پتا ہے میں کتنا چلائی تھی کتنا روئی تھی تم نے میرے ہاتھوں کو بھی باندھ دیا تھا۔۔۔۔

میں خود کو ایک دم اکیلی اور بے بس محسوس کر رہی تھی۔۔۔

زبان ایک دم سیریس ہوا اور اس نے جو کیا اسے اب واقعے ہی خود پر شدید غصہ آرہا

تھا۔۔۔۔

پلوشہ زیان کے سینے سے لگی ہوئی آنکھیں موندیں ہی بول رہی تھی۔۔۔

میری بازوں دیکھو کتنی جلن ہو رہی ہے تمہاری وجہ سے اور انہوں نے مجھے پتا ہے کتنا
کاٹا ہے تمہیں ترس بھی نہیں آیا تھا۔۔۔۔
تم چھوڑ کر چلے گئے تھے نا مجھے۔۔۔۔۔

پلوشہ کی آنکھوں میں آنسوؤں آگئے تھے۔۔۔۔۔
زیان چاہتا تھا وہ بولے اور اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرے۔۔۔۔

تو اس کا مطلب جنگلی انسان بہت برا ہے نا۔۔۔۔۔
زیان نے کہا۔۔۔۔۔

ہاں بہت۔۔۔

اچھا دکھاؤ کہاں جلن ہو رہی ہے میری جان کے۔۔۔۔

پلوشہ نے اپنی بازو آگے کی۔۔۔۔

زیان نے اس کی بازوؤں پر اپنے لب رکھے۔۔۔۔

پلوشہ نے ہر برا کر اپنی آنکھیں کھولی یہ کیا کر رہے ہو تم جنگلی انسان۔۔۔

اب دوا تو تمہارا جنگلی انسان اس جنگل سے ڈھونڈ نہیں سکتا۔۔۔

مگر تمہارا یہ جنگلی انسان اپنے طریقے سے تمہاری ساری جلن ختم کر سکتا ہے۔۔۔

زیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

پلوشہ شرم کے مارے سرخ ہو چکی تھی۔۔۔۔

تمہارا یہ جنگلی انسان اب تمہیں چاہنے لگا ہے تم سے محبت کرنے لگا ہے اب تمہارے
اس جنگلی انسان کی شدتوں کو بھی تمہیں برداشت کرنا ہی ہو گا نا میری جان----

یہ کہتے ہی زیان نے پلوشہ کے لبوں کو اپنی گرفت میں لیا۔۔۔۔
اور پلوشہ کے سارے سوالوں کی شکایتیں دور کرنے لگا۔۔۔۔۔



یوسف دورانی ٹینشن سے یہاں وہاں ٹھل رہے تھے۔۔۔
انہیں پلوشہ کی بہت فکر ہو رہی تھی۔۔۔
اور جو ویڈیو یوسف نے دیکھی تھی اس کے بعد تو وہ جلد سے جلد پلوشہ کو واپس لانا چاہتے
تھے۔۔۔

یوسف نے وہ نمبر بھی ٹریس کروایا تھا جس سے ویڈیو آئی تھی وہ ہر ممکن کوشش کر رہے
تھے پلوشہ کو ڈھونڈنے کی۔۔۔۔

مگر وہ سوچ رہے تھے کہ جس نے کال کی تھی وہ تھا کون اور اسے کیا دشمنی ہو سکتی
ہے۔۔۔۔

عشرت بیگم نے یوسف کو گہری سوچ میں پریشان دیکھا تو پوچھ بیٹھی۔۔۔
سب خیریت ہے نا۔۔؟
پریشان لگ رہے ہیں آپ۔۔۔۔

اب یوسف اسے کیا بتاتے کہ بات پلوشہ کی ہے پھر کیسے نا ہوں وہ پریشان۔۔۔
مگر عشرت بیگم کو بتا کر پریشان بھی نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔۔۔

کچھ نہیں بس وہ آفس کے کام کے متعلق کچھ سوچ رہا تھا تم ٹینشن نا لو ایسی کوئی بات
نہیں لے۔۔۔۔

عشرت بیگم کو مطمئن کرنے کے لیے یوسف کو یہ سب بولنا پڑا۔۔۔
اگر پلوشہ کا بتا دیتے تو عشرت بیگم کی طبیعت خراب ہو جانی تھی۔۔۔۔
اسی کیے فلہال انھیں کچھ نہیں بتایا۔۔۔



ہانیہ آج بہت خوش تھی جب سے آیان نے یہ بات کی تھی کہ وہ ہانیہ کے بارے میں
ضرور سوچے گا۔۔۔

وہ تو خوشی سے پاگل ہی ہو گئی تھی۔۔۔
اس لیے وہ اب پاکستان آنا چاہتی تھی آیان سے ملنے۔۔۔
اسے بتانے کہ وہ اسے کتنا چاہتی ہے۔۔۔
کتنا پیار کرتی ہے۔۔۔

اپنے پیار کا یقین دلانا چاہتی تھی۔۔۔

اس سے مل کر۔۔۔

اس سے بات کر کے۔۔۔

اس لیے ہانیہ اور حارث دونوں ہی پاکستان آرہے تھے۔۔۔

حارث تو ہانیہ کی زد کرنے کی وجہ سے آرہا تھا اس نے کہا تھا کہ ہم دونوں ساتھ جائے
گیں۔۔۔



زیان اور پلوشہ واپس گھر آچکے تھے۔۔۔

پلوشہ بھی کافی حد تک اس واقعے کو بھول چکی تھی۔۔۔

وجہ زیان تھا اس نے پلوشہ کو اپنی ہی باتوں میں لگائے رکھا۔۔۔

جنگلی انسان۔۔۔

جی میری جان۔۔۔

اب میں جو جو پوچھوں گی تمہیں بتانا ہوگا۔۔۔

تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا یاد ہے نا۔۔۔

زیان کا موڈ تھوڑا آف ہو گیا تھا جو کہ پلو شہ نے بھی نوٹ کیا۔۔۔

بتاؤ نا جنگلی انسان تم نے کہا تھا گھر جا کر سب سوالوں کے جواب ملیں گیں مجھے۔۔۔؟

بولو نا۔۔۔۔۔

ہا کہا تھا آجاؤ چلو میرے ساتھ روم میں چل کر بات کرتے ہیں۔۔۔۔

وہی تمہارا سرٹیل روم عجیب سا۔۔۔

زبان اسے گھورنے لگا۔۔۔

اچھا نا بہت اچھا روم ہے مجھے تو بہت پسند آیا کہ کیا بتاؤ۔۔۔

زبان پھر سے پلوشہ کو گھورنے لگا۔۔۔

اچھا اچھا اب چپ۔۔۔



میر شاہ نے عائشہ بیگم سے بات کر لی تھی آیان اور پریشہ کے بارے میں۔۔۔

یہ بھی بتا دیا تھا کہ آیان کو کوئی اعتراض نہیں۔۔۔

اب بھلا جب آیان کو کوئی اعتراض نا تھا تو اور کسی کو کیا مسئلہ ہو سکتا تھا۔۔۔

تو پھر بتائیں کب لے کر جا رہے ہیں آپ ہمیں اپنے دوست کے گھر۔۔۔

میں تو بہت خوش ہوں مگر میں چاہتی تھی کہ پہلے زبان کی شادی ہو۔۔۔

ہاں میں بات کروں گا یوسف سے پھر تمہیں بتاؤں گا۔۔۔
اور تم اتنا نا سوچو۔۔۔

یوسف کا نام سنتے ہی عائشہ بیگم کا رنگ ارگیا اور پریشانی کی وجہ سے ان کے چہرے پر
پسینہ آگیا۔۔۔

میر نے دیکھا تو جلدی سے پوچھا۔۔۔
کیا ہوا ٹھیک ہو تم۔۔؟

جی میں ٹھیک ہوں بس زرا تھکاوٹ سی ہو رہی ہے میں روم میں جا رہی ہوں آرام کروں
گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی۔۔۔

ٹھیک ہے تم آرام کرو۔۔۔

میر بھی سوچنے لگے آخر اچانک ایسا کیا ہو گیا۔۔۔۔

مگر پھر اپنا خیال سمجھ کر جھٹک دیا۔۔۔۔

اور یوسف کو کال کرنے لگا۔۔۔



یوسف ابھی تک پریشان تھا اس کا موبائل رنگ ہوا تو اس نے جلدی سے دیکھا کہیں اسی

نمبر سے کال تو نہیں۔۔۔

مگر میر کالنگ جگمگا رہا تھا۔۔

یوسف نے کال پک کی۔۔۔

اسلام علیکم

کیسے ہو۔۔۔

وعلیکم اسلام۔۔

میں ٹھیک ہوں تم سناؤ تم کیسے ہو تمہاری ہی کال کا منتظر تھا میں۔۔۔

میں بھی ٹھیک ہوں اوو اچھا جی بہت بے صبری سے انتظار کیا جا رہا ہے۔۔۔۔

ہاہاہاہاں بالکل جناب۔۔۔

تو پھر کیا سوچا تم نے۔۔۔۔

وہی جو میرا دوست چاہتا ہے میں نے عائشہ سے بھی بات کی تھی اور آیان کو بھی کوئی
مسئلہ نہیں ہے۔۔۔

واہ یہ تو بہت اچھی بات ہے پھر کب آرہے ہو گھر۔۔۔

ہاہاہا جب تم بلاؤ گے جناب ہم حاضر ہو جائیں گیں۔۔۔۔

اچھا تو میں تو کہتا ہوں کل ہی آجاؤ۔۔۔

اچھا جی واہ اتنی جلدی۔۔۔

ہاں کچھ ایسا ہی سمجھ لے۔۔۔

ہاہاہا چل اوکے۔۔۔

کل ملتے ہیں پھر۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔



زیان اور پلوشہ روم میں داخل ہوئے تو زیان نے روم کا دروازہ لاک کیا اور دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر بازو فولڈ کیے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔

پلوشہ کمر پر ایک ہاتھ رکھے لڑکا عورتوں کی طرح زیان کو گھورنے لگی۔۔۔

زیان نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔۔
پلوشہ نا سمجھی سے ایک آنبرو اچکاتے ہوئے دیکھنے لگی۔۔۔

Come to me...

پلوشہ نے زیان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا۔۔۔۔
زیان نے اس کا ہاتھ پکڑے اسے کھینچ کر اپنے پاس کیا۔۔۔

پلوشہ زیان کے بالکل قریب آگئی تھی ایک ہاتھ پلوشہ کا زیان کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا
زیان کے سینے پر رکھا ہوا تھا۔۔۔

کیا تھا یہ سب۔۔۔؟
پلوشہ نے پوچھا۔۔۔

کیا۔۔

زیان نے ایسے کہا جیسے اسے کچھ پتا ہی نا ہو۔۔۔

یہی جو تم نے ابھی کیا۔۔۔
ہاں تو بتاؤ نا کیا مینے تو کچھ بھی نہیں کیا۔۔۔

اب زیادہ بنو مت۔۔۔

لو جی میں معصوم مینے کیا کر دیا۔۔۔

تم اور معصوم جنگلی انسان ہو پورے کے پورے۔۔۔

ابھی تو تم نے میرا جنگلی روپ دیکھا ہی کہاں ہے جنگلی شیرنی۔۔۔

میں کب سے جنگلی شیرنی بن گئی۔۔۔

جب سے تم نے مجھے جنگلی انسان بنا دیا۔۔۔

پلوشہ کے چہرے پر کچھ ظالم لٹیں بکھری ہوئی تھیں جنہیں زیان پیچھے کرتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔۔

اچھا بس اب مجھے باتوں میں نا لگاؤ مجھے میرے سوالوں کے جواب چاہیئے۔۔۔

ششش زیان نے پلوشہ کے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔۔۔
اور اسے کمر سے پکڑ تھوڑا اور اپنے قریب کیا۔۔۔

اس سے پلوشہ اور زیان کے بیچھ ایک انچ تک کا فاصلہ بھی بامشکل تھا۔۔۔
پلوشہ کے دل نے دو سو بیس کی سپیڈ پکڑی۔۔۔

تم جو پوچھو گی سب سوالوں کے جواب ملیں گیں۔۔۔
لیکن اس سے پہلے میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔

تم میرے لیے بہت خاص ہو بہت اسپیشل۔۔۔۔
تمہارے پاس ہونے سے تم سے بات کر کے جو سکون ملتا ہے وہ کہیں بھی نہیں
ہے۔۔۔۔

مجھے نہیں پتا چلا میں تمہیں کب چاہنے لگا۔۔۔۔

مگر جو بھی ہے میں جنگلی ہوں برا ہوں اب تمہارا ہوں۔۔۔

مجھے تم سے بے حد محبت ہے۔۔۔

میں تمہارے ساتھ کبھی کچھ غلط نہیں کرنا چاہتا تھا اور نہ ہی کچھ غلط کیا ہے۔۔۔۔

تمہارے پاس آنا کوئی گناہ نہیں مجھے حق حاصل ہے منکوحہ ہو تم میری۔۔۔

اور میں تم سے بے حد بے تحاشہ محبت کرتا ہوں۔۔۔

مجھے نہیں پتا کہ سچ جاننے کے بعد تمہارا فیصلہ کیا ہوگا مگر جو بھی ہوگا مجھے منظور

ہوگا۔۔۔۔

پر ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا تمہارے اس جنگلی انسان نے غصہ تم پر کیا ہے تو بے انتہا

محبت بھی تم ہی سے کی ہے۔۔۔۔

زیان نے پلوشہ کے ماتھے پر اپنے لب رکھے اور اپنی آنکھیں موند لیں جیسے ایسا کرنے سے اسے ناجانے کتنا سکون مل رہا ہو۔۔

پلوشہ بھی آنکھیں موندیں تھی اسے زیان کی قربت میں سکون مل رہا تھا۔۔۔

تم مجھے چھوڑ کر تو نہیں جاؤ گی نا۔۔۔
زیان نے گھمبیر لہجے میں کہا۔۔۔

تم ایسا کیوں کہہ رہے ہو۔۔۔
بس ایسے ہی۔۔۔

کیا بس ایسے ہی ایسی بھی کون سی بات ہے جو تم ایسا کہہ رہے ہو۔۔۔

پلوشہ پھر بولنے لگی تھی کہ۔۔
زیان نے اسے چپ کروا دیا۔۔۔

شش بس چپ مجھے تمہیں محسوس کرنے دو۔۔۔
ناجانے یہ پل دوبارہ ملیں یا نہیں۔۔۔

پلوشہ حیران تھی زیان کے لہجے سے اس کے رویے سے اس کی باتوں سے۔۔۔۔
اس کے یوں اظہارِ محبت پر۔۔۔۔

لیکن دل میں خوف ڈر بھی تھا زیان کو کھونے کا۔۔۔
جیسی باتیں زیان کر رہا تھا پلوشہ کو تو کچھ پوچھتے ہوئے بھی ڈر لگ رہا تھا۔۔۔۔

وہ بس زیان کے پاس رہنا چاہتی تھی اس کے ساتھ اس کی قربت میں۔۔۔

مگر ناجانے آگے اور کتنی آزمائشیں لکھی ہوئی تھیں جن سے سب بے خبر تھے۔۔۔۔



عائشہ بیگم کمرے میں چکر لگا رہی تھی اور گہری سوچ میں تھی۔۔۔
میر شاہ کمرے میں داخل ہوئے تو عائشہ بیگم چونک گئی۔۔۔
جیسے اس کی کوئی چوری پکڑی گئی ہو۔۔۔

کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے نا۔۔۔

میر شاہ نے پوچھا۔۔۔

جی جی بس وہ اچانک آپ آگئے نا میرا دھیان نہیں تھا۔۔۔

اچانک کی کیا بات میں کیا پہلی بار آ رہا ہوں۔۔۔
نہیں نہیں میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا۔۔۔

خیر ہے نا طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری۔۔۔
ہاں بس ابھی نیند آرہی ہے بہت سر میں درد تھا تھوڑی دیر آرام کروں گی تو ٹھیک
ہو جاؤں گی۔۔۔

ٹھیک ہے دوائی لے لینا۔۔۔
اور کل یوسف والوں کے گھر جانا ہے تو تیاری کر لینا اگر تمہاری طبیعت ٹھیک ہو تو۔۔۔
نہیں تو پھر کسی اور دن چلیں گیں۔۔۔

ٹھیک ہے میں کرلوں گی تیاری آپ بے فکر ہیں بس ابھی تھوڑا آرام کروں گی تو ٹھیک
ہو جاؤں گی۔۔۔

عائشہ نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا۔۔۔

چلو ٹھیک ہے جیسے تمہیں ٹھیک لگے۔۔۔



پلوشہ اب تک زیان کی بانہوں میں تھی۔۔۔

زیان پلوشہ کے اتنے قریب تھا پلوشہ کی تو ہمت ہی نہیں تھی کھڑے ہونے کی۔۔۔

وہ تو شکر ہے زیان نے اسے پکڑا ہوا تھا۔۔۔

پلوشہ زیان کے گہرے سے آزاد ہوئی۔۔۔

تو جنگلی انسان اب سیریس ہو جاؤ۔۔۔

میں کیا پہلے مزاق کر رہا تھا تم سے۔۔۔؟

زیان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔

اچھا نا ادھر آؤ تم پلوشہ نے زیان کا ہاتھ پکڑا اور بیڈ پر لے آئی۔۔۔
یہاں بیٹھو تم۔۔۔

اور اب جو میں پوچھوں گی بالکل سچ بتانا اوکے۔۔۔

پوچھو۔۔۔

پہلے پراس تو کرو۔۔۔

ہاں بابا پراس۔۔۔

اچھا تو یہ بتاؤ کہ تم مجھے کب سے جانتے ہو۔۔۔؟

بس اسی دن تمہیں پہلی بار دیکھا تھا جس دن تمہیں کڈنیپ کیا تھا۔۔۔۔

پلوشہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو اور بڑا کر کے دیکھنے لگی۔۔۔

اب ایسے کیا دیکھ رہی ہو سہی بتایا ہے مینے۔۔۔

تو جب تم مجھے جانتے ہی نہیں تھے تو زبردستی نکاح کیوں کیا۔۔؟
اس بار پلوشہ نے سیریس انداز میں پوچھا۔۔۔

بدلہ لینے کے لیے۔۔۔

زبان نے بالکل سچ کہا وہ اور مزید جھوٹ نہیں بولنا چاہتا تھا۔۔۔

اب وہ ساری سچائی بتا کر ایک نئے سرے سے اپنی زندگی گزارنا چاہتا تھا۔۔۔

پلوشہ حیران ہو گئی۔۔۔

بدلہ ---؟؟

کیسا بدلہ ---؟

میں تو تم سے کبھی ملی نہیں کہیں دیکھا نہیں تو تم کس چیز کا بدلہ مجھ سے لینا چاہتے

ہو ---؟

تم سے نہیں ---

تو پھر --- پھر کس سے ---؟

تمہارے باپ سے ---

تمہارے باپ سے لینا چاہتا ہوں میں بدلہ ---

سب ختم کر دیا تمہارے باپ نے سب کچھ تنہا کر دیا تمہا مجھے بالکل اکیلا ---

دماغ ٹھیک ہے تمہارا تم کہنا کیا چاہتے ہو ---

یہی جو تم سن رہی ہو میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا پلیز جو بات ہے مجھے پوری بتاؤ۔۔۔

پلوشہ کو اب واقعے ٹینشن ہونے لگی تھی اور تو اور زیان کے اس اچانک برتاؤ سے اسے ڈر بھی لگ رہا تھا۔۔۔

زیان پلوشہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔؟

پلیز آج منامت کرو۔۔۔

نہ جانے کیسا لہجہ تھا زیان کا کہ پلوشہ کچھ بول ہی ناپائی۔۔

زبان نے اپنی آنکھیں موند لیں۔۔۔
ہم بہت خوش تھے اپنی زندگیوں میں بہت زیادہ۔۔۔
میں میری ماما اور میرے ڈیڈ۔۔۔۔
ہم بہت اچھی زندگی گزار رہے تھے۔۔۔
پھر اچانک ہماری خوشیوں پر کسی کی بری نظر لگ گئی۔۔



زبان آنکھیں موندیں ہی بول رہا تھا۔۔۔
اور پلوشہ بھی زبان کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھی۔۔۔
میں اور میری ماما آسیہ شاہ اور میرے ڈیڈ میر شاہ۔۔۔

میں پانچ سال کا تھا اور ہم سب بہت خوش تھے اپنی زندگیوں میں۔۔۔
پھر اچانک ہی ہماری زندگیوں میں طوفان آیا ایسا طوفان جو سب کچھ بہا کر لے گیا۔۔۔۔

زیان کی آواز میں نمی تھی پلوشہ کو سن کر عجیب سا لگ رہا تھا۔۔۔

میری ماما بہت خوبصورت حسین تھیں اللہ نے انھیں قدرتی خوبصورتی سے نوازا تھا۔۔۔

اور میری ماں پر تمہارے باپ کی شروع سے ہی گندی نظر تھی۔۔۔
میرے ڈیڈ اور تمہارے باپ بہت گہرے دوست تھے۔۔۔
مگر تمہارے باپ نے جس تھالی میں کھایا اسی میں چھید کیا۔۔۔

پلوشہ تو سن کر شوکڈ ہی رہ گئی تھی کہ زیان بول کیا رہا ہے لیکن فلہال کچھ بولنے کے لیے
لفظ ہی نہیں تھے اس کے پاس۔۔۔

پھر ایک دن پیسوں کی وجہ سے تمہارے باپ نے میرے ڈیڈ سے جھگڑا کیا تمہارا باپ
برے کاموں میں ملوث ہو چکا تھا۔۔۔

اور میرے ڈیڈ نے اس کام میں ان کا ساتھ نہیں دیا۔۔۔
تو بات وغیرہ کرنی بند کر دی تھی تمہارے باپ نے۔۔۔
اور کچھ ٹائم کے لیے پتا نہیں کہاں چلا گیا تھا۔۔۔

پھر کچھ عرصے بعد پھر لوٹ کر آیا۔۔۔
اور سب کچھ برباد کر دیا سب کچھ چھین لیا مجھ سے سب کچھ اس نے۔۔۔

میرے ڈیڈ کی برتھڈے تھی گھر میں صرف میں اور میری ماما تھیں ڈیڈ کسی میٹنگ کی وجہ
سے دوسرے شہر گئے ہوئے تھے آج رات ان کی واپسی تھی۔۔۔

میں اور میری ماما گھر سجا رہے تھے ڈیڈ کی برتھڈے سیلبرٹ کرنی تھی۔۔۔
پھر کچھ سامان وغیرہ لینے میں صوفیہ آپا کے ساتھ باہر چلا گیا۔۔۔

گھر میں صرف میری ماما تھیں۔۔۔
اور ایک گھنٹے بعد جب میں گھر آیا تو چلانے کی آوازیں آرہی تھی۔۔۔

میں بھاگتا ہوا اوپر کی طرف بڑھا جلدی سے ماما کے روم میں گیا مگر ڈور لاک تھا۔۔۔۔
میں ونڈو کو طرف بڑھا کھڑکی کھلی ہوئی تھی مینے اندر جھانک کر دیکھا تو میرے پیرو تلے سے
زمین کھسک گئی۔۔۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا ڈر کی وجہ سے میری آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔۔۔

اندر تمہارا باپ تھا ان کے ہاتھ میں گن تھی۔۔۔

جو میں چاہتا تھا وہ تو ہو گیا مگر اب تم میرے کسی کام کی نہیں ہو جانے من۔۔۔
یہ کہہ کر تمہارے باپ نے میری مام پر گولی چلا دی۔۔۔

اور میں چلانے لگا ہی تھا کہ صوفیہ آپا نے میرے منہ کے اوپر ہاتھ رکھ دیا۔۔۔

اور پھر کمرے میں ایک دوسری عورت بھی تھی۔۔۔
پھر تمہارا باپ اور وہ دونوں ہی گھر سے نکل گئے۔۔۔
انہیں لگا کے گھر میں اور کوئی نہیں ہے۔۔۔

میں جلدی سے کھڑکی کھول کر کمرے میں گیا۔۔۔
میری مام آخری سانسیں لے رہی تھی۔۔۔۔

ماما ماما کیا ہوا ہے آپ کو ماما پلیز بتائیں نا ماما بولیں کچھ تو بولیں۔۔۔
مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا آتا بھی کیسے پانچ سال کا ایک معصوم بچہ تھا۔۔۔

تم۔۔۔۔۔ تتتم تو میرے۔۔۔۔۔ بہادر بیٹے ہوووونا۔۔۔۔۔

روو ممت۔۔

نہیں آپ کو کچھ نہیں ہوگا میں ڈیڈ کو بتاؤ گا ابھی ہم آپ کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جائیں گے۔۔۔

ماما ماما اٹھیں نا پلیز ماما ادھر دیکھیں میری طرف ماما اٹھیں نا دیکھیں نا میری طرف ناراض ہو گئی ہیں کیا آپ مجھ سے۔۔

میں مسیہیں دوبارہ تنگ بھی نہیں کروں گا آپ کو اسکول کا کام بھی اچھے سے ٹائم پر کروں گا آپ ناراض نا ہوں پلیز ----

اتنے میں صوفیہ آپا دوسری چابی سے دروازہ کھول کر اندر آئی۔۔۔
اور جب اندر کا منظر دیکھا تو جیسے قیامت آگئی ہو۔۔

وہ جلدی سے آسیہ بیگم کے پاس گئی۔۔۔
مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی آسیہ بیگم اب اس دنیا سے پرواز کر چکی تھی۔۔۔

صوفیہ آپا رونے لگی اور جلدی سے میر کو کال کی۔۔۔
مگر وہ اٹینڈ ہی نہیں کر رہے تھے۔۔۔

صوفیہ آپا آپ رو کیوں رہی ہیں دیکھیں نا ماما کو پتا نہیں کیا ہو گیا ہے جلدی سے چلیں
انہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر چلیں۔۔۔۔

اٹھیں نا پلینز دیکھیں کتنا خون آ رہا ہے اٹھیں نا پلینز۔۔۔

صوفیہ بیگم مجھے گلے لگا کر رونے لگی۔۔۔

بتاتے ہوئے زیان کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے کتنے سالوں بعد آج وہ رو رہا تھا اپنی
دل کی بھڑاس نکال رہا تھا۔۔۔

وہ جنگلی انسان وہ پتھر دل آج رو رہا تھا۔۔۔

اپنا غم بانٹ رہا تھا۔۔۔



اور پلوشہ کی تو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہی جیسے مفلوج ہو چکی تھی۔۔۔
اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس کے بابا ایسا کر سکتے ہیں۔۔۔۔

کچھ عرصے بعد سب کچھ بدل چکا تھا سب کچھ۔۔۔
میرے چپ چپ سا رہنے لگا سارا دن بس اپنے کمرے میں بند رہنا۔۔۔

ڈیڈ نے دوسری شادی کر لی تھی اپنی کزن عائشہ سے۔۔۔
میری وجہ سے ہی کے مجھے ایک ماں مل جائے گی۔۔۔
اور میں سب کچھ بھول کر ٹھیک ہو جاؤں گا۔۔۔

ڈیڈ نے بہت کوشش کی تھی ثبوت وغیرہ ڈھونڈنے کی مگر کچھ حاصل نہ ہوا اس لیے
انہوں نے سب کچھ اللہ پر چھوڑ دیا۔۔۔

مگر میں نے نہیں ڈیڈ نے میری دشمن کو ہی میری ماں بنا دیا تھا۔۔۔
اس رات جب میری ماں کو بے آبرو کیا گیا تھا ان کا قتل کیا گیا تھا یہ عورت بھی موجود
تھی وہاں۔۔۔

میں کبھی معاف نہیں کر سکتا انھیں انھی کی وجہ سے سب کچھ ہوا۔۔۔

عائشہ میرے ڈیڈ کی کزن تھی اور میرے ڈیڈ کو پسند بھی کرتی تھیں مگر قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔۔۔

مگر پھر بھی وہ پیچھے نہیں ہٹی۔۔۔

یوسف کا ہمارے گھر پہلے آنا جانا بہت تھا۔۔۔

تو اس نے دیکھا کہ یوسف میری ماما میں انٹرسٹڈ ہیں تو انھوں نے مل کر ایک ڈیل کر لی۔۔۔

عائشہ ماما کو ڈیڈ چاہیے تھا اور تمہارے باپ کو میری ماما۔۔۔

جب ڈیڈ نے شادی کی مینے انھیں بہت بار بتانے کی کوشش کی کہ یہ وہی ہیں جنہیں مینے اس رات دیکھا تھا۔۔۔

مگر ڈیڈ نے ایک ناسنی انھیں لگا میں صدمے کی وجہ سے یہ سب بول رہا ہوں۔۔۔

مجھے بدلہ لینا تھا ان سے انھوں نے ہماری زندگی تباہ کر دی مگر ایک چھوٹا بچہ کر بھی کیا
سکتا تھا۔۔۔

پھر جیسے جیسے وقت گزرتا گیا سب کچھ سمجھ میں آنے لگا یہ سب کچھ مجھے صوفیہ آپا نے
بتایا۔۔۔

انھوں نے مجھے سب چیزوں سے آگاہ کیا مجھے سمجھایا۔۔۔

میرا مقصد تمہارے باپ سے اپنی ماں کی موت کا بدلہ لینا ہے۔۔۔
اس لیے میں نے ان پر نظر رکھنی شروع کی۔۔۔

وہ کہاں جاتا ہے کیا کرتا ہے کہاں رہتا ہے سب جاننے لگا۔۔۔
ڈیڈ کو نہیں بتا سکتا تھا وہ یقین ناکرتے انھیں اپنے دوست پر یقین جو تھا۔۔۔

وہ یقین جس کا مان تمہارے باپ نے رکھا ہی نہیں۔۔۔

اور تمہارا باپ اب بھی ڈرگز وغیرہ جیسی چیزوں کی سپلائی کرتا ہے دوسرے ملکوں
میں۔۔۔۔۔

تمہارے باپ کے سب کارناموں سے اب میں آگاہ ہو چکا ہوں۔۔۔

پھر میرا سیکرٹری اکرم اس نے مجھے تم سب کے بارے میں بتایا۔۔۔

پھر مجھے یوسف کی کمزوری کا پتا چلا ان کی بیٹیاں۔۔۔

اسی لیے میں نے تم سے نکاح کیا اپنی ماں کا بدلہ میں تم سے لینا چاہتا تھا۔۔

مگر میں ایسا نہیں کر سکا تمہارے باپ کی طرح وحشی نہیں بن سکا۔۔۔۔

تمہیں تمہارے باپ سے دور رکھنا ان کو ترپانا تھا۔۔۔

جب جب وہ تمہیں تکلیف میں دیکھ کر تڑپتے مجھے بے حد سکون ملتا۔۔۔

مگر پھر سب کچھ الٹا ہو گیا۔۔۔

تم سے بے انتہا محبت ہو گئی مجھے۔۔۔

تمہیں اب تکلیف دوں گا تو درد مجھے بھی ہوگا۔۔۔

اس لیے مینے یہ سب کچھ کیا تم سے نکاح تمہیں اپنے باپ سے دور رکھا۔۔۔۔

پھر زیان چپ ہو گیا اور اپنی آنکھیں موند لیں جن میں بے حد آنسو تھے۔۔۔۔

زیان کی آنکھیں بند تھی اور ان میں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔



پلو شہ کی آنکھوں میں بھی بے تہا شا آنسو تھے جو کہ زیان کے چہرے پر گر رہے تھے۔۔۔

مگر پلوشہ تو حیران تھی اسے تو دھچکا سا لگ گیا تھا۔۔۔

اس کے بابا جو اس کا مان تھے وہ ایسا کر سکتے ہیں پلوشہ نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔

تم بھی اب مجھے چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔۔۔؟
زیان نے بکھرے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔

پلوشہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔

پلوشہ تو حیران سی بیٹھی ہوئی تھی اسے تو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب ہو کیا رہا ہے۔۔۔

زیان پلوشہ کی گود میں سر رکھے ہی نا جانے کب نیند کی وادیوں میں جا چکا تھا۔۔۔

لیکن پلوشہ نے یہاں سے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔

پلوشہ کے دل میں ناجانے کون کون سے سوال آرہے تھے۔۔۔

اس کا دماغ گھوم رہا تھا۔۔۔

مطلب اس کے جنگلی انسان نے صرف بدلہ لینے کے لیے اس سے نکاح کیا بس اس کا استعمال کیا۔۔۔

اگر اس کے ساتھ بھی کچھ ہو جاتا تو۔۔۔

ناجانے کتنے ہی سوال اب بھی پلوشہ کے دماغ میں گھوم رہے تھے۔۔۔

جنگلی انسان تم نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ تم نے مجھے استعمال کیا میں صرف تمہارے کھیل کا اک مہرہ تھی۔۔۔

میں مانتی ہوں تمہارے ساتھ جو ہوا وہ غلط ہوا۔۔۔

اور میرے بابا ایسا کبھی کریں گے یہ تو میرے وہم و غماں میں بھی نا تھا۔۔۔

پلوشہ بولے ہی جارہی تھی وہ جانتی تھی کے زیان سوچکا ہے۔۔۔
پھر بھی اپنی دل کی ساری باتیں کہنا چاہتی تھی۔۔۔

میں بھی تم سے بے حد محبت کرنے لگی ہوں تمہارا میرے لیے فکر کرنا میرا خیال رکھنا
میری ہر ضرورت پوری کرنا۔۔۔

مجھے بے حد پسند ہے میری زندگی کے تم واحد جنگلی انسان ہو اور ہمیشہ تم ہی رہو
گے۔۔۔

مگر تم نے جو کیا میرے ساتھ بہت غلط تھا تم میری بھی۔۔۔۔۔
پلوشہ کہتے کہتے چپ ہو گئی اور اس کے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔

میں تم سے بے حد محبت کرتی ہوں اور ہمیشہ کرتی رہوں گی مگر مجھے کچھ وقت چاہیئے یہ
سب کچھ سمجھنے کے لیے۔۔۔
مجھے جانا ہوگا۔۔۔

میں یہاں اب مزید نہیں رکوں گی۔۔۔۔
پلوشہ نے زیان کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔۔۔
اور پھر اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی۔۔۔
زیان سکون سے سو رہا تھا جیسے پتا نہیں آج کتنے عرصے بعد اسے نیند آئی ہو۔۔۔

زیان کی آنکھوں کے آنسوؤں سوکھ چکے تھے۔۔
پھر پلوشہ نے زیان کی آنکھوں پر اپنے لب رکھے۔۔۔۔

پلوشہ پوری رات ایسے ہی بیٹھی رہی اور زیان سو رہا تھا۔۔۔

صبح تقریباً 6 بجے کا ٹائم تھا۔۔

پلوشہ نے دھیرے سے زیان کا سر اپنی گود سے ہٹایا اور اسے ٹھیک سے بیڈ پر لٹایا۔۔۔

اور اس کے ماتھے پر کس کر کے باہر چلی گئی۔۔

وہ جیسے ہی گیٹ کے پاس پہنچی تو اکرم وہاں موجود تھا۔۔۔

مجھے میرے گھر چھوڑ کر آؤ۔۔۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں آپ۔۔۔

میں کہہ رہی ہوں مجھے میرے گھر ڈراپ کریں۔۔۔

اکرم ہی ہیں نا آپ۔۔۔؟

اکرم نے جلدی سے زیان کو میسیجیز کیے۔۔۔

بار بار بیل بجنے کی وجہ سے زیان اٹھا اور جیسے ہی میسیجیز دیکھے اس کی نیند پھک سے اڑ گئی۔۔۔

وہ جیسا کہہ رہی ہے ویسا کرو۔۔۔

او کے سر۔۔

یہ کیا آپ موبائل میں لگے ہوئے ہیں سمجھ نہیں آرہی کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔۔

جی میم بیٹھے گاڑی میں۔۔۔

میں کر دیتا ہوں آپ کو ڈراپ۔۔۔

پلو شہ بھی حیران ہوئی ایک پل کو تو کہ وہ اتنی جلدی کیسے مان گیا پھر اگنور کیا۔۔۔

اسے بس گھر جانا تھا کیسے بھی کر کے۔۔۔



یوسف دورانی کے گھر کے آگے اکرم نے گاڑی روکی۔۔۔

پلو شہ گاڑی میں بیٹھی اب بھی زیان کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔

اب وہ چھوڑ آئی تھی اسے ---
زیا شاہ کو اپنے جنگلی انسان کو ---
اس گھر کو ---

میم ---؟
میم گھر آگیا ہے ---

اکرم کی آواز سے پلوشہ ہوش میں آئی ---
ہاں ٹھیک ہے ---

پلوشہ گاڑی سے اتری اور جانے لگی کہ کچھ سوچ کر پیچھے مڑی ---

کیا میں آپ پر یقین کر سکتی ہوں ---؟

پلوشہ نے اکرم سے پوچھا۔۔۔

جی بلکل ممیم۔۔۔

مجھے ایک کام ہے آپ سے۔۔۔

جی کہیں۔۔۔

مگر زیان کو پتا نہیں چلنا چاہیے۔۔۔

اکرم بھی سوچ میں پڑ گیا ایسا بھی کونسا کام ہے۔۔۔

کیا سوچنے لگ گئے آپ۔۔۔

کچھ نہیں آپ بولیں ممیم۔۔۔

وہ مجھے اپنا موبائیل نمبر دے دو آپ۔۔۔

مجھے زیان کے بارے میں اس کی ڈیلی روٹین کے بارے میں اگاہ کرنا ہے آپ نے۔۔۔

مگر یہ بات اسے نہیں پتا چلنی چاہیئے ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔۔۔

اوکے میم نہیں پتا چلے گی آپ بے فکر رہیں۔۔۔
پلوشہ نے اکرم کا نمبر سیو کیا اور گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔۔۔

اکرم پیچھے سے مسکرایا سر اور میم بھی دونوں ایک جیسے ہیں۔۔۔
پھر واپسی کی طرف روانہ ہو گیا۔۔۔



پلوشہ اپنے گھر کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔۔۔
آج کتنے عرصے بعد وہ اپنے گھر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

پورے تین ماہ بعد آج وہ واپس اپنے گھر لوٹ رہی تھی۔۔۔

وہ جیسے ہی اگے بڑھی گارڈز نے گیٹ اوپن کیا۔۔۔

آج اتنے عرصے بعد پلوشہ کو دیکھ کر حیران ہوئے مگر اتنی ہمت نہیں تھی کہ کچھ کہہ سکیں۔۔۔

پلوشہ گھر میں داخل ہوئی۔۔۔

اور سیدھا اپنے روم میں چلی گئی۔۔۔

پریشہ آرام سے پورے بیڈ پر قبضہ جمائے سکون سے سو رہی تھی۔۔۔۔

پریشہ کی عادت تھی وہ ساری جگہ کو کور کر کے آری تھرچی سوتی تھی۔۔۔

اسی بات پر پلوشہ پریشہ کو بہت تنگ کرتی تھی۔۔۔

پلوشہ کھڑی مسکرا رہی تھی اور اس کی آنکھوں میں آنسو جاری تھے۔۔۔۔

پلوشہ نے دُور بند کیا اور آکر پریشے کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔

آپو۔۔۔۔

پلوشہ نے پکارا۔۔۔

آپو دیکھیں میں آگئی ہوں۔۔۔

پریشے کی نیند بہت کچی تھی اس لیے مندھی مندھی سی آنکھیں کھولی۔۔۔۔
اور سامنے پلوشہ کو دیکھ کر جلدی سے اٹھ بیٹھی۔۔۔

پلوشہ تم ہی ہونا۔۔۔؟

پریشے نے پلوشہ کے چہرے پر ہاتھ رکھا جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہو کہ واقعے پلوشہ ہی ہے
یہ اس کا وہم۔۔۔

جی جی آپو میں ہی ہوں۔۔۔

پلوشہ جلدی سے پریشے کے گلے لگی اور رونے لگی۔۔۔۔

پلوشہ نے کب سے اپنے منہ زور آنسوؤں کو روکا ہوا تھا۔۔۔

جو اب بہہ رہے تھے۔۔۔۔

پریشے بھی پریشان ہوئی پلوشہ کیا ہوا ہے تم رو کیوں رہی ہو بتاؤ مجھے سب ٹھیک تو ہے

نا۔۔۔

رو رو کر پلوشہ کی بڑی بڑی آنکھیں سرخ ہو چکی تھی۔۔۔

پلوشہ اب بھی پریشے کے گلے لگی ہوئی تھی۔۔

پریشے پلوشہ کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگی۔۔۔

چپ کرو شاباش ریلیکس ہو جاؤ تم تو بہادر ہو مجھے ڈرپوک کہتی تھی اب کیا ہوا ہاں۔۔۔

چلو رونا بند کرو تم پر اچھا نہیں لگتا یہ سب کچھ۔۔۔

پلوشہ پریشہ سے الگ ہوئی اور اپنے آنسوؤں کو صاف کرنے لگی جو کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔

اب بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے۔۔۔

تم اتنی صبح صبح یہاں کیسے۔۔۔۔

شکر ہے تم ٹھیک ہو ماما بابا سے ملی تم۔۔۔۔

یوسف دورانی کا زکر کیا پریشہ نے تو پلوشہ کے دماغ میں پھر سے زیان کی باتیں گھومنے لگی۔۔۔

پلوشہ اس وقت کوئی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔
اس لیے پریشے کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی اور آنکھیں موند لیں۔۔۔

پریشے کو پتا تھا جب پلوشہ بہت زیادہ اپسیٹ ہوتی ہے پھر ہی ایسا کرتی ہے۔۔۔
پریشے نے بھی مزید کوئی سوال نہیں کیا۔۔۔
وہ چاہتی تھی پلوشہ آرام کرے اور پھر سکون سے خود بات کرے۔۔۔



زیان کی تو نیند ہی اڑ گئی تھی۔۔۔
وہ اٹھ کر بیٹھا اور پلوشہ کے بارے میں سوچنے لگا۔۔۔
میں نے تمہیں بالکل سچ بتایا ہر بات بتائی پھر بھی تم مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔۔۔
آخر کیوں۔۔۔؟

کیا تمہیں میں غلط لگا۔۔۔؟

یا پھر میری غلط فہمی تھی کہ تم بھی مجھے چاہنے لگی ہو۔۔۔

اس لیے مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گی۔۔۔

سمجھو گی مجھے۔۔۔

مگر نہیں ایسا نہیں ہوا ہاں نہیں ہوا ایسا۔۔۔

چلی گئی تم بھی مجھے چھوڑ کر۔۔۔

میں غلط تھا۔۔۔۔

زیان نے سگریٹ کاپیکٹ نکالا اور اس میں سے ایک سگریٹ نکال کر پینے لگا۔۔۔

جب سے پلوشہ آئی تھی زیان نے سگریٹ کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔۔۔

وہ تین مہینے بعد آج پھر سے پہلے جیسا سنگ دل بن چکا تھا۔۔۔

اسے امید نہیں تھی کہ پلوشہ بھی اس کے ساتھ ایسا کرے گی۔۔۔

مگر اب زیان نے بھی فیصلہ کیا تھا۔۔

کہ وہ اب پلوشہ کے پیچھے نہیں جائے گا۔۔۔

ہاں وہ خود اسے چھوڑ کر گئی تھی۔۔۔

زیان چاہتا تھا وہ خود دوبارہ واپس آئے اس کے پاس اپنے جنگلی انسان کے پاس۔۔۔۔

سوچتے سوچتے زیان کئی ساری سگریٹیں سلجھا چکا تھا۔۔۔۔



پلوشہ کی صبح 8 بجے کے قریب آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا وہ اب تک پریشہ کی گود میں سر رکھے ہوئے تھی۔۔۔

پریشہ نے ٹیک لگایا ہوا تھا اور سو رہی تھی۔۔۔

پلوشہ اٹھی پلوشہ نے جیسے ہی اپنا سر اٹھایا فوراً ہی پریشہ کی آنکھ کھل گئی۔۔۔

کیا ہوا ٹھیک ہو تم۔۔۔ کچھ چاہیے۔۔؟
پریشے نے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔

پلوشہ کی آنکھوں میں پھر سے نمی چھا گئی وہ کتنے عرصے تک دور رہی تھی پریشے سے۔۔۔۔
اس کا ایسے یوں فکر مند ہونا پریشان ہونا۔۔۔
کتنے ٹائم بعد پلوشہ اپنوں کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔

کچھ نہیں آپو۔۔۔
آپ ساری رات ایسے ہی بیٹھی ہوئی تھی بتا دیتی مجھے تھک گئی ہونگی نا آپ۔۔۔

ارے نہیں کوئی بات نہیں اور تمہیں کیا ہو گیا اتنی گم سم سی ہوں ہاں۔۔۔

کچھ نہیں آپو بس ماما سے ملنا ہے مجھے۔۔۔

اچھا نا چلو چلتے ہیں ماما روم میں ہی ہونگی۔۔۔

پلوشہ جیسے ہی روم میں داخل ہوئی۔۔

عشرت بیگم کبرڈ سے کپڑے نکال رہی تھی۔۔۔

پلوشہ نے جا کر عشرت بیگم کو پیچھے سے ہگ کیا۔۔۔

عشرت بیگم چونک گئی کیونکہ اکثر ایسا پلوشہ ہی کرتی تھی۔۔۔

پلوشہ۔۔۔؟

عشرت بیگم نے پکارا۔۔۔

جی ماما میں۔۔۔

عشرت بیگم مڑی اور جلدی سے پلوشہ کو گلے لگایا اور رونے لگی

پلوشہ میری بچی کیسی ہو کہاں تھی تم۔۔۔

پتا ہے ہم سب کتنا پریشان تھے۔۔۔

اما میں ٹھیک ہوں دیکھیں آپ کے سامنے ہوں۔۔۔

مگر تم اتنے عرصے تک تھی کہاں پر۔۔۔

اتنے میں یوسف دورانی اندر داخل ہوئے۔۔۔

اور پلوشہ کو دیکھ کر شوکڑ ہو گئے اور انھیں وہ ویڈیو یاد آئی جس میں پلوشہ چلا رہی تھی رو رہی تھی۔۔۔

یوسف دورانی جلدی سے آگے بڑھے اور پلوشہ کو اپنے گلے لگایا۔۔۔۔

پلوشہ بیٹا ٹھیک تو ہونا تم۔۔

کہاں تھی تم اتنے وقت سے مجھے بتاؤ۔۔۔

کس کی اتنی جرات ہوئی یوسف دورانی سے دشمنی مول لینے کی۔۔۔

میں بالکل ٹھیک ہوں بابا اور میں جہاں بھی تھی بالکل ٹھیک تھی اور اب بھی بالکل
ٹھیک ہوں۔۔۔

پلوشہ یہ کہہ کر اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔
سب ہی حیران تھے اس کے ایسے رویے سے پلوشہ تو ایسی کبھی نا تھی۔۔۔

آپ ٹینشن نالیں وہ تھوڑا اپسیٹ ہے خود ہی ٹھیک ہو جائے گی میں دیکھتی ہوں
اسے۔۔۔

پریشہ نے کہا اور پلوشہ کے پیچھے چلی گئی۔۔۔



حیا بہت زیادہ خوش تھی اور ہوتی بھی کیون نا اس کی دوست اس کی بھا بھی بننے جا رہی
تھی۔۔۔

اور آیان کو کچھ پتا ہی نہیں تھا۔۔۔
عائشہ بیگم تیاریاں کر رہی تھی آج سب نے یوسف دورانی کے گھر جانا تھا۔۔۔
عائشہ تھوڑا گھبرا بھی رہی تھی بہت ٹائم بعد آج وہ یوسف دورانی سے ملنے جا رہی تھی۔۔۔

حیا جلدی سے تیار ہو جاؤ بیٹا تم ہمیشہ ہی دیر کرواتی ہو۔۔۔
آج سب سے پہلے میں ہی تیار ملوں گی آپ ٹینشن نا لیں۔۔۔

حیا کہہ کر اپنے روم میں آئی۔۔۔
حیا جیسے ہی روم میں آئی کسی نے اس کی کلائی کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔۔۔

حیا چلاتی کہ اس شخص نے فوراً ہی حیا کے منہ پر ہاتھ رکھا۔۔۔
اور ڈور لاک کیا۔۔۔

حیا نے جب دیکھا تو حیران رہ گئی۔۔
اس نفوس نے حیا کہ چہرے سے ہاتھ ہٹایا۔۔۔
اور ٹیڑھی مسکان منہ پر سجائی۔۔۔

آپ۔۔۔۔
آپ کی اتنی ہمت آپ یہاں میرے روم میں کیسے آئے۔۔۔

دیکھ لو پھر میری ہمت علی نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔
ہاتھ چھوڑیں میرا۔۔۔

نہیں چھوڑوں تو۔۔۔؟

تو۔۔۔ تو میں چلاؤں گی اور پھر موم ڈیڈ آجائیں گیں پھر آپ کی خیر نہیں۔۔۔

اووہ اچھا جی۔۔۔

جی ہاں۔۔۔

اوکے پھر چلاؤ۔۔۔

حیا آنکھیں پھاڑے دیکھنے لگی۔۔۔

کیا۔۔۔؟ اب ایسے کیا دیکھ رہی ہو چلاؤ نا۔۔

کتنے ڈھیٹ قسم کے انسان ہیں آپ حد ہوتی ہے مطلب کیوں آئے ہیں یہاں اب بتانا

پسند کریں گے۔۔۔

تم اپنی یہ قینچی کی طرح چلتی ہوئی زبان بند کرو تو میں بولوں۔۔

کیا مطلب ہے آپ کا۔۔۔

میرا مطلب کے شششششش بالکل خاموش ہو جاؤ۔۔۔

علی نے حیا کے لبو پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

میں نے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔۔

میری بازو تو چھوڑیں بھاگی جا رہی ہوں کیا میں سن رہی ہوں نا بات آپ کی۔۔

تم پھر بول پڑی کہاں نا چپ بکل۔۔۔

حیا کو چپی لگی۔۔۔

زبان تم سے بات کرے گا میرے بارے میں۔۔۔

مطلب شادی کے سلسلے میں تو تمہارا جواب ہاں ہی ہونا چاہیئے سمجھ گئی تم۔۔۔

کیا۔۔۔؟؟؟

نہیں مطلب یہ مزاق ہو رہا ہے حیا نے اپنی آنکھوں کو بڑا کرتے ہوئے کہا۔۔۔

بالکل نہیں میں سیریس ہوں۔۔۔

مگر میں آپ سے شادی نہیں کروں گی۔۔۔

کیوں میرے کیا سینکھ لگے ہوئے ہیں جو تمہیں مجھ سے ڈر لگتا ہے۔۔۔

حیا کو سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کہے۔۔۔

میں آپ سے کیوں کروں شادی۔۔۔؟

حیا سے جب کوئی بات نا بنی تو اس نے یہی پوچھ لیا۔۔۔

کیوں کہ تم مجھے پسند ہو۔۔۔۔

پر مجھے تو آپ نہیں پسند۔۔۔
تو کیا ہوا آجاؤ گا پسند بھی۔۔۔

اگر میں زیان بھائی کو ناکہ دوں تو۔۔۔؟
تو پھر اس کی زمیندار تم خود ہوگی۔۔۔
اسی لیے میں تمہیں پہلے ہی وان کر رہا ہوں۔۔۔
آپ دھمکی دے رہیں ہیں مجھے۔۔۔؟

بلکل ایسا ہی سمجھو۔۔۔
اتنے میں عائشہ بیگم کی آواز آئی حیاتیار ہو گئی ہو تم۔۔۔

حیا کے تو حوش ہی اڑ گئے۔۔۔
عائشہ بیگم نے ڈور ناک کیا۔۔۔

حیا تو پریشانی اور غصے سے علی کی طرف دیکھنے لگی جو کہ اطمینان سے کھڑا ہوا تھا۔۔۔

حیا نے اپنی کلائی چھڑوائی اور ڈور سے دور جا کر کہا۔۔۔

جی ماما میں واشروم میں ہوں آپ جائیں میں آتی ہوں تھوڑی دیر تک۔۔۔

ٹھیک ہے جلدی آنا۔۔۔

عائشہ بیگم نے کہا اور پھر چلی گئی۔۔۔

حیا نے سکھ کا سانس لیا سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔

کیا ضرورت تھی آپ کو آج ہی یہاں ٹپکنے کی۔۔

جائیں اب یہاں سے مجھے تیار ہونا ہے۔۔

تو ہو جاؤ مینے کیا تمہارے ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں۔۔۔

پلیز جائیں یہاں سے۔۔۔

پہلے بتاؤ زیان کو کیا جواب دو گی تم۔۔

یہی کہ میں آپ کے دوست بلڈوزر سے شادی نہیں کروں گی۔۔۔

تو ٹھیک ہے میں یہی کھڑا ہوں علی نے اپنے دونوں بازوؤں فولڈ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

حیا کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔

حیا نے اپنا ڈریس اٹھایا اور واشروم گھس گئی۔۔۔

اسے بس جلدی سے تیار ہونا تھا۔۔۔

پیچھے سے علی مسکرا رہا تھا۔۔۔



بیس منٹ بعد حیا شاور لے کر باہر آئی۔۔۔

حیا نے بلیک کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا جس کے اوپر بلو کلر کی کرٹھائی کی ہوئی تھی اور بلو ہی پجامہ اور ڈوپٹہ تھا۔۔۔

حیا شیشے کے اگے کھڑی ہو گئی۔۔۔
اس نے سوچا تھا کہ علی چلا گیا ہوگا۔۔۔
مگر اس نے جیسے ہی شیشے میں دیکھا علی کا عکس نظر آ رہا تھا۔۔۔

حیا شوکڈ سی پیچھے مڑی آپ۔۔۔
آپ گئے نہیں ابھی کتنے زدی انسان ہیں۔۔۔

بس دیکھ لو تم۔۔۔

حیا نے علی کو اگنور کیا اور جلدی سے ریڈی ہونے لگی اسے آج کے دن بھی عائشہ بیگم سے ڈانٹ نہیں کھانی تھی۔۔۔

حیا نے اپنے بال ڈرائے کر کے اسٹریٹ کیے۔۔۔
اور آنکھوں پر مسکارا لگایا اور کاجل پہنا جو کہ اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں بہت پرکشش لگ رہا تھا۔۔

اور بیبی پنک کلر کی لائٹ سی لپسٹک لگائی۔۔۔
کلائی میں بلو کلر کی بینگلز پہنی۔۔۔
اور پھر خود کو دیکھ کر کہا پرفیکٹ۔۔۔۔

علی دل میں سوچ رہا تھا اس میڈم کو کوئی پرواہ ہی نہیں خود میں ہی لگی ہوئی ہے۔۔۔

پھر سے عائشہ بیگم کی آواز آئی حیا تیار ہو گئی ہو یا تمہیں چھوڑ کر چلی جاؤں۔۔

جی موم میں بس تیار ہوں آرہی ہوں۔۔۔

ٹھیک ہے آجاؤ۔۔۔

آپ کھڑے رہے یہی پر میں جا رہی ہوں اور اپنی یہ ٹھہرکپن والی حرکتیں کرنا بند کریں۔۔۔

حیا جانے لگی کہ علی نے پھر حیا کی کلائی پکڑی اور اسے اپنے قریب کیا۔۔۔

اب کیا ہے۔۔۔

دیکھو حیا میں تم سے بھی کلیئر بات کروں گا۔۔

میں تمہیں بہت چاہتا ہوں زندگی میں تم پہلی لڑکی ہو جو مجھے اچھی لگی۔۔۔

اسی لیے میں تمہارے بارے میں زیان سے بھی بات کر چکا ہوں۔۔۔

اور میں تمہیں یہاں دھمکی دینے نہیں آیا۔۔۔

تم جتنا میرے بارے میں غلط سوچتی ہو اتنا برا بھی نہیں ہوں میں۔۔۔

ضرور سوچنا اس بارے میں۔۔

اور امید ہے تم زیان کو سوچ سمجھ کر ہی جواب دو گی۔۔۔

یہ کہہ کر علی نے حیا کی کلائی چھوڑ دی۔۔۔

اور پھر کھڑکی کی طرف بڑھا لیکن پھر واپس مڑا اور حیا کہ قریب آکر کہا۔۔۔۔

اور ہاں ایک بات تو رہی گئی۔۔

بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔

بلکل چھوٹی باربی جیسی۔۔۔

یہ کہہ کر علی رکا نہیں اور جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا۔۔

اور حیا تو شوکڈ سی کھری تھی اور پھر خود ہی مسکرا نے لگی۔۔



اوففوو کچھ نہیں ہو سکتا تم دونوں کا۔۔۔

اب تک تم دونوں تیار نہیں ہوئی۔۔۔

وہ سب بس آتے ہی ہونگے۔۔۔

عشرت بیگم نے پریشانی سے کہا۔۔۔

کون سب۔۔۔؟

پریشے اور پلوشہ دونوں نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔۔۔

بس ہیں کچھ خاص لوگ پتا چل جائے گا تمہیں اور پلوشہ تم زرا میرے کمرے میں آؤ کام

ہے جلدی۔۔۔

یوسف دورانی نے منا کیا تھا کہ پریشے کو کچھ نا بتائے۔۔۔

اس کے لیے یہ سب سرپرائز تھا۔۔



جی ماما۔۔۔

بلایا آپ نے۔۔

ہاں جلدی آؤ اور پریشے کو نا اچھا سا تیار کرنا وہ تمہارے بابا کے دوست کی فیملی آرہی ہے۔۔
پریشے کی رشتے کی بات پکی کرنے۔۔۔

کیا۔۔۔۔۔؟؟؟

پلوشہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

اب تم ٹائم ضائع نا کرو جلدی جاؤ پریشے کے پاس۔۔۔

وہ لوگ آتے ہی ہونگے۔۔

ماما آپ بھی نا اتنی ضروری بات تھی پہلے بتانی چاہیئے تھی نا اچھا جا رہی ہوں میں آپ
بے فکر ہو جائیں۔۔۔۔

ٹھیک ہے جلدی جاؤ۔۔۔

آپو آپ نا آج یہ والا ڈریس پہنے مجھے بہت پسند ہے یہ ڈریس۔۔۔

کیا ہو گیا ہے پلوشہ یہ بھی ٹھیک ہے نا۔۔۔

آپو یے والا پہنے نا آپ دیکھیں ہمارا سیم ڈریس ہے کتنا اچھا لگے گا نا۔۔۔

اچھا بابا ٹھیک ہے ادھر دو۔۔۔۔

وہ دونوں تیار ہونے لگی۔۔۔۔



تقریباً ایک گھنٹے بعد گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔۔۔
یوسف نے کہا عشرت بچیوں کو کہنا روم میں ہی رہیں فلہال۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔۔
گاڑی سے سب سے پہلے میر شاہ باہر نکلے پھر عائشہ بیگم۔۔۔
آؤ جی جناب یوسف دورانی میر کے گلے لگا۔۔
کیسی ہیں بھابھی۔۔۔
عائشہ ایک دم گھبرا گئی۔۔۔
ٹھی۔۔۔ ٹھیک ہوں آپ بتائیں۔۔
بلکل ٹھیک سامنے ہیں آپ کے۔۔

اسلام علیکم انکل۔۔۔

حیا نے کہا۔۔

وعلیکم اسلام۔۔۔

یوسف دورانی نے پیار سے حیا کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔

ماشاء اللہ بہت پیاری بچی ہے۔۔

پھر سب سے ملنے لگے۔۔۔

آیان کو بھی آج پہلی بار ہی یوسف دورانی نے دیکھا تھا اور ایک ہی نظر میں پسند بھی آیا تھا۔۔

سب سے آخر میں زیان شاہ گاڑی سے باہر آیا۔۔۔

زیان نے خود کے غصے کو کیسے کنٹرول کیا تھا بس وہی جانتا تھا۔۔۔

مگر فلہال وہ کچھ نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے اچھے سے یوسف دورانی سے ملا۔۔۔

ارے آئیں نا سب اندر یوسف آپ بھی نا یہی باتوں میں لگ گئے سب سے ---
عشرت بیگم نے کہا۔۔

گاڑی میں جو سامان پڑا تھا زیان نے اپنے گارڈز کو اشارہ کیا کہ اندر لے آئیں۔۔۔
یوسف دورانی کو زیان کچھ عجیب سا لگا مگر اگنور کر گیا۔۔۔

سب اندر ڈرائیونگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔
آیان تو حیران تھا کہ ہو کیا رہا ہے۔۔۔
اس کے دماغ میں پریشے کا چہرہ آیا۔۔۔
اسے سب کچھ اب سمجھ آ رہا تھا آیان نے حیا کی طرف دیکھا۔۔۔
جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو کہ اسے سب پتا تھا پہلے ہی۔۔۔

حیا طنہ سا مسکرانے لگی۔۔

زیان کی تو نظریں ہی پورے گھر میں تھی اسے تو موقع مل گیا تھا پلوشہ کو دیکھنے کا۔۔۔

زیان کو یہ پتا نہیں تھا کہ میر شاہ یوسف دورانی کے گھر آرہے ہیں پھر وہ کبھی نا آتا۔۔۔
مگر جب آہی گیا تھا تو صرف پلوشہ کو دیکھنے کے لیے رکا تھا۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔

اور بیج کلر کی فراک پہنے چوڑی دار پنجامہ اور گلے میں ڈوپٹا اور بال رولنگ کیے ہوئے
تھے۔۔۔

ہلکا سا کاجل اور لائٹ سی لپسٹک جو کہ نا ہونے کے ہی برابر تھی۔۔۔۔

و علیکم اسلام۔۔۔

میر نے جواب دیا اور پلوشہ سب سے ملی اور جب اس نے زیان کو دیکھا تو ایک دم سے
سہم گئی اور حیران سی وہی کھڑی ہو گئی۔۔۔

مگر جیسے ہی پلوشہ نے زیان کو دیکھا تھا زیان نے اپنی نظریں دوسری طرف کر لی تھی اور
ایسے بیٹھا تھا جیسے اس نے پلوشہ کو دیکھا ہی نہیں۔۔۔

اور عشرت بیگم تو حیران تھی پلوشہ کی ایسی ڈریسنگ اور اسے دیکھ کر۔۔۔
آج تو وہ بالکل ہی چیخ لگ رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا پلوشہ۔۔۔
عشرت بیگم نے پکارا۔۔۔

کلک۔۔۔ کچھ نہیں ماما میں آتی ہوں۔۔۔

پلوشہ جلدی سے ہوش میں آئی اور اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔۔

یہ ہے آپ کی بڑی بیٹی۔۔۔

عائشہ بیگم نے پوچھا۔۔

نہیں نہیں یہ میری چھوٹی بیٹی ہے پلوشہ۔۔

بڑی بیٹی پریشہ ہے۔۔۔

اچھا ماشاء اللہ پیاری ہے بہت۔۔۔

پھر سب باتوں میں مصروف ہو گئے۔۔۔

پلوشہ روم میں آئی اور دروازہ بند کر کے بیڈ پر بیٹھ گئی اور پریشانی سے اپنے ہاتھوں کو

مسلنے لگی۔۔۔

پریشہ بھی حیران ہوئی آخر اسے ہو کیا گیا۔۔۔
پلوشہ کیا ہوا تم ٹھیک ہو۔۔۔

نہیں ہوں آپو میں ٹھیک نہیں ہو ٹھیک۔۔۔
پریشہ کو اب واقعے پریشانی ہوئی۔۔۔
بات کیا ہے بتاؤ تو سہی مجھے بھی پریشان کر رہی ہو تم۔۔۔

پلوشہ اٹھی اور پریشہ کے گلے لگی کچھ نہیں آپو آپ ٹینش نالیں اور آپ تو بہت پیاری
لگ رہی ہیں واہ بھئی۔۔۔

پلوشہ نے جلدی سے بات بدلی وہ پریشہ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

پریشہ مسکرانے لگی۔۔۔
اتنے میں عشرت بیگم روم میں داخل ہوئی۔۔۔

پریشہ کیا ہو گیا تھا تمہیں ایسے اچانک اٹھ کر چلی گئی۔۔

کچھ نہیں ماما بس وہ ایک کام یاد آ گیا تھا۔۔۔

اچھا چلو اب آ جاؤ تمہارے بابا بلا رہے ہیں۔۔

آ جاؤ آپو۔۔۔

پریشہ کو بھی تجسس ہوا آخر کون سے مہمان آئیں ہیں۔۔۔

پریشہ نے جیسے ہی سب کو دیکھا وہ تو گھبرا گئی۔۔

اور آیان کو دیکھتے ہی اس کی دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی۔۔۔

آج وہ اتنے قریب سے آیان کو پہلی بار دیکھ رہی تھی۔۔

پلوشہ نے پریشہ کو آواز دی آپو۔۔۔۔

پریشہ جلدی سے ہوش میں آئی اور جلدی سے کہا۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔

پریشہ نے دھیمے لہجے میں کہا۔۔

وعلیکم اسلام۔۔۔

میر شاہ نے پریشہ کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھا اور عائشہ بیگم بھی اٹھ کر پریشہ سے
ملی۔۔۔

ماشاء اللہ سے آپ کی دونوں بچیاں بہت پیاری ہیں۔۔۔



پریشہ تو بہت زیادہ خوش تھی آج بہت زیادہ اور ہوتی بھی کیوں نا اس نے جسے چاہا اسے
وہ ملنے جا رہا تھا۔۔۔

تھینکیو بابا۔۔۔

پریشہ نے دل میں کہا۔۔۔



آیان نے جیسے ہی پریشے کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا معصوم سی گریبا لگ رہی تھی وہ نظریں
جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔

سب بڑے بھی باتیں کرنے لگے۔۔۔

اور زیان کال کا کہہ کر وہاں سے باہر لان میں چلا گیا۔۔۔

وہ وہاں نہیں بیٹھنا چاہتا تھا ایک تو یوسف دورانی کی وجہ سے۔۔۔

اور دوسرا پلوشہ۔۔۔

وہ پلوشہ کو دیکھ کر اپنے منہ زور جزبات کو اور نہیں روک سکتا تھا۔۔۔

ہاں وہ بھی خفا تھا اپنی شیرنی سے۔۔۔

اس لیے وہ باہر لان میں آگیا اور ایک جگہ پر بازوؤں کو فولڈ کیے کھڑا ہو گیا۔۔۔

پلوشہ کا زیان کا یو اگنور کرنا بالکل نہیں بھارہا تھا۔۔۔

پتا نہیں اسے کیوں غصہ آ رہا تھا۔۔۔

یہ جنگلی انسان کو کیا ہو گیا ہے۔۔۔

کیوں مجھے اگنور کر رہا ہے۔۔۔

ہاں میں وہ گھر چھوڑ آئی مجھے ابھی تھوڑا وقت چاہیئے جنگلی انسان نے اچھا نہیں کیا
میرے ساتھ۔۔۔

مگر میں نے تمہیں تو نہیں چھوڑا نا تو اب یہ نکھرے کیوں۔۔۔

پلوشہ خود ہی الٹا سیدھا سوچے جا رہی تھی۔۔۔

پھر پلوشہ بھی اٹھ کر باہر لان میں آئی اور زیان کو دیکھنے لگی۔۔۔

اسے صرف زیان کی پیٹھ نظر آرہی تھی۔۔

مگر دونوں ہی زدی تھے۔۔۔

اگر وہ مجھے اگنور کر رہا ہے تو کمرے اونہ مجھے کیا۔۔۔

پلوشہ نے کہا اور کندھے اچکاتے ہوئے اندر کی جانب چل پڑی۔۔۔



رات کا وقت تھا پریشے یوسف دورانی کے روم میں گئی۔۔۔
بابا آپ سے بات کرنی تھی۔۔۔

جی بیٹا بولو سب ٹھیک تو ہے نا۔۔
بابا تھینکیو سوچ۔۔
آپ بہت اچھے ہیں۔۔

ہاہاہا اچھا جی وہ کیسے۔۔۔
آج میں بہت خوش ہوں بہت زیادہ صرف آپ کی وجہ سے آپ میری بات سمجھے۔۔۔
اور آج مجھے سب سے اچھا سرپرائز دیا آپ نے۔۔۔

میرا بیٹا خوش تو میں بھی خوش ---



آیان لیٹا ہوا تھا اور پریشے کے بارے میں سوچ رہا تھا اور خوش بھی تھا اسے جیسی لڑکی
چاہیئے تھی ویسی ہی ملی ---

اتنے میں آیان کا موبائل رنگ کیا آیان نے جب دیکھا تو ہانیہ کی کال تھی ---
آیان کے ماتھے پر بل پڑے ---
آیان نے کال پک کی ---
ہیلو آیان --

کیسے ہو یار کہاں گم ہو تمہیں پتا ہے میں اور حارث پاکستان آئے ہیں صرف تم سے
ملنے ---

میں ٹھیک ہوں تم سناؤ اور کب آئے تم لوگ۔۔
میں بھی ٹھیک ہوں تم سے ملوگی تو بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔۔

اچھا۔۔۔

آیاں نے بیزاگی سے کہا۔۔
کیا ہوا تمہیں خوشی نہیں ہوئی۔۔۔؟
نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔
اچھا پھر ٹھیک ہے کل میں آرہی ہوں تمہارے گھر تم سے ملنے اوکے۔۔۔

اوکے ٹھیک ہے میں کرتا ہوں تم سے بات ابھی حارث کی کال آرہی ہے۔۔۔

اوکے ٹیکس۔۔۔

ہانیہ نے کہا اور بیڈ پر لیٹ کر سکون سے آنکھیں موند لیں وہ بہت خوش تھی اس نے
سوچا تھا اب آئی ہے تو آیاں کو اپنا بنا کر ہی جائے گی۔۔۔



حادث کیسا ہے یار تم لوگ آئے بتایا بھی نہیں مجھے۔۔۔

میں ٹھیک تو سنا بس یار ہانیہ کی زد کی وجہ سے آنا پڑا۔۔۔
میں بھی ٹھیک ہوں اور کیسی زد۔۔۔؟

بس بیٹا اب تو تو گویا کام سے تیرے لیے ہی آئی ہے وہ۔۔۔
اچھا۔۔۔

یار اب میں کیا کروں۔۔۔؟

کیا مطلب۔۔۔؟
تجھے پتا ہے آج میری منگنی کی رسم ہو چکی ہے۔۔۔

کیا۔۔۔۔۔؟؟؟؟
تو سچ کہہ رہا ہے اتنی سمسپل۔۔۔؟

ہاں آج ہی مجھے خود نہیں پتا تھا کچھ اور ہاں وہ یوسف انکل چاہتے تھے منگنی جلدی ہی
ہو جائے سادگی سے۔۔۔۔

تیری آج منگنی بھی ہو گئی اور تو نے ہمیں بتایا بھی نہیں حد ہے۔۔۔

یار بتا تو رہا ہوں نا۔۔۔
اچھا بھابھی کیسی ہے نام کیا ہے اور شادی کب کر رہا ہے پھر۔۔۔

پریشے نام ہے اور یار مجھے بھی اچھی لگتی ہے وہ شادی جب اس کے پیپر ہوں۔۔۔
اور کیا پتا زیان بھائی کے ساتھ ہی ہو جائے شادی۔۔۔

اچھا پھر ہانیہ اس کا کیا بنے گا۔۔۔؟
کل ملتے ہیں نایار اس سے بھی کر لوں گا پھر بات۔۔۔

دیکھ لے یار اس کا پتا بھی ہے کچھ غلط نا کر دے وہ۔۔۔
بس جو ہوگا دیکھا جائے گا میں نے کونسا اس سے شادی کے وعدے کیے ہوئے تھے۔۔۔

ہاں یہ بھی ہے چل سہی ہے پھر کل ملتے ہیں پھر ہی بات ہوگی۔۔۔ اور بہت مبارک ہو
جناب تو سہی ہے ہم اب تک سنگل۔۔۔

ہاہا ہا تھینکیوں۔۔۔

چل ٹھیک ہے کل ہوگی ملاقات۔۔۔

اوکے۔۔۔

آیاں نے کال بند کی اور سوچ میں پڑ گیا۔۔۔



روم میں بیٹھی پلوشہ کب سے پریشے کو تنگ کر رہی تھی۔۔

آپو توبہ ہے آپ تو بڑی ہی کوئی چھپی رستم نکلی مجھے تو کچھ بتایا نہیں۔۔۔

کب سے چل رہا تھا یہ سب ہاں ہاں۔۔۔ بتاؤ بتاؤ۔۔

یار نا کرو تنگ پلوشہ کچھ بھی نہیں چل رہا تم نا پاگل ہو گئی ہو۔۔۔

اچھا جی میں پاگل ہوگئی ہوں۔۔ اور آپ جو یہاں بیٹھی کب سے مسکرا رہی ہیں اپنی رنگ
کو دیکھ دیکھ کر ہاں ہاں۔۔۔
اب بتائیں کون ہے پاگل۔۔۔

پلوشہ تم بھی نا چلو اٹھو یہاں سے سونے دو مجھے اب۔۔

او ہووو اچھا جی آج تو سکون کی نیند آئے گی آپ کو۔۔۔۔
اتنا خوش جو ہیں آپ ہینا۔۔۔

ہاں ہوں خوش اب سونے دو مجھے گڈ نائٹ۔۔۔
پریشے نے بول کر آنکھیں موند لیں۔۔۔

پلوشہ کھڑکی کے پاس جا کر بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ آج زیان کیوں آیا تھا ان کے ساتھ۔۔

اسے اب سمجھ آ رہا تھا کہ آیاں شاہ اور زیان شاہ دونوں بھائی ہیں۔۔۔

کچھ سوچتے ہوئے پلوشہ نے اپنا موبائل اٹھایا۔۔

اور زیان کو کال کرنے لگی۔۔۔



زیان لیٹا ہوا تھا نیند اس کی آنکھوں سے کوسو دور تھی اتنے میں زیان کا موبائل رنگ کیا۔۔۔

جیسے ہی زیان نے دیکھا تو جنگلی شیرنی کالنگ جگمگا رہا تھا۔۔۔

زیان کے لبو پر مسکراہٹ آئی مگر پھر وہ سنجیدہ ہوا اور کال کاٹ دی۔۔۔۔

پلوشہ حیرت سے دیکھنے لگی یہ جنگلی انسان کو ہو کیا گیا ہے کیوں مجھے اگنور کر رہا ہے۔۔۔

پلوشہ اوپر چھت پر چلی گئی اور پھر سے زیان کو کالیں کرنے لگی۔۔۔
مگر زیان کال پک ہی نہیں کر رہا تھا۔۔۔

پلوشہ کو پتا نہیں کیوں غصہ بھی آ رہا تھا اور رونا بھی۔۔۔

اگر تم نے اب میری کال اٹینڈ نہیں کی تو میں چھت سے جمپ لگا لوں گی تمہاری قسم۔۔
پلوشہ نے زیان کو میسج ٹائپ کیا۔۔۔۔

زیان نے جیسے ہی میسج پڑھا اس کے تو حوش ہی اڑ گئے پلوشہ تو تھی بھی بے وقوف مگر
اس قدر بے وقوف ہوگی اس بات کا اندازہ نہیں تھا اسے۔۔۔۔۔

زیان نے جلدی سے گاڑی کی چابی اٹھائی اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر ہوا کی طرح گاڑی اڑا کر لے گیا۔۔۔۔

اور ایک ہاتھ سے ٹائپنگ کرنے لگا۔۔۔
اب کیا بات کرنی ہے تم نے مجھ سے۔۔۔ زیان نے میسج ٹائپ کر کے بھیجا۔۔۔

پلوشہ نے جیسے ہی میسج دیکھا تو غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔۔۔
حد ہے مطلب ایک تو میں اسے خود کال کر رہی ہوں اوپر سے اس جنگلی انسان کے
نخرے۔۔۔

یہ بدل تو نہیں گیا نا جب میں اس کے پاس تھی کتنی فکر کرتا تھا میری اب جب میں
واپس آگئی ہوں تو کوئی پرواہ ہی نہیں۔۔۔

پلوشہ پتا نہیں کیا الٹا سیدھا سوچے جارہی تھی۔۔
پلوشہ نے موبائل رکھ دیا۔۔۔
اور چھت پر ہی بیٹھ گئی۔۔۔
نہند تو اس کی آنکھوں میں دور دور تک نہیں تھی۔۔۔

پلوشہ اداس سی بیٹھی تھی اور پھر زیان کی بتائی ہوئی باتیں اس کے دماغ میں گھوم رہی
تھی۔۔۔

بابا کیوں کیا آپ نے ایسا آپ تو میرے اڈیل تھے نا۔۔۔
آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں کسی اور کی لائف کیسے خراب کر سکتے ہیں۔۔۔
پلوشہ کی آنکھوں میں نمی چھا گئی اور وہ دبی آواز میں رونے لگی۔۔۔
اس کے آنسوں پھر سے بہنے لگے۔۔۔



زیان نے یوسف دورانی کے گھر کی بیک سائیڈ پر گاڑی روکی۔۔۔

اور موبائل چیک کیا مگر پلوشہ کا کوئی ریپلائی نہیں آیا تھا۔۔۔
زیان کو ٹینشن ہونے لگی۔۔۔

اسے اب کیسے بھی کر کے گھر میں جانا تھا جو کہ زیان کے لیے کوئی مشکل کام نہ تھا۔۔۔۔

گارڈز بھی نیند میں دھت سو رہے تھے۔۔۔
پھر بھی زیان نے پلوشہ کو ہی میسج کیا۔۔۔

پلوشہ رونے میں مصروف تھی موبائل ٹون بجنے کی وجہ سے ہوش میں آئی۔۔۔
اور میسج پڑھا کہ ڈور اوپن کرو۔۔۔

پلوشہ حیران سی میسج کو دیکھنے لگی اور اٹھی اور چھت سے نیچے دیکھا تو زیان پینٹ کی
پاکیٹوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔۔۔

پلوشہ گھبرا گئی اور اپنے آنسوؤں صاف کر کے نیچے گئی۔۔۔۔
دبے پاؤں چلتی ہوئی گیٹ تک پہنچی اور گیٹ اوپن کیا۔۔۔
زیان اندر داخل ہوا پلوشہ نے جلدی سے گیٹ بند کیا۔۔۔

تم پاگل ہو یہاں کیوں آئے ہو کسی نے دیکھ لیا تو۔۔۔۔

پلوشہ کی بھرائی ہوئی آواز اور آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ روئی ہے۔۔۔
اور اس کی حالت کو دیکھ کر ناجانے زیان کو کیا ہوا۔۔۔
مگر خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا۔۔۔

تو دیکھنے دو سب کو کوئی غیر تو نہیں ہوں میں۔۔

پلوشہ نے زیان کا ہاتھ پکڑا اور آرام آرام سے چلنے لگی اور چھت پر جا کر زیان کا ہاتھ
چھوڑا۔۔۔

کیا مسئلہ ہے تمہارا۔۔۔؟
زیان نے بے رخی سے کہا۔۔۔

پلوشہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔
کتنا بدلہ ہوا تھا اس کا لہجہ پہلے تو کبھی اس نے اس طریقے سے بات نہیں کی تھی۔۔۔

کیا اب ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔
زیان نے بازوؤں کو فولڈ کیے اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

تم مجھے اگنور کیوں کر رہے ہو۔۔۔۔

چھت سے نیچے کودنے والی حرکت کا کیا مطلب تھا۔۔۔۔؟

زبان نے پلوشہ کی بات کا جواب دیے بنا ہی اس سے سوال کیا۔۔۔

وہ مینے بس غصے میں کہہ دیا تھا۔۔۔

کس بات کا غصہ۔۔۔؟

تم میری کال جو اٹینڈ نہیں کر رہے تھے اور اگنور بھی کر رہے ہو مجھے۔۔۔
آج بھی گھر آئے مجھے تو پتا ہی نہیں تھا کہ پریشہ آپو کی جس سے منگنی ہو رہی ہے وہ
تمہارا بھائی ہے۔۔۔۔

اسی لیے تم گھر آئے اور مجھ سے بات تک نہیں کی اتنا اگنور۔۔۔۔
جب سے میں یہاں آئی ہوں ایک بھی میسج کال تک نہیں کی تم نے۔۔۔۔
بس اتنا ہی پیار تھا تمہارا۔۔۔ اور اب بھی پتا نہیں کیسے بات کر رہے ہو مجھ سے۔۔۔۔

کیسے بات کر رہا ہوں۔۔۔؟

پتا نہیں۔۔۔

جب تمہیں پتا ہی نہیں ہے تو کیوں بول رہی ہو۔۔۔؟

مطلب پہلے کی طرح بات نہیں کر رہے نا جیسے پہلے کرتے تھے۔۔۔

پہلے کیسے کرتا تھا۔۔۔؟

افففووو کیا ہے بھئی۔۔۔ کیوں پریشان کر رہے ہو۔۔۔

میں پریشان کر رہا ہوں۔۔۔؟ مجھے یہاں بلانے والی بھی تم ہی ہو۔۔۔

میں نے کب بلایا تمہیں۔۔۔؟ پلو شہ نے آنکھیں بڑی کرتے ہوئے کہا۔۔۔

فضول باتیں کرو گی تم چھت سے جمپ لگاؤں گی یہ وہ پھر تمہارا دماغ ٹھکانے لگانے
کے لیے آنا ہی پڑا مجھے۔۔۔

کیا مطلب تمہارا۔۔۔

مطلب صاف ہے۔۔۔

آج تم کیسی باتیں کر رہے ہو مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔۔۔

تم نے مجھے سمجھا ہی کب ہے۔۔۔ بلکہ تم تو مجھے سمجھنا ہی نہیں چاہتی۔۔۔ اگر تم مجھے
سمجھتی تو مجھے یوں چھوڑ کر نا جاتی۔۔۔

زیان نے غمگین لہجے میں کہا مگر باتوں میں صاف غصہ ناراضگی ظاہر ہو رہی تھی۔۔۔

میں تمہیں چھوڑ کر نہیں گئی۔۔۔

تو میرے پاس بھی تو نہیں ہو تم۔۔۔

مجھے کچھ وقت چاہیئے میں فلحال کچھ سمجھ نہیں پا رہی۔۔۔

مجھے چھوڑ کر تم نے یہ فیصلہ کیا۔۔۔

کیا میں تمہیں وقت نہیں دے سکتا تھا سوچنے کے لیے۔۔۔؟؟

تم نے ایک بار بھی مجھ سے کہا۔۔۔؟؟

تم نے میرے ساتھ جو کیا وہ غلط تھا۔۔۔

تو اس غلطی کی ساری وجوہات بھی تو تمہارے سامنے ہیں۔۔۔

مجھے کچھ نہیں پتا تم بس مجھے اگنور کر رہے ہو۔۔۔

آخر تم چاہتی کیا ہو۔۔۔؟

پاس تھا تب بھی تمہیں مسئلہ تھا اب دور ہوں تب بھی۔۔۔؟

تم خود مجھے چھوڑ کر گئی اور اگر تمہیں وقت چاہیئے تو لو جتنا مرضی۔۔۔

تم نے جو فیصلہ لینا ہے لو۔۔۔

مگر یہ فضول کی حرکتیں مت کرو۔۔۔

تمہیں اب میری باتیں فضول لگنے لگی ہیں۔۔۔؟

میں نے ایسا نہیں کہا۔۔۔

مگر مطلب تمہارا یہی تھا۔۔۔

تم آئندہ ایسی فضول بات یا کوئی حرکت نہیں کرو گی۔۔۔

اگر تمہیں کچھ ہوا تو آئندہ صرف باتوں سے نہیں سمجھاؤ گا۔۔۔۔
تم صرف میری ہو زیان شاہ کی تمہارے اوپر آئی ہوئی ایک خراش بھی مجھے برداشت
نہیں۔۔۔

مگر تمہارا جو فیصلہ ہے اس کا احترام کروں گا میں۔۔۔۔
تمہیں مجھ سے دور جانا تھا چلی گئی وقت چاہیے لے لو۔۔۔

جب تمہارا دل چاہے تم اپنے گھر آسکتی ہو۔۔۔۔
میں تمہیں اب کچھ نہیں کہوں گا۔۔۔۔
خیال رکھنا اپنا۔۔۔۔

زیان وہاں مزید اور نہیں رک سکتا تھا اپنے جذبات کو اور روک نہیں سکتا تھا اس لیے
اس نے وہاں سے جانا ہی بہتر سمجھا۔۔۔۔

زیان جانے لگا کہ پلوشہ نے پھر اس کا ہاتھ پکڑے اسے روکا۔۔۔

پلوشہ اب کیا ہے۔۔۔

آخر چاہتی کیا ہو تم کیوں میرے ضبط کو آزما رہی ہو۔۔۔

تم نا جاؤ پلیز۔۔۔

پلوشہ نے دکھی ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

گئی تم ہو میں نہیں۔۔۔

پر میں تمہیں چھوڑ کر نہیں گئی۔۔۔

خفا ہو تم مجھ سے۔۔۔

تمہیں کون سا فرق پڑتا ہے۔۔۔

فرق پڑتا ہے اسی لیے تم سے پوچھ رہی ہوں۔۔۔

بہت ٹائم ہو گیا ہے تمہیں سونا چاہیئے۔۔۔

تم پھر مجھے اگنور کر رہے ہو۔۔۔

زیان نے پلوشہ کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ لگایا۔۔۔

اور دونوں طرف اپنے ہاتھ رکھ کر اسے قید کیا۔۔۔

تو کیا چاہتی ہو پاس آؤں تمہارے۔۔

پاس آتا ہوں تو بھی تم ایسے بیہو کرتی ہو جیسے میں کوئی غیر ہوں۔۔۔

تمہاری آنکھوں میں یہ خوف یہ ڈر کیا ہے یہ سب۔۔۔؟

مجھے یہاں سے چلے جانا چاہیئے میں نہیں چاہتا میں غصے میں تمہیں کچھ کہہ دوں۔۔۔۔

زبان نے پلوشہ کی بازوؤں کو چھوڑا اور وہاں سے روانہ ہو گیا۔۔۔۔
پیچھے سے پلوشہ شاگرد سی کھڑی تھی۔۔۔
اسے زبان کے ایسے رویے کی بالکل بھی امید بھی نہیں تھی۔۔۔

پلوشہ وہی گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی اور رونے لگی۔۔۔
تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ مجھے تم سے خوف آنے لگا ہے نہیں ہے ایسا۔۔۔
کیوں نہیں سمجھ رہے تم۔۔۔

پلوشہ اٹھی اور اپنے آنسو صاف کیے۔۔۔
دیکھتی ہوں میں بھی کب تک تم مجھ سے خفا رہتے ہو۔۔۔
پلوشہ نے کہا اور اپنے روم میں جا کر لیٹ گئی۔۔۔



پریشہ یونی جانے کے لیے ریڈی ہو رہی تھی۔۔۔

اس نے اپنا موبائل اٹھایا تو دیکھا کسی انجان نمبر سے میسج آیا ہوا تھا۔۔۔

پریش نے میسج اوپن کیا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔۔۔

گڈ مارنگ سوئیٹ گرل۔۔۔

اور نیچے آیان شاہ۔۔۔ لکھا ہوا تھا۔۔۔

پریش نے سوچا کہ آیان کے پاس اس کا نمبر کیسے گیا۔۔۔

پھر سوچا حیا نے دے دیا ہو کیا پتا۔۔۔

گڈ مارنگ ٹو۔۔

پریش نے ٹائپ کیا اور ساتھ ہارٹ والا ایموجی بھی سینڈ کر دیا۔۔

پھر خود ہی مسکرا دی۔۔۔۔

ہائے کہیں میری بہن پاگل تو نہیں ہو گئی کل سے خود ہی مسکرائے جا رہی ہے۔۔۔۔
پلوشہ نے روم میں آتے ہوئے کہا۔۔۔

تم پھر سے شروع ہو گئی۔۔
اور یہ کیا تمہاری آنکھیں کیوں سوچی ہوئی ہیں تم روئی تھی۔۔۔؟ اور نیند بھی پوری نہیں کی
تم نے ہینا۔۔۔۔

نہیں آپی روئی نہیں ہوں میں کیوں روؤں گی بس رات نیند نہیں آرہی تھی دیر سے سوئی
ہوں اس لیے آپ کو ایسا لگ رہا ہے۔۔۔

بس کرو اب تم مجھ سے جھوٹ بولنا کب سے شروع کر دیا تم نے۔۔۔

پلوشہ خاموش ہو گئی۔۔۔

تم آرام کرو۔۔۔

رات کو بات کروں گی میں تم سے اور اپنا کالج بھی سٹارٹ کر دو۔۔۔

آگزیبرز بھی ہونے والے ہیں تمہارے۔۔۔

جی آپو۔۔۔

پلوشہ نے کہا اور جا کر لیٹ گئی ساری رات جاگنے کی وجہ سے اب اس کے سر میں درد

ہو رہا تھا۔۔۔

پریشہ بھی پلوشہ کو دیکھ کر پریشان ہوئی جب سے پلوشہ آئی تھی اس کا رویہ بدلہ بدلہ سا

تھا۔۔۔

فلہال پریشہ کو یونی جانا تھا یونی سے واپسی پر پلوشہ سے بات کرنے کا ارادہ تھا۔۔۔۔



حارث چلو بھی کتنی دیر سے میں تیار ہوں اور تم ہو کہ پتا نہیں کس کا انتظار کر رہے
ہو۔۔۔۔۔

ہاں چلتے ہیں نایار بس 5 منٹ میں ایک دوست سے بات کر لوں۔۔۔
جلدی بھی کرو یار۔۔۔۔۔

حارث کب سے آیان کے میسج کا ویٹ کر رہا تھا۔۔۔
اتنے میں حارث کے موبائل نے رنگ کیا۔۔۔
شکر حارث نے میسج دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔
آیان نے ایک کیفے کا نام لکھا ہوا تھا اور وہاں بلایا تھا۔۔۔۔۔

او کے حارث نے میسج ٹائپ کیا۔۔۔

اور ہانیہ کو لے کر روانہ ہو گیا۔۔۔

آیان نہیں چاہتا تھا کہ ہانیہ گھر میں کوئی تماشہ کر بیٹھے کیونکہ وہ تھی بھی ایسی۔۔۔
اسی لیے آیان نے فلہال ہانیہ کو کیفے پر بلایا۔۔۔
کیونکہ آیان آج پریشے کے بارے میں بھی ہانیہ سے بات کرنا چاہتا تھا۔۔۔

تقریباً آدھے گھنٹے میں حادث اور ہانیہ کیفے پہنچے۔۔۔

وائٹ کلر کی پینٹ اور اورینج کلر کی شرٹ پہنے کلائی میں واچ بالوں کو اچھے سے سیٹ
کیے گلاسس لگائے وہ اپنے موبائل میں مگن تھا۔۔۔

ہانیہ تو دور سے ہی دیکھ کر آیان پر فدا ہی ہو گئی تھی۔۔۔

اب چلو بھی یا بس یہی رہنے کا ارادہ ہے۔۔۔
حادث نے تیکھی سی مسکراہٹ سے کہا۔۔۔

ہائے بڑی۔۔۔۔

ہانیہ نے دور سے اشارہ کیا۔۔۔

آیان بھی دیکھ کر پھیکا سا مسکرایا۔۔۔

ہانیہ اگے کو بڑھ کر آیان کے گلے ملی۔۔۔

یہ کوئی حیرت کی بات نہیں تھی ہاں مگر گھر میں ہانیہ ایسا کرتی تو آیان کی خیر نہیں
تھی۔۔۔

کیسے ہو۔۔۔

میں ٹھیک ہوں بیٹھو تم۔۔۔

حادث بھی آیان سے ملا اور تینوں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔۔۔



پلوشہ ابھی بھی لیٹی ہوئی تھی اسے نیند ہی نہیں آرہی تھی۔۔۔
آتی بھی کیسے اس کا سکون اس کا جنگلی انسان تو اس سے ناراض تھا۔۔۔

کچھ سوچتے ہوئے پلوشہ نے اکرم کو کال ملائی۔۔۔
جو کہ پہلی بیل میں ہی اٹھالی گئی۔۔۔

جی میم۔۔۔
کیسے ہیں آپ۔۔۔

میں ٹھیک ہوں میم آپ بتائیں۔۔۔ کیسے یاد کیا۔۔۔

میں بھی ٹھیک وہ زیان کے بارے میں پوچھنا تھا۔۔۔

کہاں ہے وہ اس وقت۔۔؟

میم سر تو آفس ہیں۔۔۔

اچھا اور کچھ خاص بات۔۔۔

میں سمجھا نہیں میم۔۔۔

مطلب میں نے آپ سے کہا تھا نا زیان کے بارے میں اگاہ کرتے رہنے کا۔۔۔ تو۔۔۔

جی جی میم ایک بات ہے آپ گئی ہیں جب سے سر نے پھر سے سگریٹ پینا بہت کر
دی ہے۔۔۔

پھر سے مطلب۔۔۔؟

مطلب جب سے آپ آئی تھی سر بالکل چینج ہو گئے تھے ہنسنا اور غصہ کم کرنا ان سب چیزوں سے دور اب پھر سے ویسے ہی ہو گئے ہیں۔۔۔

ہممم سہی ہے۔۔۔ آپ اسے مت بتائیے گا کہ میں نے آپ سے بات کی ہے۔۔۔

او کے میم۔۔۔



یار تم نے یہاں کیوں بلایا ہے ہمیں۔۔۔

ہم نے تو آج تمہارے گھر آنا تمہانا۔۔۔؟

ہانیہ نے کہا۔۔۔

ہاں بس وہ مجھے کچھ کام تھا تو میں کیفے آگیا تھا سوچا تم دونوں کو بھی یہی بلا لوں۔۔۔

اچھا پھر کب ملو رہے ہو اپنے پیرینٹس سے۔۔۔

بہت جلد۔۔۔

یار ہانیہ کیسی دوست ہو تم۔۔۔ تم نے ہمارے لاڈلے کو مبارک باد بھی نہیں دی۔۔۔
حادث نے کہا۔۔۔

سمجھی نہیں میں کچھ۔۔۔
ہانیہ نے نا سمجھی سے جواب دیا۔۔۔

یار کل نا اپنے آیان کی منگنی ہو گئی ہے اتنا چھپا رستم ہے کہ ہمیں بتایا تک نہیں۔۔۔

حد ہے ایسے مزاق نا کیا کرو مجھے بالکل نہیں پسند۔۔۔

یہ مزاق نہیں ہے۔۔۔حارث سہی کہہ رہا ہے۔۔۔

اووو اچھاااااااااااا واقعی۔۔۔۔۔؟؟

مطلب یہ سچ ہے۔۔۔

ہاں۔۔۔کل ہی ہوئی ہے۔۔۔

وااہ کانگریٹس یار بہت مبارک ہو تمہیں۔۔۔۔

ہانیہ نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

تھینکس۔۔۔

آیان بھی حیران تھا اسے ہانیہ کے ایسے رویے کی بلکل امید نہیں تھی۔۔۔

حارث بھی حیران سا دیکھ رہا تھا کہ یہ ہانیہ ہی ہے۔۔۔

کیا ہوا اب تم دونوں کو اور پک تو دکھا دو یار۔۔۔
کون ہے وہ خوش نصیب جسے تم مل گئے۔۔۔

آیاں مسکرایا ضرور دکھاتا ہوں بالکل معصوم سی پرنسیز ہے۔۔۔

اوہ اچھا اااااااا۔۔۔۔۔

ہانیہ نے اچھا پر زور دیتے ہوئے کہا۔۔۔
تمہیں پسند ہے وہ۔۔۔ پسند کی منگنی ہوئی یے کیا۔۔۔۔؟

ہاں پہلے پتا نہیں تھا اچانک سب کچھ ہوا۔۔۔
مگر مجھے پسند ہے وہ۔۔۔۔

یہ دیکھو اس کی پک۔۔۔۔

ہانیہ نے دیکھا تو اندر تک جل بھن گئی۔۔۔۔

واہ سو پریٹی۔۔۔۔

ہمممم۔۔۔۔

اچھا تم نا یہ پک میرے نمبر پر سینڈ کر دو میں بعد میں دیکھوں گی اگر تمہیں برا نا لگے
تو۔۔۔۔

ابھی مجھے کام ہے۔۔۔۔

حارث پلیز مجھے کی دے دو گاڑی کی۔۔۔

ہاں ضرور مینے کر دی ہے سینڈ اس میں برا ماننے والی کون سی بات ہے فرینڈ ہو تم
میری۔۔۔۔

حارث نے چابی دی ہانیہ کو اور ہانیہ نے گاڑی ہوا میں اڑائی اور دیکھتے ہی دیکھتے گاڑی
نظروں سے بوجھل ہو گئی۔۔۔۔۔

یار یہ کیا تمہا ہانیہ نے تو کچھ کہا ہی نہیں۔۔۔
حارث نے حیران ہوتے ہوئے آیان کو کہا۔۔۔
ہاں یار میں بھی وہی سوچ رہا ہوں چل چھوڑنا اچھا ہے ویسے بھی۔۔۔
چل کچھ آرڈر کرتے ہیں بہت بھوک لگی ہے۔۔
اور سنا باقی سب کیسے ہیں۔۔۔

حارث اور آیان اپنی باتوں میں مشغول ہو گئے۔۔۔



ہانیہ فل سپیڈ میں گاڑی چلا رہی تھی اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو چکی تھی۔۔۔
اس کی کوئی ایسی حالت دیکھتا تو یقیناً خوف کھاتا۔۔۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے تم صرف میرے ہو صرف میرے۔۔۔۔
تم نے تو کہا تھا کہ تم میرے بارے میں سوچو گے۔۔۔
پھر کیا ہے یہ سب میں نے تمہیں بہت چاہا ہے بہت زیادہ تم صرف میرے ہو صرف
میرے۔۔۔۔

اور یہ لڑکی جو بھی ہے اس کا تو میں پتا لگوا ہی لوں گی۔۔۔
تم میرے نہیں تو میں تمہیں اس کا بھی نہیں ہونے دوں گی۔۔۔۔
سمجھے تم۔۔۔۔ تمہیں میرا ہونا ہی پڑے گا۔۔۔
ہانیہ پاگلوں کی طرح بولے جا رہی تھی



پلوشہ سوچیں جا رہی تھی زیان کے بارے میں۔۔۔
مگر وہ جانتی تھی زیان زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہے گا۔۔۔۔
ہاں وہ جانتی ہے کہ زیان کی کوئی غلطی نہیں۔۔۔۔
مگر غلطی تو پلوشہ کی بھی نہیں ہے۔۔۔
وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ کیا کرے۔۔۔

کیسے منائے اسے کیسے سمجھائے کہ وہ بھی اسے چاہتی ہے اس سے محبت کرتی ہے کیوں
نہیں وہ یقین کرتا۔۔۔

کیا اظہارِ محبت ضروری ہے۔۔۔۔؟؟
کیا وہ نہیں سمجھتا مجھے۔۔۔

اسی سوچوں میں نا جانے کب پلوشہ کی آنکھ لگی اور وہ نیند کی وادیوں میں چلی گئی۔۔۔۔



سہانا موسم تھا بدل چھائے ہوئے تھے ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی ہی بارش ہو جائے
گی۔۔۔۔

پریشے اور حیا کینٹین میں بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔۔۔

یار آج کتنا اچھا موسم لیے نا۔۔۔

حیا نے کہا۔۔۔

ہاں بہت۔۔۔ پھر کیا خیال ہے میری ہونے والی بھابھی جی۔۔۔

کیا یار حیا اب تم پھر سے شروع ہوئی نا میں اب واقعے تم سے بات نہیں کروں گی۔۔۔

ہاہاہاہا اچھا نا اب نہیں کرتی بس۔۔۔

حیا نے جلدی سے آیان کو میسج ٹائپ کیا۔۔۔

بھائی یونی آجائیں جلدی ایک پرابلم ہو گئی ہے۔۔۔۔

میں یہاں بیٹھی ہوں اور تم یہی موبائل یوز کرنے لگ گئی میں جاؤ پھر۔۔۔
اچھا نا بس رکھ دیا۔۔۔

آیاں حارث سے باتیں کر رہا تھا اس نے حیا کا میسج دیکھا تو پریشان ہوا۔۔۔
یار حارث مجھے زرا کام ہے مجھے جانا ہوگا چلو تمہیں بھی ڈراپ کر دوں۔۔۔
پھر کریں گے بات۔۔۔

اچھا کوئی بات نہیں ٹینشن والی بات ہے تو تم جاؤ یار مجھے ایک فرینڈ کی طرف جانا ہے
ابھی۔۔۔۔

چل اوکے۔۔۔

آیان نے کہا اور یونی کی طرف روانہ ہو گیا۔۔۔

اور حیا کو میسج کیا۔۔۔

اوکے میں آ رہا ہوں۔۔۔



حیا نے میسج دیکھا تو طنزیہ سا مسکرائی۔۔۔

اب تمہیں کیا ہو گیا خود ہی مسکرا رہی ہو۔۔۔

کیا یار اب میں کیا مسکراؤ بھی نہیں۔۔۔

بس اب تم اپنی ایکٹنگ نا شروع کر دینا۔۔۔

اچھا اٹھو چلو چلتے ہیں۔۔۔

کہاں۔۔؟

ارے چلو تو بتاتی ہوں نا۔۔۔

کیا یار حیا اب تمہارے دماغ میں کیا شیطانی چل رہی ہے۔۔۔

صدقے کتنا جانتی ہو تم مجھے بابا ہا کوئی شیطانی نہیں یار موسم اچھا ہے تھوڑا انجوائے کرتے ہیں۔۔۔

پھر میں ڈراپ کر دوں گی تمہیں۔۔۔

نہیں یار میں نے کسی کو بتایا بھی نہیں ہے گھر۔۔۔

او کم ان یار تو ابھی بتا دو نا انکل کو میں کر دوں گی نا تمہیں ڈراپ پلیز نا۔۔۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے بس۔۔۔

میں بات کر لوں بابا سے۔۔۔

ہاں کرو میں آتی ہوں۔۔۔

حیا جیسے ہی باہر گئی تو آیان کی گاڑی دیکھی۔۔۔
آیان حیا کے پاس آیا کیا ہوا ٹھیک ہو تم کیا پر اہلم ہو گئی ہے۔۔۔

او کچھ نہیں بھائی حیا شاہ ہوں میں مجھے کیا پر اہلم ہو سکتی ہے۔۔۔۔
تو پھر مجھے کیوں بلایا۔۔۔

اووووو بھائی کتنا اچھا موسم ہے پریشہ بھی ساتھ ہے چلتے ہیں نا نہیں گھومنے آپ بھی
بات کر لینا نا ہاں ہاں۔۔۔
کتنی اچھی بہن ملی ہے آپ کو۔۔۔

ہئے حیا میری پیاری سی بہن تم تو واقعے بہت اچھی ہو۔۔۔
اچھا بس بس آپ گاڑی میں بیٹھو میں بلا کر لاتی ہوں اسے۔۔۔
اوکے۔۔۔



کیا ہوا پریشے کی بات تم نے انکل سے ---
ہاں کر لی ہے تم کہاں چلی گئی تھی ----
یہی تھی آجاؤ چلیں ---
کہاں ---؟

یار اتنا اچھا موسم ہے ڈرائیو پر چلتے ہیں نا اور راستے میں گول گپے بھی کھائیں گے ہئے
مزے ----

توبہ حیا تم بھی نا ----
چلو بھی اب ---

ہاں چلو تمہاری ہی باتیں ختم نہیں ہوتی ---

پریشے جیسے ہی گاڑی میں بیٹھی تو آیان کو دیکھ کر تو شوکڈ ہی ہو گئی۔۔۔
حیا نے اگے چٹکی بجائی کیا ہو گیا تمہیں اب کن خیالوں میں کھو گئی ہو تم۔۔۔

پریشے ہوش میں آئی یار یہ کیا تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا مجھے کی یہ بھی ساتھ ہیں۔۔۔

کون یہ؟ حیا نے ہنسی دباتے ہوئے پوچھا۔۔۔
حد لیے حیا تمہیں بھی نابلس ہر بات میں مزاق سو جھتا ہے۔۔۔

ایک تو موسم خراب ہے اوپر سے مجھے بارش پسند نہیں ہے مجھے بارش سے ڈر بھی لگتا
ہے اگر بارش ہو گئی تو۔۔۔

کیا۔۔۔؟؟؟؟

تمہیں بارش سے ڈر لگتا ہے سیر یسلی۔۔۔

حیا نے اتنا تیز کہا۔۔۔
کہ آیان کا بھی قہقہہ گونجا۔۔۔
پریشہ شرمندہ سی ہو گئی۔۔۔
اور حیا کی طرف گھورنے لگی۔۔۔

بادل زور و شور سے گرج رہے تھے۔۔۔
پریشہ کی تو جان ہی نکل رہی تھی۔۔

حیا تم نا ایسا کرو مجھے گھر ڈراپ کر دو۔۔۔
کیوں یار کچھ نہیں ہوتا نا۔۔۔

بھائی بھائی یہاں گاڑی روکو جلدی۔۔۔
آیان نے بریک لگائی کیا ہوا حیا۔۔۔

بھائی وہ دیکھیں نا سامنے گول گپے مجھے کھانے ہیں۔۔۔
تو ہم ہوٹل چلتے ہیں نا ہلکی ہلکی بارش بھی شروع ہوگئی ہے بھیک جاؤ گی تم۔۔۔

او کم ان بھائی کچھ نہیں ہوتا آجائیں آپ۔۔۔
پریشے آجاؤ چلیں۔۔۔۔۔

نہیں حیا تم جاؤ پلیر میرا دل نہیں کر رہا۔۔۔
دل نہیں کر رہا یا بارش سے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔
اچھا اچھا سوری تم نا چلو میں بھائی سے کہہ دوں گی وہ تمہارے لیے یہی لے آئیں گے
ٹھیک ہے۔۔۔

اب یہ نا کہنا کہ تمہیں گول گپے بھی نہیں پسند۔۔۔
پریشے مسکرانے لگی۔۔۔
پسند ہیں مگر مرچی کم ڈلوانہ مجھے زیادہ تیکھا نہیں پسند۔۔۔

تم بھی عجیب ہو یا۔۔۔
حیا نے کہا اور روانہ ہوئی۔۔۔

آیاں پہلی بار ایسی جگہ پر آ رہا تھا۔۔۔
حیا یہ کیا تم یہاں کھڑے ہو کر کھاؤ گی۔۔۔؟
ہاں تو کیا ہوا۔۔۔
بھیا دو پلیٹ لگانا گول گپوں کی اور مرچی تیز کرنا۔۔۔

آیاں تو حیران ہو رہا تھا حیا یہ کیا کر رہی ہو تم ابھی تو پریشے نے کہا کہ اسے مرچی نہیں
پسند۔۔۔۔

اوہوووو بھائی آپ کو بڑی فکر ہے یہ لیں آپ لے کر جائیں پریشے کے لیے تھوڑی باتیں
بھی کر لیں کیا یاد کریں گے۔۔۔
میں تو یہی کھاؤں گی بھئی۔۔۔

کوئی حال نہیں تمہارا۔۔۔

آیان نے کہا اور چلا گیا۔۔۔



پریشہ پریشانی سے اپنے ہاتھ مسل رہی تھی۔۔۔

آیان جا کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور گول گپے کی پلیٹ رکھی اور پریشہ کو کہا۔۔۔

تم آگے آجاؤ۔۔۔

نہیں میں یہی ٹھیک ہوں آپ مجھے یہی دے دیں نا۔۔۔

نوا ایسے تو نہیں۔۔۔

آیان گاڑی سے اترا اور پریشہ کے سائیڈ کا دروازہ اوپن کیا اور اپنا ہاتھ اگے بڑھایا۔۔۔

کم۔۔۔

پریشہ حیرت سے دیکھ رہی تھی ہلکی ہلکی بارش بھی ہو رہی تھی پریشہ کو ڈر بھی لگ رہا تھا۔۔۔

نہیں پلیز مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔
کس سے مجھ سے۔۔۔؟
نہیں آپ سے کیوں لگے گا۔۔۔
مطلب مجھ سے ڈر نہیں لگتا۔۔۔؟
میں نے ایسا تو نہیں کہا۔۔۔
مطلب لگتا ہے مجھ سے ڈر۔۔۔؟
ہے کیا لیے بھئی میں کہہ رہی ہوں موسم خراب ہے نا۔۔۔

تو کیا ہوا۔۔۔؟

تو میں اگے نہیں بیٹھو گی۔۔۔

کیوں جب موسم خراب ہوتا ہے تو اگے نہیں بیٹھتے۔۔۔؟
آیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

جی ہاں بالکل نہیں بیٹھتے۔۔۔

او اچھا کس نے کہا۔۔۔؟

میں نے۔۔۔

اچھا اب میں بھگی رہا ہوں بارش تیز ہو رہی ہے پلیز آجاؤ اب۔۔۔

پریش نے آیان کی طرف دیکھا۔۔۔

مگر یہ بارش۔۔۔۔

مجھے ڈر لگتا ہے۔۔۔

اب نہیں لگے گا نا۔۔۔

اب کیوں نہیں لگے گا۔۔۔؟

کیونکہ اب میں ساتھ ہوں۔۔۔

پریشے نے اپنا ہاتھ آیان کے ہاتھ میں دیا۔۔۔

گڈ گرل آیان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔

پریشے کنفیوز ہو رہی تھی آیان نے پریشے کے ہاتھ پر دباؤ ڈالا جیسے بتانا چاہ رہا ہو کہ ڈرو

مت میں پاس ہوں تمہارے۔۔۔

پریشے باہر آئی اور بارش بھی تیز ہو چکی تھی۔۔۔

پریشے آیان کے بالکل قریب ہو گئی اور جلدی سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھی۔۔۔

آیان نے کہا دیکھا کچھ نہیں ہوا نا۔۔۔

آیان بیٹھا اور کہا یہ لو حیا نے دیے ہیں اور حیا کو دیکھو کیسے کھا رہی ہے اسے بہت پسند ہے بارش۔۔۔

ہمممم۔۔۔

پریشے نے کہا آپ نہیں کھائیں گے۔۔۔؟
نہیں میں بس تمہیں دیکھوں گا۔۔۔

پریشے کو چچی لگی اور اس نے جیسے ہی گول گپا کھایا تو اس کی آنکھوں میں پانی آگیا۔۔۔
اففف اتنی مرچی میں نے کہا بھی تھا حیا کو مرچی نا ڈالے ایک تو یہ لڑکی سنتی بھی نہیں ہے۔۔۔

آیان تو بس اسے دیکھے جا رہا تھا اور دل میں کہا شکر یہ بولتی بھی ہے۔۔۔ اور بارش کا ڈر تو اس کے دل سے آیان نکال کر ہی رہے گا۔۔۔

آپ دیکھ کیا رہے ہیں پانی دیں نا پلیز۔۔۔

اوہ ہاں --- پریشے نے جلدی سے سارا پانی ختم کیا۔۔۔

اب ٹھیک ہو۔۔۔؟

آیان نے پوچھا۔۔۔

جی جی اب بہتر ہوں مجھے نہیں کھانے یہ۔۔۔

حیا آئے اسے تو بتاتی ہوں میں اچھے سے۔۔۔

اووہ تم تو بولتی بھی ہو۔۔۔؟

کیا مطلب آپ کو کیا لگا کہ میں گونگی ہوں۔۔۔؟

میرے ساتھ تو کم بولتی ہونا۔۔

تو آپ کے ساتھ کیا بولوں۔۔۔

وہی۔۔۔

آیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

کیا وہی۔۔۔؟

جو سب بولتے ہیں۔۔۔

سب کیا بولتے ہیں۔۔۔

تمہیں نہیں پتا۔۔۔؟

نہیں مجھے تو نہیں پتا۔۔۔

اچھا پھر مجھے بھی نہیں پتا۔۔۔۔

پھر آپ نے کہا کیوں۔۔۔؟

ویسے ہی۔۔۔

اففف آپ تو مجھے پاگل کر رہے ہیں۔۔۔

ہاہاہاہا آیان نے قہقہہ لگایا۔۔۔

اتنے میں بارش تیز ہو گئی۔۔۔

اور پریشے گھبرا گئی۔۔۔

آیان نے پریشے کے ہاتھ کے اوپر ہاتھ رکھا۔۔۔

ڈونٹ وری بس چل رہے ہیں پریشان نا ہو۔۔۔

میں حیا کو لے کر آتا ہوں۔۔۔

آپ نا جائیں باہر۔۔۔

کیوں۔۔۔؟

کیوں کہ میں اکیلی ہوں۔۔۔

اکیلی کیسے پوری کار تمہارے ساتھ ہے۔۔۔

مطلب آپ تو نہیں ہو نا۔۔۔

مطلب تمہیں میں چاہئے ہوں۔۔۔

میرا یہ مطلب نہیں تھا۔۔۔

مطلب میں نہیں تو کیا چاہئے۔۔۔

میں نے ایسا بھی نہیں کہا۔۔۔

تو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔۔۔

اتنے میں حیا خود ہی آگئی چلو بھئی بہت تیز ہو رہی ہے بارش۔۔۔

حیا مسکرانے لگی۔۔۔ پریشے نے اسے گھوری سے نوازا پھر وہ دونوں باتیں کرنے لگی۔۔۔

پریشے جیسے ہی گھر پہنچی وہ آتے ہی اپنے روم میں چلی گئی۔۔

پلو شہ کھڑکی کے پاس کھڑی تھی اور بارش کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

تم یہی ہوا ب تک۔۔۔؟

پریشے نے کہا۔۔۔

پریشے کی آواز سن کر پلوشہ ہوش میں آئی۔۔۔
آپ آپ کب آئی اور ٹھیک تو ہیں نا آپ۔۔۔
پلوشہ نے فکر مندی سے پوچھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ پریشے کو بارش سے ڈر لگتا ہے۔۔۔

ہاں میں ٹھیک ہوں آیان اور حیا کے ساتھ گئی تھی باہر۔۔۔
انہوں نے ہی ڈراپ کیا ہے ابھی۔۔۔

ہئے واہ جی مزے۔۔۔۔
کیا کیا باتیں کی ہاں ہاں بتایا بھی نہیں چھپی رستم۔۔۔

بابا کو بتا دیا تھا ان سے پوچھا تھا پہلے۔۔۔
ہممممم

پریشے نے بھی نوٹ کیا تھا وہ جب بھی یوسف دورانی کا ذکر کرتی تھی پلوشہ کا موڈ آف ہو جاتا تھا پہلے تو ایسا نہیں تھا۔۔۔

مگر کیا وجہ ہے جب سے پلوشہ آئی ہے ایسا کیوں بیہو کر رہی ہے۔۔۔
پریشے نے پلوشہ سے پوچھنے کا بات کرنے کا سوچا تھا۔۔۔

کیا ہوا آپو کہاں کھو گئی۔۔۔
ہاں کچھ نہیں تم آج گئی نہیں بارش میں تمہیں تو بہت پسند ہے بارش۔۔۔

ہاں بس آپو دل نہیں کر رہا۔۔۔
کیا واقعی۔۔۔؟؟

تم اور بارش میں نہیں جاؤ گی واہ جی کمال ہو گیا۔۔۔

ہمسلم

چلو میں فریش ہو جاؤں پھر کرتی ہوں بات----



پلوشہ نے اکرم کو میسج کیا----

زبان کہاں لیے----؟

اکرم نے فوراً میسج دیکھا اور جواب دیا----

میم گھر ہی ہیں اپنے روم میں بند ہیں----

اوکے میں آرہی ہوں کچھ دیر تک----

زبان کو مت بتانا----

او کے میم۔۔۔

پلوشہ تیار ہونے لگی۔۔

پلوشہ نے ریڈ کلر کی پاؤں تک آتی فراک پہنی تھی۔۔۔

اور ہائی ہیل بالوں کو جوڑے میں قید کیے۔۔۔

اور میکپ کے نام پر بس مسکارا اور سرخ کلر کی لپ سٹک۔۔۔۔

اففف غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔

پریشے باہر آئی تو پلوشہ کو دیکھ کر حیران ہو گئی۔۔۔

واہ تم اتنا تیار کس خوشی میں کہاں جا رہی ہو۔۔۔

میں زیان کے پاس جا رہی ہوں۔۔۔

جلدی ہی آجاؤں گی۔۔۔

بابا پوچھے تو بتا دینا کے اپنے محرم کے پاس گئی ہے۔۔۔
او کے آپو۔۔۔

مگر شام ڈھلنے والی ہے اور بارش بھی تیز ہو رہی ہے۔۔۔

کچھ نہیں ہوتا آپو آپ ٹینشن نالیں میں آجاؤں گی۔۔۔

پلو شہ کہہ کر نیچے گئی اور چابی لے کر گاڑی سٹارٹ کی اور روانہ ہو گئی۔۔۔

پیچھے سے پریشہ بس کھرکی میں سے دیکھتی رہ گئی۔۔۔



ایک کام ہے ڈھنگ سے کرنا ہے منہ مانگی قیمت ملے گی تم دونوں کو مگر کام میں کوئی
گرہڑ نہیں ہونی چاہیئے۔۔۔

جی میم آپ ٹینشن نالیں آپ کا کام ہو جائے گا آپ بے فکر رہیں۔۔۔

ٹھیک ہے لڑکی کی پک میں بھیج دیتی ہوں مجھے وہ کل تک اسی جگہ پر چاہیئے جہاں کا مینے
تمہیں ایڈریس دیا ہے۔۔۔

اوکے میم۔۔۔

کس کو کون سا ایڈریس دے رہی ہو تم ہاں۔۔۔

حارث نے ہانیہ کو فون پر بات کرتے دیکھا تو پوچھا۔۔

ہانیہ نے جلدی سے فون رکھا اور پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔۔۔
کچھ نہیں بس وہ فریڈ آئے گی ایک ملنے بس اسی کو اڈریس بتا رہی تھی۔۔۔

اوووہ اچھا۔۔۔۔

ہاں تم کب آئے۔۔۔۔

میں تو یہی ہوں مگر تمہارا ہی دھیان کہیں اور ہے۔۔۔۔

ارے نہیں نہیں ہانیہ بہانے لگی۔۔۔۔



حیا بیٹھی علی کے بارے میں علی کی کہی ہوئی باتوں کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔

اتنے میں اس کے موبائل پر میسج آیا۔۔۔

حیا نے جیسے ہی دیکھا تو علی لکھا ہوا تھا۔۔۔
لوجی شیطان کے بارے میں سوچ رہی تھی اور شیطان حاضر۔۔۔

حیا نے جیسے ہی اوپن کیا تو شکڈ رہ گئی۔۔۔
اس میں حیا کی پکس تھی جس میں وہ بارش میں بھگی ہوئی تھی اور گول گپے کھا رہی
تھی۔۔۔۔

اب زیادہ شکڈ ہونے کی یا کچھ سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔
علی نے پھر سے میسج کیا۔۔۔

توبہ ہے مطلب آپ نے کب بنائی میری یہ پکس۔۔۔؟
حیا نے پوچھا۔۔۔

جب تم گول گپے کھانے میں مصروف تھی چھوٹی باربی۔۔۔۔

اففففف حد ہے مطلب کیا چھوٹی باربی۔۔۔

تم چھوٹی باربی اور کون۔۔۔

بولتے رہیں مجھے آپ سے بات کرنی ہی نہیں یے۔۔۔

حیا نے مسیج سینڈ کیا۔۔۔

اور اپنی پکس دیکھ کر مسکرانے لگی۔۔۔۔



تقریباً ایک گھنٹے بعد پلوشہ پہنچی۔۔

اکرم نے جیسے ہی دیکھا تو جلدی سے گیٹ اوپن کیا۔۔۔

پلوشہ نے چھتری اوپن کی اور گھر میں داخل ہوئی۔۔۔

صوفیہ آپا نے دیکھا تو جلدی سے آئی اور پلوشہ سے ملی۔۔۔
پلوشہ صوفیہ آپا سے مل کر اوپر کی جانب چل پڑی۔۔۔

پیچھے سے صوفیہ آپا کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آئی۔۔۔

پلوشہ جیسے ہی روم میں گئی زیان وہاں موجود نہیں تھا۔۔۔
پلوشہ کو پتا تھا جنگلی انسان اپنے سرٹیل کمرے میں ہی ہوگا۔۔۔

پلوشہ روم میں گئی تو روم کا دروازہ کھلا تھا۔۔۔ پلوشہ روم میں داخل ہوئی اور دروازہ لاک
کیا۔۔۔

پلوشہ نے جیسے ہی زیان کو دیکھا تو شاگڈ سی وہی کھڑی ہوگئی۔۔۔

زبان نے بلیک کلر کی پینٹ اور بلیک کلر کی ہی شرٹ پہنی تھی --
اور بکھرے ہوئے سے بال ہلکی بڑھی ہوئی بیئرڈ ---
اور زبان کے سائیڈ میں ایک تصویر پڑی ہوئی تھی ----

اور بہت سے سگریٹ سلگھے ہوئے پڑھے ہوئے تھے ---
اور زبان زمین پے ٹیک لگائے آنکھیں موندیں تھا ---

زبان کی یہ حالت دیکھ کر تو پلوشہ کو افسوس ہو رہا تھا اپنے فیصلے پر ---

پلوشہ چھوٹے چھوٹے قدم بڑھاتی ہوئی آگے بڑھی اور زبان کے پاس جا کر گھٹنوں کے بل
بیٹھ گئی ---

اور اس تصویر کو اٹھا کر دیکھا تو ایک بہت ہی خوبصورت سی عورت تھی اور ان کے ساتھ ایک بچہ تھا۔۔۔

پلوشہ نے اندازہ لگایا یقیناً یہ زیان اور اس کی موم ہے۔۔۔

پلوشہ نے تصویر کو اٹھا کر سائیڈ پر رکھا۔۔۔

اور زیان نے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔۔۔۔ اور اسے پکارا۔۔

زیان۔۔۔؟؟

زیان نے اپنے ماتھے پر نرم لمس کو محسوس کیا تو جلدی سے اپنی آنکھیں کھولی۔۔۔

زیان نے جیسے ہی پلوشہ کو دیکھا پہلے تو اسے حیرت سے دیکھنے لگا کہ واقعی یہ پلوشہ ہی ہے یہ اس کا وہم۔۔۔

پلوشہ نے زیان کے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔
اور کہا ایسے مت دیکھو میں ہی ہوں۔۔۔

زیان کو اب یقین آیا کہ واقعی پلوشہ ہی ہے۔۔۔
زیان نے پلوشہ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ کے اوپر سے ہٹایا اور دونوں بازوؤں کو فولڈ کر کے
بیٹھ گیا۔۔۔

زیان نے جیسے ہی پلوشہ کو دیکھا تو بس دیکھتا رہ گیا لال پاؤں تک آتی فراک اور اففف
سرخ لب۔۔۔۔

زیان نے اپنی نظروں کا زوایہ بدلا اور پوچھا۔۔۔۔
کیوں آئی ہو تم یہاں۔۔۔؟
تم سے ملنے۔۔۔

اوہ مجھ پر ترس آگیا ہو گا نا۔۔

یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو میرے ساتھ۔۔

کیوں بول رہے ہو ایسا۔۔۔

آخر کیوں ایسا بیہو کر رہے ہو۔۔۔

تو کیا بولوں۔۔۔

اوہ اب تو میں کچھ بول بھی نہیں سکتا نا۔۔۔

کہیں میری بات تمہیں بری لگ جائے اور تم پھر نا جانے کون سی سزا دو۔۔۔۔

میں نے تمہیں کون سی سزا دی۔۔۔

مجھ سے دور چلی چلی گئی ہو یہ کسی سزا سے کم ہے کیا۔۔۔؟

میں یہی ہوں تمہارے پاس۔۔۔

نہیں ہو تم میرے پاس۔۔۔

نہیں ہو۔۔۔۔ تم نے میرا ایک بار بھی نہیں سوچا نا چلی گئی مجھے چھوڑ کر۔۔۔

آخر سوچا تو اپنے باپ کا ہی نا تم نے کیونکہ وہ تمہیں زیادہ عزیز ہیں۔۔۔

میرا کیا ہے میں تو کل بھی اکیلا تھا آج بھی اکیلا رہ لوں گا۔۔۔

تم جاؤ یہاں سے چھوڑ دو مجھے میرے حال پر۔۔۔

پلوشہ بھی زدی تھی آج اسے منانے کا عہد کر کے ہی آئی تھی۔۔۔

پلوشہ اٹھی اور زیان کے برابر میں جا کر بیٹھ گئی اور زیان کے کندھے پر اپنا سر رکھا۔۔۔

یہ سب کیا لیے۔۔۔؟

کیا ہے۔۔۔۔

یہ کیا کر رہی ہو تم۔۔۔

کیا کر رہی ہوں۔۔۔

پلوشہ دماغ نا خراب کرو زیادہ میرا۔۔۔

تمہارا دماغ ٹھکانے لگانے ہی تو آج میں آئی ہوں۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔۔

مطلب صاف ہے۔۔۔

تم میری لائینز کاپی کر رہی ہو۔۔۔

کیوں لائینز تم نے خود نے لکھی ہیں۔۔۔ یا تمہارا نام لکھا ہوا ہے۔۔۔

تم اب مجھے غصہ دلا رہی ہو۔۔۔

یہی تو میں چاہتی ہوں۔۔۔

کیا چاہتی ہو اب تم۔۔۔

یہی کے جو بھی غصہ ہے نکال دو تم۔۔۔

تمہیں کون سا فرق پڑے گا میرے ہونے سے نا ہونے سے غصے سے ---

فرق نا پڑتا ہوتا تو ابھی تمہارے پاس نا ہوتی میں ---

آخر چاہتی کیا ہو تم ---

تمہیں ---

اوہ اسی لیے مجھے چھوڑ کر چلی گئی ---

تمہیں غصہ بس اسی بات کا ہے کہ میں یہاں سے گئی ---

زبان خاموش رہا ---

اوہ تو میرے جنگلی انسان کو اس بات کا غصہ ہے ---

ہممممم۔۔۔

زیان نے بس اتنا کہا۔۔۔

تو اب کیسے مانے گا میرا جنگلی انسان۔۔۔
جب تم واپس آ جاؤ گی۔۔۔

مگر مجھے وہی رہنا ہے کچھ ٹائم تک۔۔۔
مگر میں تمہیں نہیں دیکھ سکتا تمہارے باپ کے ساتھ اس گھر میں۔۔۔

میں سمجھ سکتی ہوں مگر تم زد کر رہے ہو۔۔۔
تو پوری کر دو میری زد کو آ جاؤ میرے پاس۔۔۔
پھر تمہارا جنگلی انسان بھی مان جائے گا۔۔۔

مگر۔۔۔۔

یہ مگر وغیرہ کی صفائیاں مت دینا پلیز۔۔۔۔
تم مجھے سمجھ نہیں رہے یا سمجھنا نہیں چاہتے۔۔۔۔؟

تمہیں کیا لگ رہا ہے۔۔۔۔

مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے جیسے تم مجھ سے تنگ آچکے ہو۔۔۔۔
ہاں آگیا ہوں تنگ نہیں چاہیئے مجھے کوئی بھی چلی جاؤ تم بھی۔۔۔۔
مطلب میرے ہونے یا نا ہونے سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔

پلوشہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔۔۔

اس نے تو سوچا تھا کہ آج وہ اپنے جنگلی انسان کو منالے گی۔۔۔۔
مگر یہاں تو زبان نے اس کے دل کو درد تکلیف دینے کے سوائے کچھ نہیں کہا۔۔۔۔

اس کے الفاظ سے پلوشہ کو کتنی تکلیف ہوئی تھی زیان سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

پلوشہ اٹھی اور بھاگتی ہوئی باہر کی جانب چلی گئی۔۔۔



پلوشہ تیز تیز چل رہی تھی شام ڈھل چکی تھی رات کا کالا سایہ پھیل چکا تھا۔۔۔

اور پلوشہ سنسان سڑک پر چل رہی تھی۔۔۔

اوپر سے تیز بارش وہ پوری بارش میں بھیگ چکی تھی اس کی آنکھوں سے بھی پانی بارش کی بوندوں کی طرح بہہ رہا تھا۔۔۔

اکرم نے بھی دیکھا کہ میم کو اچانک ہو کیا گیا۔۔۔

اکرم زیان کے پاس گیا۔۔۔

۔۔۔سر

کچھ مت کہنا فلہال جاؤ یہاں سے اکرم۔۔۔

سر وہ ممیم۔۔۔

میں نے کہا نا اکرم کچھ مت کہنا۔۔۔ جاؤ یہاں سے۔۔۔

اوکے سر۔۔۔



طوفانی بارش ہو رہی تھی تیز ہوائیں چل رہی تھی۔۔۔

سنان سرک عجیب سی آوازیں آرہی تھی۔۔۔

پلوشہ کو پتا ہی نہیں چلا کہ وہ اتنی آگے تک آگئی ہے۔۔۔

ہائی ہیلز کی وجہ پلوشہ کے پیروں میں درد ہونے لگا تھا۔۔۔

پلوشہ نے اپنی ہیلز اتاری اور وہی چھوڑ کر آگے کی جانب چلنے لگی۔۔۔

اس کے دماغ میں زیان کی باتیں اب تک گھوم رہی تھی۔۔۔

ہاں آگیا ہوں میں تم سے تنگ۔۔۔
نہیں فرق پڑتا مجھے۔۔۔۔

پلوشہ وہی بچ سڑک میں بیٹھ کر رونے لگی۔۔۔

زبان اٹھا اور بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے باہر کی جانب گیا تو کار کھڑی ہوئی نظر آئی۔۔۔

اکرم۔۔۔

جی سر۔۔۔

یہ کار یہاں۔۔۔؟

سر وہ میم بنا گاڑی کے گئی ہیں۔۔۔

کیا۔۔۔؟ تم مجھے پہلے نہیں بتا سکتے تھے۔۔۔

سر یہی بتانے تو آیا۔۔۔۔۔

اکرم اگے بولتا اتنے میں زیان گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی ہوا میں غائب کر چکا تھا۔۔۔

زیان تھوڑی دور ہی گیا تھا اسے روڈ کے کنارے درخت کے پاس پلوشہ بیٹھی ہوئی نظر آئی۔۔۔

زیان جلدی سے گاڑی سے اترا اور پلوشہ کے پاس گیا۔۔۔

ٹھنڈی بارش کی وجہ سے پلوشہ کے سرخ لب نیلے پڑ چکے تھے اور وہ ٹھنڈ کے باعث کانپ رہی تھی۔۔۔

زیان کو خود پر بے حد غصہ آ رہا تھا آج پھر اس کی وجہ سے پلوشہ تکلیف میں تھی۔۔۔

کیا یے یہ سب کچھ۔۔۔

پلوشہ اچانک ہی آواز سن کر ڈر گئی۔۔۔ جب دیکھا کہ زیان ہے پھر ویسے ہی بیٹھ گئی
جیسے کچھ سنا ہی نا ہو۔۔۔

اٹھو اور چلو میرے ساتھ بارش تیز ہو چکی ہے۔۔۔
جاؤ تم۔۔۔

تمہیں کیا فرق پڑتا ہے میں جیو یا مروں۔۔۔
میں پیار سے کہہ رہا ہوں اٹھ جاؤ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔

تم سے برا کوئی ہے بھی نہیں۔۔۔
زیان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔

ٹھیک ہے پھر میں چلا جاتا ہوں پھر یہاں پر بارش کی وجہ جانور نکلے گئیں پھر کیا ہوگا
تمہارا۔۔۔

پھر تو یہاں کوئی آئے گا بھی نہیں سنسنان روڈ ہے اوپر سے بارش۔۔۔

ہاں ت۔۔۔ تو۔۔۔ تمہیں کیا ہے۔۔۔

ٹھنڈ کی وجہ سے پلوشہ سے بولا تک نہیں جا رہا تھا۔۔۔
اٹھو جلدی جہاں تم بیٹھی ہو یہاں سے جانور نکلیں گئیں سوچ لو۔۔۔

پلوشہ سچ میں ڈر گئی اور کھڑی ہونے لگی چل چل کے اس کے پیروں میں درد ہونے لگ
گیا تھا اب اس میں ہمت نہیں تھی وہ اور چل سکے۔۔۔

پلوشہ کھڑی ہونے لگی تو لڑکھڑا گئی۔۔۔

زیان نے اسے تھاما پلوشہ برف کہ مانند ٹھنڈی پر چکی تھی۔۔۔
کیوں آئی تھی تم یہاں پاگل تو نہیں ہو گئی تم۔۔۔
ہاں ہو گئی ہوں پاگل تم کیوں آئے ہو جاؤ نا اب تمہیں ویسے بھی کون سا میری ضرورت
ہے۔۔۔

ضرورت ہے نا میری جنگلی شیرنی اسی لیے تو تمہارا جنگلی انسان آیا ہے۔۔۔
زیان نے پلوشہ کی کمر کو پکڑ کے اسے درخت کے ساتھ لگایا۔۔۔
اور خود اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔
ویسے آج تم مجھے گھائل کرنے کی پوری تیاری کر کے آئی ہو۔۔۔۔۔
اب میری شدتیں بھی سہنی ہوگی میری جان کو۔۔۔

کیا مطل۔۔۔۔

پلوشہ کے الفاظ منہ میں بہ رہ گئے تھے زیان نے اس کے لبوں کو قید کر لیا تھا۔۔۔

بارش کہ وجہ سے پلوشہ کو ٹھند لگ رہی تھی
مگر زیان کے گرم لمس سے اسے سکون مل رہا تھا۔۔۔
زیان کے لمس میں شدت آنے لگی وہ اپنے ہی خیال میں لگن بھول ہی چکا تھا کہ اس
نازک جان کو آزاد بھی کرنا ہے۔۔۔
وہ تو کب سے اپنی پیاس بجھا رہا تھا خود کو سیراب کر رہا تھا۔۔۔
آخر کتنے عرصے تک دور رہا تھا وہ اپنی زندگی سے۔۔
آخر زیان کو رحم آہی گیا اور اس نے پلوشہ کے لبوں کو آزادی بخشی۔۔۔
پلوشہ غصے سے اس کی طرف دیکھنے لگی اور گہرے گہرے سانس لینے لگی شرم کے
مارے اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔۔۔



زیان نے پلوشہ کی کمر پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے تھے اور جیسے ہی پلوشہ کو اپنی طرف کھینچا
پلوشہ بالکل اس کے قریب آگئی ان دونوں میں بالکل فاصلہ نہ تھا۔۔۔

زیان نے پلوشہ کی گردن پر اپنے لب رکھے۔۔۔

پلوشہ کی تو جان ہوا ہوئی پلوشہ نے زیان کے کالر کو اپنی مٹھی میں جکڑا ہوا تھا۔۔

جنگلی انسان کلک کلک۔۔ کیا کر رہے ہو تم۔۔ کوئی پیپی دیکھ لے گا۔۔۔

تم صرف مجھے محسوس کرو کسی پر دھیان نا دو۔۔۔۔

زیان کی گستاخیاں بڑھنے لگی تو پلوشہ نے کہا زیان گھر چلتے ہیں نا۔۔۔۔۔

یار کتنا ڈسٹرب کرتی ہو تم کیا ہوا ہے۔۔۔ زیان نے پلوشہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

وہ بارش تیز ہو چکی ہے مجھے سردی لگ رہی ہے۔۔۔

تو میں ہوں نا تمہارے ساتھ تمہاری ساری سردی ختم ہو جائے گی۔۔۔

میں کہہ رہی ہوں نا گھر چلو سمجھ کیوں نہیں آرہی تمہیں۔۔

او کے چلو۔۔۔

پلوشہ چلنے لگی تو اسے اپنے پیروں میں درد کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔

زیان نے دیکھا تو اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا اور بنا اس کی طرف دیکھے چلنے لگا۔۔۔



وہ گھر پہنچے تو زیان پلوشہ کو ویسے ہی اپنی بانہوں میں اٹھائے لے کر آ رہا تھا۔۔۔
اکرم کی یا باقی گارڈز کی اتنی جرات نہیں تھی کہ وہ نظر اٹھا کر دیکھ سکے۔۔
پلوشہ کا تو دل کیا شرم کے مارے ڈوب مرے پلوشہ نے زیان کے سینے میں اپنا منہ
چھپا لیا۔۔۔

روم میں آکر زیان نے پلوشہ کو بٹھایا اور ڈور لاک کیا۔۔۔
یہ کیا تھا تم پاگل ہو سب کے سامنے مجھے ایسے اٹھا کر لے آئے۔۔۔
تو کیا ہوا۔۔۔؟

شرم تو تمہیں چھو کر بھی نہیں گزرتی نا۔۔۔
بلکل سہی۔۔۔
تم باہر گئی کیوں تھی وہ بھی اتنی تیز بارش میں۔۔۔
غصے میں گئی تھی۔۔۔۔

مگر تم تو مجھے منانے آئی تھی۔۔

ہاں تو منا لیا مینے۔۔

کب منایا؟

پلوشہ اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

کیا دیکھ رہی ہو بتاؤ نا۔۔۔

ان دونوں کے کپڑے اور وہ خود بھیگ چکے تھے۔۔۔

زیان نے اپنی شرٹ اتار کر سائیڈ پر رکھی۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔

کیا کر رہا ہوں۔۔۔؟

یہ تو تم بتاؤ نا کیا کر رہے ہو تم۔۔۔

مینے تو ابھی کچھ کیا ہی نہیں۔۔۔

تم نے اپنی شرٹ کیوں اتاری ہے۔۔۔؟

بھیگ گئی تھی اسی لیے۔۔۔

تو تم چیلنجنگ روم میں نہیں جا سکتے تھے۔۔۔

یہ بھی تو میرا ہی روم ہے۔۔۔

مگر یہاں میں بھی ہوں۔۔۔

تو کیا ہوا۔۔۔؟

کیا ہے ایک تو تمہیں میری بات سمجھ ہی نہیں آتی۔۔۔

تم سہی سے سمجھاتی ہی نہیں ہو۔۔۔

اچھا نا ادھر آؤ تم۔۔۔۔؟

کہاں۔۔۔

میرے پاس۔۔

لیکن کیوں۔۔۔؟

کیوں نہیں آؤ گی تم۔۔۔

تم پھر سے اپنی الٹی سیدھی حرکتیں شروع کر دو گے۔۔۔

مطلب تم نہیں آؤ گی۔۔۔

نہیں۔۔۔

سوچ لو پھر میں خود آگیا تو تمہیں ہی مسئلہ ہوگا۔۔۔

ہے کیا ہے جنگلی انسان کیوں پریشان کر رہے ہو۔۔۔

تم خود آئی تھی یہاں۔۔۔۔

میں تمہیں منانے آئی تھی۔۔۔

تو مناؤ نا بلا رہا ہوں تمہیں تم ڈر رہی ہو مجھ سے۔۔۔

میں کیوں ڈروں گی تم سے۔۔۔

تو پھر پاس آؤ۔۔۔

نہیں نا۔۔۔

اوکے فائن۔۔۔۔

پلوشہ بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی اس نے جیسے ہی زیان کو آگے بڑھتے دیکھا تو پیچھے ہوتی گئی

پلوشہ نے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا لیا۔۔۔

تم پھر سے شروع ہو گئے جنگلی انسان۔۔۔

یار ابھی تو مینے کچھ کیا بھی نہیں۔۔۔

تم مجھ سے دور جا رہی ہو۔۔۔؟ تم ایسے ڈر رہی ہو جیسے میں تمہیں نقصان پہنچا دوں گا
محرم ہوں تمہارا کوئی غیر نہیں۔۔۔

تم غلط مطلب لے رہے ہو میری بات کا۔۔۔

زیان نے بیڈ سے تکیہ اٹھایا اور واپس مڑا اور صوفے پر لیٹ گیا۔۔۔
تو سہی مطلب تم سمجھا دو۔۔۔۔۔

پلوشہ خاموش رہی۔۔۔

تھوڑی دیر بعد پلوشہ اٹھی اور زیان کے پاس جا کر اس کے اوپر لیٹ گئی اس کے سینے
پر اپنا سر رکھا۔۔۔

زیان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔

اب یہ کیا لیے۔۔۔؟

کیا۔۔۔

اب تم میرے پاس کیوں آئی ہوں۔۔۔
کیونکہ تمہارے پاس آکر مجھے سکون ملتا ہے۔۔۔
مگر تم تو۔۔۔۔

اچھا بس ناب ہر ٹائم لڑتے رہتے ہو تم تو۔۔
تو کیا پیار کروں میری شدتیں تو تم برداشت کر نہیں پاتی۔۔۔
آئم سوری۔۔۔۔۔پلوشہ نے دھیمے لہجے میں کہا۔۔
کس لیے۔۔۔۔۔

وہ میں بنا تم سے کچھ کہے یہاں سے چلی گئی تھی مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا مجھے بس
تھوڑا وقت چاہئے۔۔۔

تم جتنا چاہے مرضی وقت لے سکتی ہو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔
مطلب تم ناراض بھی نہیں ہو گے پھر۔۔۔؟
نہیں۔۔۔۔

زیان نے پلوشہ کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنی قید میں کیا۔۔۔

تم پھر شروع ہو گئے۔۔۔

میرے پاس تم خود آئی ہو میں تو تم سے دور ہی تھا۔۔۔

تو نا جایا کرو نا دور۔۔۔

تو پاس رہا کروں ایسے۔۔۔۔۔

زیان نے پلوشہ کی کمر پر گرفت سخت کی اور اسے بالکل اپنے قریب کیا۔۔۔

تم نہیں سدھرو گے پورے کے پورے جنگلی انسان ہو۔۔۔

ہاہاہاہا زیان کے قہقہہ لگایا۔۔۔۔

اچھا اب مجھے جانا ہے۔۔۔

کہاں۔۔۔؟

گھر۔۔۔۔

مگر تم ابھی تو آئی ہو۔۔۔

ابھی تو نہیں آئی رات ہو چکی ہے۔۔۔

تو پھر کیا ہوا۔۔۔

اما ٲرلشان هونلى----

انهلن بنا دو كه تم اٲنه شوهر كه ساآه هو----ٲلوشه زيان كو گهور نه للى---

تم جانا چاهآى هو؟

نهلن----

آونا جاؤ ٲهر تمهرا گهر اب مى هه---

ٲلوشه نه كوئى جواب نهلن ديا اور زيان كه سینه ٲر سر ركه آنكهى مونء لى---

زيان كو ٲلوشه كه آنسوں اٲنه سینه ٲر جزب هوتے هوتے محسوس هوتے آو زيان ٲرلشان

هوا---

كيا هوا تم آهيك هو----

ٲلوشه نه كوئى جواب نهلن ديا---

ٲلوشه-----زيان نه ٲهر ٲكارا---

تم نه كها كه تم مآه سه آنگ آٲكه هو---

یار تم بھی نا پاگل ہو ایسا کبھی نہیں ہو سکتا اب رونا بند کرو ورنہ پھر سزا کی زمیندار تم خود ہوگی۔۔۔۔۔

تم سگریٹ پیتے ہو۔۔۔ پلو شہ نے دھیمے لہجے میں کہا۔۔۔
نہیں تو۔۔۔

جھوٹ۔۔۔۔۔ جب سے تم گئی پھر پینا شروع کی۔۔۔
لیکن کیوں۔۔۔

اب کسی کا ساتھ ہونا تو ضروری ہے نا میں اور میری سگریٹ۔۔۔۔۔
تم آئندہ سگریٹ نہیں پیو گے۔۔۔
کیوں۔۔۔

کیوں کے میں کہہ رہی ہوں۔۔۔۔۔
اور تم کیوں کہہ رہی ہو۔۔۔

کیونکہ مجھے نہیں پسند یہ سب اور میں نہیں چاہتی کہ تم دوبارہ سگریٹ پیو آئی سمجھ۔۔۔۔۔ اور
تم پہ صرف میرا حق ہے اور جو میں کہوں تمہیں ماننا ہوگا۔۔۔۔۔

اور اگر تم نے میری بات نامانی اور اکرم نے مجھے بتایا نا پھر مجھ سے برا کوئی نہیں
ہوگا۔۔۔

کیا کہا تم نے۔۔۔؟ کس نے بتایا تم کو۔۔۔

کسی نے نہیں مینے خود دیکھا ہے وہ دیکھو پڑی ہوئی ہیں۔۔۔

تم نے مجھ پر نظر رکھی ہوئی ہے۔۔۔

کیا کروں بس رکھنی پڑتی ہے اتنا ہینڈسم ہے میرا جنگلی انسان نظر رکھنی تو بنتی ہے نا۔۔۔۔

اوہ ریٹلی۔۔۔

ہمممم۔۔۔

مجھے پیاس لگی ہے۔۔۔

زیان نے کہا۔۔۔

میں پانی لادوں۔۔۔

نہیں۔۔۔ مجھے تم چاہئے ہو۔۔۔

تو میں تو ہوں نا۔۔۔

مگر ایسے نہیں نا۔۔

پھر کیسے۔۔

ابھی بتاتا ہوں نا۔۔۔

زیان نے پھر سے پلوشہ کے لبوں کو اپنی قید میں لیا اور اپنی پیاس بجھانے لگا۔۔۔

پلوشہ کی کمر پر اسے کچھ سرایت کرتا محسوس ہوا تو اس نے جلدی سے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔

اس نے جیسے ہی دیکھا تو زیان مسکرا رہا تھا۔۔۔

گڈ مارنگ مائے لو۔۔۔

پلوشہ اسے گھورنے لگی۔۔۔

گڈ مارنگ ٹو۔۔

کیا ہوا اٹھتے ہی ایسے دیکھ رہی ہو جیسے ابھی کھا جاؤ گی مجھے۔۔۔

ہاں ارادہ تو یہی ہے۔۔۔

زیان نے پلوشہ کو کمر سے پکڑ کر اپنے اوپر کیا۔۔۔

اب پوزیشن یہ تھی کہ زیان بیڈ پر لیٹا ہوا تھا اور پلوشہ زیان کے اوپر تھی۔۔۔

اب یہ سب کیا ہے۔۔۔

کیا لے۔۔۔

ایک تو تم بہت پریشان کرتے ہو مجھے رات بھی نہیں سوئی ابھی نیند بھی پوری نہیں

ہوئی اور تم نے اٹھا دیا۔۔۔

میں نے کب اٹھایا تمہیں۔۔۔

ابھی جو اٹھایا۔۔۔

تم خود اٹھی تھی میں تو بس تمہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔

اور جو تم۔۔۔۔۔ پلوشہ بولتے بولتے چپ ہو گئی۔۔۔

کیا میں بولو بھی آگے۔۔۔

کچھ نہیں چھوڑو مجھے جنگلی انسان۔۔۔

نا چھوڑو تو۔۔۔

تو میں تمہارے فیس پر کاٹی کر لوں گی۔۔۔

کر لو۔۔۔۔

حد ہے تمہیں تو کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوتا نا۔۔۔

بلکل تمہیں آج پتا چلا۔۔۔

نہیں بہت پہلے ہی پتا چل گیا تھا ایک نمبر کے کھڑوس ڈھیٹ جنگلی انسان ہو۔۔۔

کیا کیا۔۔۔ کیا کہا تم نے مجھے کھڑوس۔۔۔۔؟

میں تمہیں کھڑوس لگتا ہوں۔۔۔

ہاں بلکل سہی سنا تم نے۔۔۔

اتنا رومینٹک ہزبینڈ ہے تمہارا اور تمہیں میں کھڑوس لگتا ہوں۔۔۔

چلو کوئی نہیں میں تمہیں ابھی بتا دیتا ہوں کہ میں کھڑوس نہیں ہوں۔۔۔

نہیں نہیں میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔

پلوشہ نے جلدی سے کہا۔۔۔۔

اووو اچھا تو پھر کیا مطلب تھا۔۔۔

وہ وہ میں کہہ رہی تھی کہ پلوشہ کو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہے۔۔۔

ہاں وہ نا مجھے بھوک لگی ہے جب پلوشہ سے کوئی بات نا بنی تو جو منہ میں آیا پلوشہ نے بول دیا۔۔

اوووہ اچھا پہلے میں اپنی بھوک تو مٹا لوں۔۔۔۔

کیا مطل۔۔۔۔

زیان نے پلوشہ کی بات پوری ہی نہیں ہونے دی اور اسے اپنی قید میں لے لیا۔۔۔



پریشہ یونی جانے کے لیے ریڈی ہو رہی تھی۔۔۔ وہ پریشان تھی پلوشہ کے لیے پلوشہ نے اسے فون بھی نہیں کیا تھا۔۔۔

اور آج پتا نہیں کیوں اس کا دل بھی گھبرا رہا تھا۔۔

وہ ریڈی ہو کر باہر گئی جا کر ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھ گئی۔۔۔

عشرت بیگم نے پوچھا بیٹا پلوشہ کدھر ہے۔۔۔

پریشہ خاموش رہی رات تو اس نے کیسے بھی کر کے بات سمبھال لی تھی اب اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔

کچھ پوچھ رہی ہوں میں پریشہ کیا ہوا کس سوچ میں پڑ گئی۔۔۔
ماما وہ گھر میں نہیں ہے۔۔۔

کیا مطلب کہ وہ گھر میں نہیں ہے۔۔

یوسف دورانی نے پوچھا۔۔۔

بابا وہ کل شام سے گئی ہے اور اس نے کہا تھا کہ اگر ماما بابا پوچھے تو انھیں کہہ دینا کہ
اپنے محرم کے پاس گئی ہے۔۔

کیا۔۔۔؟؟ یہ کیا کہہ رہی ہو تم دماغ تو ٹھیک ہے نا تمہارا۔۔۔؟
عشرت بیگم نے غصے سے کہا۔۔۔

ماما مجھے جو پلوشہ نے کہا میں نے آپ کو بتا دیا اب مزید مجھے کچھ نہیں معلوم۔۔۔
مجھے لیٹ ہو رہی ہے یونی کے لیے میں جا رہی ہوں اوکے خدا حافظ۔۔۔

پریشہ جلدی سے اٹھ کر چلی گئی اوف پلوشہ کہاں پھنسا دیا تم نے بھی مجھے۔۔۔

یوسف دیکھیں کیا کہہ رہی تھی یہ پریشہ کہاں گئی ہے پلوشہ جب سے وہ آئی ہے اس کا رویہ بھی کچھ بدلا بدلا سا ہے مجھے تو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا۔۔۔

فکر نا کرو تم میں معلوم کرو اتا ہوں۔۔

یوسف نے کہا اور پریشانی سے سوچ میں پڑ گئے۔۔۔

یار حیا کچھ نہیں ہونا کرو تنگ میں پہلے ہی پریشان ہوں ہاں تو میں بھی وہی پوچھ رہی ہوں نا کیوں ہو پریشان۔۔۔؟

یار پتا نہیں کیوں دل سا گھبرا رہا ہے آج۔۔۔

اچھا تم نا سوچو شاید تمہارا وہم ہو۔۔۔

ہممم ہو سکتا ہے۔۔۔



وہ یونی سے غائب ہو جانی چاہئے مجھے کوئی غلطی نہیں چاہئے سنا تم دونوں نے مجھے آج
پریشہ اپنے فلیٹ پر چاہئے آئی سمجھ تم دونوں کو جلدی سے اپنا کام کرو یونی سے چھٹی
ہو گئی ہوگی۔۔۔

جی جی میم آپ بے فکر ہو جائیں آپ کا کام ہو جائے گا کوئی غلطی نہیں ہوگی۔۔
اوکے۔۔۔

ہانیہ نے فون رکھا اور پیچھے جیسے ہی ٹرن کیا تو حارث کھڑا تھا ہر بری میں ہانیہ کے ہاتھوں
سے موبائل چھوٹ گیا۔۔

کیا ہوا تم ٹھیک تو ہو نا اتنا پریشان کیوں ہو رہی ہو حارث نے نارملی لہجے میں کہا۔۔۔

شکر ہانیہ نے دل میں کہا کچھ نہیں وہ بس اچانک ہی تمہیں دیکھا تو ڈر گئی میں فریش ہو کر
آتی ہوں پھر کرتے ہیں بات۔۔۔

ہانیہ بول کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔
پیچھے سے حادث نے جلدی سے آیاں کو کال ملائی۔۔۔



یار حیا اب تک ڈرائیور بھی نہیں آیا یے مجھے گھبراہٹ ہو رہی یے۔۔۔
یار ٹریفک کی وجہ سے لیٹ ہو گئے ہونگے تم ٹینشن نا لو میں کر دوں تمہیں ڈراپ۔۔۔
نہیں تم جاؤ۔۔۔

اچھا چلو ٹھیک ہے کال کرنا پھر مجھے۔۔۔ حیا نے کہا اور چلی گئی۔۔۔
اب تک ڈرائیور نہیں آیا تھا پریشہ پریشان ہو چکی تھی سب سٹوڈنس نا ہونے کے برابر
تمھے۔۔۔

اچانک ہی پتا نہیں کیا ہوا کے لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا۔۔ اور اتنے میں ہی کسی نے پریشے کے منہ پر ہاتھ رکھا اور اسے گاڑی میں بٹھایا اور گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔

پریشے نے گھبراتے ہوئے جیسے ہی دیکھا تو شکڈ رہ گئی۔۔
آپ۔۔۔ آپ یہاں کیسے اور یہ سب کچھ کیا تھا۔۔

کچھ نہیں ہوا تم بس زیادہ نا سوچو میں تمہیں گھر ڈراپ کر رہا ہوں تم گھر سے نکلنا یونی سے بھی کل آف کر لینا۔۔

مزید میں تمہیں موبائل پر بتا دوں گا۔۔۔ آیان نے کہا۔۔۔

مگر ہوا کیا ہے آپ اتنا پریشان لگ رہے ہیں سب خیر تو ہے نا۔۔۔

ہاں سب ٹھیک ہے مینے جو کہا ہے اس پر غور کرنا اور زیادہ سوچنے مت لگ جانا کچھ بھی الٹا سیدھا سب ٹھیک ہے۔۔۔

پریشہ سوچ میں پڑ گئی کہ آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے مگر خاموش رہی۔۔۔

آیان نے گاڑی روکی اور پریشہ کو کہا ادھر آؤ۔۔۔

پریشہ نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔۔۔

پاس آؤ تھوڑا۔۔۔

کیوں۔۔۔

کیوں کہ میں کہہ رہا ہوں۔۔۔

تو آپ کیوں کہہ رہے ہیں۔۔

مطلب تم میری بات نہیں مانو گی۔۔

میں نے ایسا تو نہیں کہا۔۔۔

تو پھر آؤ نا۔۔

اففف ایک تو آپ بھی نا مجھے پاگل کر کے ہی رہیں گیں۔۔۔

پریشہ آیان کے قریب ہوئی۔۔

اور پاس۔۔۔

کیا ہے بھئی اور کتنا پاس آپ کی سیٹ پر آجاؤ کیا۔۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں آیاں نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔۔۔

پریشہ تھوڑا اور پاس ہوئی آیاں نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا۔۔۔ تو پریشہ نے اپنی آنکھیں بند کیں۔۔۔

آیاں کے لبوں پر مسکراہٹ آئی آیاں نے پریشہ کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔۔۔ اور پیچھے ہو گیا جاؤ اب تم۔۔

پریشہ ہلکا سا مسکرائی اور گھر کی طرف روانہ ہوئی۔۔۔

آیاں تب تک وہی رکا رہا جب تک پریشہ اندر نہیں گئی۔۔۔

آیاں نے سکھ کا سانس لیا۔۔۔

اور زیان کو میسج کیا تھینکیوں بھائی۔۔۔

حارث نے ہانیہ کہ سب باتیں سن لی تھی اور آیاں کو کال کی تھی۔۔

آیاں نے زیان کو بتایا تھا یہ سب کچھ زیان نے ہی ہینڈل کیا تھا اور ان لڑکوں کو بھی پکڑ لیا تھا۔۔۔

آب آیان کا ارادہ ہانیہ کا دماغ ٹھیک کرنے کا تھا۔۔۔



پلوشہ نے گاڑی پارک کی اور اندر داخل ہوئی۔۔۔

تو سامنے ہی عشرت بیگم کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

کہاں سے آرہی ہو تم ہاں۔۔۔

آواز سن کر یوسف دورانی بھی باہر آئے۔۔۔

تم نے سنا نہیں میں کچھ پوچھ رہی ہوں تم سے۔۔۔

میں اپنے گھر گئی تھی وہی سے آرہی ہوں۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہارے کہنے کا۔۔۔

یوسف دورانی نے پوچھا۔۔۔

بابا آپ تو پلیز میرے مسئلے سے دور ہی رہیں۔۔۔

اپنے محرم کے پاس گئی اپنے شوہر کے پاس نکاح ہو چکا ہے میرا۔۔۔

اتنے ٹائم سے غائب نہیں تھی اپنے شوہر کے ساتھ رہ رہی تھی اور میں بہت خوش ہوں۔۔

دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تمہارا۔۔

کیا بکواس کر رہی ہو تم۔۔۔ یوسف دورانی غصے سے دھاڑے۔۔۔

جو بھی کہہ رہی ہوں بالکل ٹھیک کہہ رہی ہوں اور چلانا بند کریں آپ کی طرح کوئی گناہ

نہیں کیا ہے مینے نکاح ہوا ہے میرا۔۔۔

اور میرا جب دل چاہے میں وہاں جا سکتی ہوں اور یہاں بھی میں اپنی خود کی مرضی سے

آئی ہوں۔۔۔

کس گناہ کی بات کر رہی ہو تم یوسف دورانی نے پوچھا۔۔

اوہ تو آپ کو یاد بھی نہیں ہاں کیسے یاد ہوگا آپ کے لیے کون سا بڑی بات تھی کسی کی

عزت کو روندنا اور بے دردی سے اس کا قتل کر دینا آپ کے لیے تو عام سی بات ہے

نا۔۔۔

لیکن آپ لوگ یہ کیوں بھول جاتیں ہیں کہ آپ کی وجہ سے آپ لوگوں کی غلطیوں کی
سزا اولاد کو بھگتنی پڑتی ہیں۔۔۔

پلوشہ نے کہا اور روتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

عشرت بیگم اور پریشہ کو تو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ پلوشہ بول کیا رہی ہے۔۔۔

اور یوسف دورانی تو یہ سب سن کر پریشان ہو چکے تھے۔۔۔

یوسف دورانی نے اپنے روم میں جا کر دروازہ لاک کیا اور پلوشہ کی باتوں کو سوچنے لگ
گئے۔۔۔۔



ارے آیاں تم۔۔۔ کب آئے یہاں۔۔

ابھی جب تم نے دیکھا۔۔۔ اچھا آؤ نا بیٹھو۔۔۔

میں بیٹھنے نہیں تم سے بات کرنے آیا ہوں۔۔۔

ہاں بولو۔۔۔

تم کیا کرنا چاہتی تھی پریشہ کے ساتھ ہاں بولوں۔۔۔؟

ک۔۔۔کیا۔۔۔مطلب ہے تمہارا
وہی مطلب ہے جو تم سمجھ رہی ہو۔۔۔
مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔۔۔
آیان نے اپنے پاکٹ سے گن نکالی ہانیہ کے تو پسینے چھوٹنے لگے۔۔۔
یہ۔۔۔۔۔یہ تم کیا کر رہے ہو پاگل ہو گئے ہو کیا۔۔۔
تم مجھے بتاؤ اب تم پریشے کو کیوں کڈنیپ کروانا چاہتی تھی۔۔۔
اوہ تو تمہیں چل گیا پتا۔۔۔۔۔
مارنا چاہتی ہوں میں اسے
کیا بکواس کر رہی ہو دماغ خراب ہو گیا ہے کیا تمہارا۔۔۔

ہاں ہو گیا ہے دماغ خراب میرا تمہیں میں چاہتی ہوں پاگلوں کی طرح میں نے چاہا تمہیں
اتنا پیار کیا اور کرتی ہوں۔۔۔
اور تم ہا ہا ہا ہا۔۔۔ہانیہ پاگلوں کی طرح ہنسنے لگی۔۔۔

تم نے اتنی آسانی سے اس پریشے سے منگنی کر لی اور تمہیں کیا لگا میں ایسا ہونے دوں
گی۔۔۔

تم صرف میرے ہو صرف میرے۔۔۔
پر مینے تمہیں صرف اچھا دوست سمجھا تھا۔۔۔
تو کیا دوست لائیف پارٹنر نہیں بن سکتے۔۔۔
پر میرے دل میں تمہارے لیے کوئی فیلنگز نہیں ہیں۔۔۔
اوہ مجھے تم جانتے ہو اتنا ٹائم ہم ساتھ رہے ہیں میرے لیے تمہارے دل میں کوئی فیلنگز
پیدا نہیں ہوئی۔۔۔

اور وہ دو ٹکے کی کل کی آئی ہوئی لڑکی اس کے لیے تمہارے دل میں جذبات پیدا ہو گئے
واہ۔۔۔

زبان سنبھال کر بات کرو اس کے خلاف ایک لفظ نہیں سناؤ گا میں سمجھی تم۔۔۔

اوہ مگر تم کب تک بچاؤ گے اسے میں اسے مار دوں گی ہا ہا ہا تم اگر میرے نہیں تو میں
تمہیں اس کا بھی نہیں ہونے دوں گی۔۔۔

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔ اگر پریشے کو کچھ بھی ہوا تو تمہارا میں وہ حشر کروں گا جو تم
نے کبھی تصور بھی نہ کیا ہوگا۔۔۔

تمہارے لیے بہتر یہی ہے واپس لندن چلی جاؤ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔
اگر نا جاؤ تو۔۔۔۔

تو یہ ساری کی ساری گولیاں تمہارے اندر اتار دوں گا میں۔۔۔

ہمت ہے اتنی کہ مجھ پر گولی چلاؤ تم۔۔۔

چلاؤ چلو جلدی چلاؤ گولی۔۔۔

لگے ہی پل فائر کی آواز پورے گھر میں گونجی۔۔۔

حادثہ بھاگتا ہوا آیا تو دیکھا کہ گولی ہانیہ کی بازوں کو چھو کر گزری تھی ہانیہ کی بازو سے خون
پانی کی طرح بہہ رہا تھا۔۔۔

اس بار تو میں نے چھوڑ دیا تمہیں مگر آئندہ نشانہ نہیں چوکے گا میرا سمجھی تم۔۔۔۔
حادثہ اسے لے کر جاؤ اس کے بعد تم دونوں کی رات کی فلائٹ ہے۔۔۔۔
مجھے یہ لڑکی یہاں دوبارہ نظر نہیں آنی چاہئے سمجھے تم۔۔۔۔

علی آج یہ کام ہو جانا چاہئے آج بہت بڑی ڈیل فائل کی ہے یوسف نے حادثہ شیخ کے
ساتھ۔۔۔

حادثہ شیخ کا تو پتا ہی ہے اگر اس کی ڈیل میں کچھ بھی گر بڑ ہوئی تو وہ دوسرے ملک میں
ہی رہ کر کیا کیا کر سکتا ہے اس بات کا اندازہ تو یوسف کو بھی ہوگا۔۔۔۔
بس اب بہت ہو گیا۔۔۔ آج ہمیں اس کام کو بھی انجام دینا ہی ہوگا۔۔۔۔
چل ٹھیک ہے جیسے تجھے سہی لگے مینے تو پہلے ہی تجھے ایسا کرنے کا کہا تھا۔۔۔
ہاں میٹنگ کے بعد چلتے ہیں۔۔۔۔



یوسف دورانی پریشانی سے ادھر ادھر ٹھل رہے تھے اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ پلوشہ کو ہو
کیا گیا ہے اسے سب کیسے پتا چلا۔۔۔ کس نے بتایا۔۔
اور آخر کون ہے وہ جس سے پلوشہ کا نکاح ہوا ہے۔۔۔
سوچ سوچ کر یوسف کا سر پھٹنے لگا تھا۔۔۔

کچھ سوچتے ہوئے یوسف نے اپنا موبائل نکالا اور عائشہ کو کال ملائی۔۔۔



عائشہ کی کچھ طبیعت ٹھیک نہیں تھی اسی لیے وہ آرام کر رہی تھی اتنے میں اس کے
موبائل کی بیل بجی۔۔۔

عائشہ بیگم نے جیسے ہی دیکھا تو کوئی انسان نمبر تھا۔۔۔
کچھ سوچتے ہوئے عائشہ بیگم نے کال اٹھائی۔۔۔

ہیلو۔۔۔ یوسف کی بھاری آواز ابھری۔۔۔

عائشہ بیگم پریشان ہو گئی۔۔۔

اب زیادہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے کچھ پوچھنے کے لیے کال کی تھی۔۔۔

کک۔۔ کیا پوچھنا ہے۔۔۔؟

یہ تم اتنا ڈر کیوں رہی ہو مجھ سے جیسے تم بہت شریف ہو تم نے کچھ کیا ہی نہیں
ہے۔۔۔

ہاں تو مینے کچھ نہیں کیا آئی سمجھ گناہ تم نے کیا تھا میں تمہارے ساتھ اس میں شریک
نہیں تھی۔۔۔

اوہ تو تم نے کچھ نہیں کیا واہ جی۔۔۔

ہاں بالکل تم نے جو گناہ کیا ہے اس میں تمہارے ساتھ میں شریک نہیں تھی تم نے
ایک معصوم کی جان لی ہے۔۔۔

جو کہ میں ہرگز نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔

تو یہ سب کرنے کے لیے بھی تم نے ہی کہا تھا مجھے۔۔۔

مینے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ تم آسیہ کو جان سے مار دو۔۔۔

میں نے صرف یہی چاہتی تھی کہ آسیہ یوسف کی زندگی سے چلی جائے۔۔۔
اسی لیے تم سے بات کی تھی میں نے میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا کہ تم اسے مار دو اور تمہاری
یہ بات میں نے اپنے دل میں ہی دفن کی۔۔۔
آج تک کسی کو بتا بھی ناسکی۔۔

اور تم بتا بھی نہیں پاؤ گی کیوں کہ اگر تم نے کبھی مجھے پھنسا یا تو تم بھی پھنسو گی۔۔۔

فون کیوں کیا ہے تم نے عائشہ بیگم نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔۔۔

میری بیٹی کو سب پتا چل چکا ہے میں نہیں جانتا کیسے کیونکہ اس بات کا یا تو تمہیں پتا
ہے اور مجھے۔۔۔۔

تیسرا کوئی نہیں ہے جسے اس بارے میں علم ہو تو میری بیٹی کو یہ سب کچھ تم نے بتایا
ہے۔۔۔؟

دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا میں کیوں بتاؤں گی اسے اور خوش فہمی ہے تمہاری کے اس
بات کو صرف میں اور تم ہی جانتے ہیں۔۔۔
ایسا نہیں ہے کوئی تیسرا بھی ہے جسے سب پتا ہے سب کچھ ہر ایک بات سے آگاہ ہے
وہ۔۔۔

کیا کہہ رہی ہو یہ تم۔۔۔
ہاں سہی کہہ رہی ہوں میں۔۔۔
کون ہے وہ۔۔۔؟
زیان شاہ۔۔۔
آسیہ کا بیٹا زیان اسے سب معلوم ہے۔۔۔
ایک اور بات زیان کو بھی مینے کچھ نہیں بتایا اسے پہلے سے ہی سب معلوم ہے میں
نہیں جانتی کیسے۔۔۔

اور آئندہ مجھے فون مت کرنا۔۔

یوسف دورانی نے فون رکھا اور سوچنے لگے۔۔۔

تو کیا یہ سب کچھ زیان نے کیا ہے۔۔۔ میری بیٹی کو بھی زیان نے کڈنیپ کیا تھا اور سارا سچ بھی اسی نے بتایا۔۔

یوسف دورانی کو اب سب سمجھ میں آ رہا تھا۔۔۔

کہیں میری فیکٹری کے پیچھے بھی یہی تو نہیں۔۔۔

اگر ایسا ہے تو زیان ہمارے لیے بہت بڑا مسئلہ بن سکتا ہے۔۔۔

اسے راستے سے ہٹانا ہی ہوگا۔۔۔۔

یوسف دورانی نے وسیم کو فون کیا

جی سر۔۔۔

وسیم زیان شاہ کا پتا لگواؤ۔۔۔

وہ مجھے کسی بھی حال میں چاہیے۔۔۔

میر شاہ کا بیٹا،،، وسیم نے پوچھا۔۔۔

ہاں وہی۔۔۔

سر خیریت۔۔۔؟

کہاں خیریت ہے وسیم یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے نا اسی کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ اور

ہمارے کام کے پیچھے بھی اسی کا ہاتھ ہے۔۔۔

ٹھیک ہے سر میں پتا کرواتا ہوں۔۔۔

اور حامد شیخ کی ڈیل آج وہاں پہنچ جانی چاہیئے ورنہ اس کا پتا ہے تمہیں دماغ خراب ہی رہتا

ہے۔۔۔

اس کے ساتھ رسک لینا ہمارے لیے نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔۔۔

سیکیورٹی کو بڑھا دو مال حفاظت سے ٹرانسفر کروانا ہے۔۔۔

جی سر آپ ٹینشن نالیں میں پتا کرواتا ہوں زیان شاہ کا بھی۔۔۔



عائشہ بیگم رو رہی تھی وہ اس گناہ میں شریک نہیں تھی جس میں اسے یوسف نے گھسیٹ لیا تھا۔۔۔

وہ بس آسیہ کو میر شاہ کی زندگی سے نکالنا چاہتی تھی کیونکہ وہ خود میر شاہ کو بے حد چاہتی تھی۔۔۔

اور محبت میں انسان خود غرض بن جاتا ہے۔۔۔ مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ یوسف آسیہ کے ساتھ ایسا کرے گا۔۔۔

اس رات جب عائشہ وہاں پہنچی تھی تب تک یوسف دورانی اسے مار چکا تھا۔۔۔ گھبراہٹ کے مارے عائشہ بیگم سے بھی بولا نہیں جا رہا تھا۔۔۔

عائشہ بیگم نے کئی بار سچ بتانے کی کوشش کی مگر یوسف کی دھمکیوں کی وجہ وہ چپ رہی۔۔۔

اس رات زیان نے عائشہ بیگم کو دیکھ لیا تھا اسی لیے اس سے نفرت کرتا تھا بے حد نفرت اور یہ بات عائشہ بیگم بھی جانتی تھی۔۔۔

مگر وہ بھی بے بس تھی کچھ نا کر سکی اپنی محبت کے آگے۔۔۔



پریشہ روم میں داخل ہوئی تو پلوشہ کھڑکی پر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

پلوشہ یہ کیا طریقہ تھا بابا سے بات کرنے کا اور تمہیں ہو کیا گیا یہ کیا کیا بولے جا رہی تھی۔۔۔

کس کا قتل کیا یہ وہ۔۔۔

آپو آپ کو کچھ نہیں پتا نا اس لیے آپ ایسا کہہ رہی ہیں۔۔

ہاں تو بتاؤ مجھے آخر چل کیا رہا ہے تمہارے دماغ میں۔۔۔

آپو آپ کو پتا ہے جس سے میرا نکاح ہوا ہے وہ کون ہے۔۔؟

ارے بھئی بتاؤ گی تو پتا چلے گا نا۔۔۔

زیان شاہ۔۔۔

کیا۔۔۔؟؟؟ پریشہ نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔۔

زیان شاہ میر شاہ کا بیٹا ہے مطلب وہی آیان کا بھائی۔۔۔؟؟؟

ہاں آپو وہی۔۔۔

تو اس نے تم سے زبردستی نکاح کیوں کیا اور تمہیں کڈنیپ کیوں کیا تھا۔۔۔

بدلہ لینے کے لیے۔۔۔

سمجھی نہیں میں کیا کہہ رہی ہو تم کیسا بدلہ ہوا کیا ہے۔۔۔

آپو آپ آئیں یہاں بیٹھیں میں آپ کو سب بتاتی ہوں۔۔

پریشہ بیڈ پر بیٹھ گئی اور پلو شہ اسے بتانے لگی۔۔۔



دو نقاب پوش اپنا کام تمام کر چکے تھے اور اب وہ دونوں باہر نکل کر ہوا کی مانند اس جگہ

سے غائب ہو چکے تھے۔۔۔

جنگل میں پہنچ کر انھوں نے اپنی بائیک روکی اور اپنا ماسک اتار کر ایک دوسرے کی طرف

دیکھ کر مسکرانے لگے۔۔۔

ہو گیا کام اب تو خوش ہے نا تو۔۔۔

علی نے کہا۔۔۔

ہاں اس کے سارے کالے دھندے برے کاموں کو اس کے انجان تک پہنچا کر اندر تک
محسوس کر رہا ہوں۔۔۔

اور تم نے حامد شیخ تک یہ بات پہنچا دی ہے۔۔۔
زیان نے پوچھا۔۔

ہاں مینے سب سے پہلے اسے کال
کر کے آگاہ کر دیا تھا۔۔۔

گھر چل کر بات کرتے ہیں یہاں رکنا مناسب نہیں فلہا۔۔
اور پھر وہ دونوں ہوا کی طرح غائب ہو گئے۔۔۔۔



وسیم نے جلدی سے یوسف دورانی کو کال کی۔۔۔

کیا ہو گیا ہے وسیم خیر تو ہے نا۔۔

نہیں سر بہت بری خبر ہے پوری فیکٹری میں آگ لگ چکی ہے سب کچھ ختم ہو گیا
ہے۔۔۔ سارا مال سب کچھ جل کے راکھ ہو چکا ہے۔۔۔

کیا۔۔۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم حوش میں تو ہونا۔۔۔

سر میں سہی کہہ رہا ہوں جلدی پہنچے آپ۔۔۔۔

یوسف دورانی کے فون رکھا اور روانہ ہوئے۔۔۔

آدھے گھنٹے میں ہی یوسف دورانی وہاں پہنچے تو وہاں کی حالت دیکھ کر تو جیسے ان کے سر پر پہاڑ ٹوٹ گیا ہو۔۔۔

وسیم کیا ہے یہ سب کچھ کس نے کیا یہ سب۔۔۔

سر انھی دو نقاب پوشوں کو دیکھا گیا تھا انھیں پکڑنے کی بہت کوشش کی مگر وہ دونوں تو کسی جن کی طرح غائب ہو گئے۔۔۔

یوسف دورانی تو سر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے۔۔۔

یہ سب ہو کیا رہا ہے اب کیا ہوگا۔۔۔

سر ٹینشن نالیں زیادہ۔۔

وسیم یہ تم کہہ رہے ہو حوش میں تو ہو تمہیں اندازہ بھی ہے کہ اب حادثہ شیع کیا کرے گا

زندہ نہیں چھوڑے گا وہ سب کو۔۔۔

اتنی لاپرواہی کیسے کر سکتے ہو تم اب کیا کرے گیں ہم۔۔۔
اتنے میں یوسف دورانی کی موبائل رنگ کرنے لگی یوسف نے جیسے ہی دیکھا تو حامد
کالنگ جگمگا رہا تھا۔۔۔

اب کیا کروں میں وسمیم کیا کہوں گا اسے۔۔۔
سر آپ کال اٹینڈ کر لیں فلہال بات کر لیں ورنہ اسے شک ہو جائے گا۔۔۔۔۔ پھر دیکھتے
ہیں کرتے ہیں کچھ۔۔۔

یوسف کو وسمیم کی بات ٹھیک ہی لگی تھی یوسف نے کال اٹینڈ کی۔۔۔
برخوردار کہاں ہو آج کا مال تو ٹائم پر پہنچ جائے گا نا۔۔۔
حامد شیخ نے طنزیہ سا کہا۔۔

جی باس آپ فکر نا کریں یوسف دورانی نے چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ لاتے ہوئے
کہا۔۔

پھر آواز نا آئی یوسف نے دیکھا تو کال کٹ ہو چکی تھی۔۔۔

یوسف نے دل میں کہا شکر مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ اگے کیا ہونے والا ہے۔۔۔



ختم کر دو یوسف دورانی کو غدار ہے وہ اس نے حامد شیخ کے ساتھ غداری کی ہے ہمارا
کروڑوں کا نقصان کیا ہے۔۔۔۔

اسے سبق بھی تو ملنا چاہئے نا۔۔۔

حامد شیخ نے طنزیہ سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔۔۔

جی باس کام ہو جائے گا۔۔۔

کام آج ہی ہو جانا چاہیئے امید ہے اچھی خبر سننے کو ملے گی۔۔۔

حامد شیخ نے کہا اور فون رکھ دیا

پریشہ تو شکڈ سی بیٹھی ہوئی تھی بس اس کے آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔۔۔

پلوشہ تمہیں یہ سب کچھ زیان نے بتایا۔۔؟

جی آپو۔۔۔

بابا ایسا کیسے کر سکتے ہیں میں خد سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔۔

دروازے پر کھڑی عشرت بیگم ساری باتیں سن چکی تھی ان کے اگے تو جیسے دنیا ہی گھوم
چکی تھی۔۔۔

وہ مشکل سے چلتے ہوئے اپنے کمرے میں آئی اور رونے لگی۔۔۔

پلوشہ اور پریشہ دونوں ہی باتوں میں اتنی لگن تھی کہ انھیں عشرت بیگم کے ہونے کا
احساس تک نا ہوا۔۔۔



کیسا ہے حارث۔۔۔

آیان نے پوچھا۔۔۔

میں ٹھیک ہوں تم سناؤ تم کیسے ہو اور پہنچ گئے تھے خیریت سے۔۔۔۔

ہاں میں بھی ٹھیک۔۔

ہانیہ کیسی ہے یار مینے غصے میں اس پر گولی ہی چلا دی تھی ٹھیک ہے اب وہ۔۔۔۔

ہاں یار ٹھیک ہے میں بھی حیران رہ گیا تھا جب تو نے اس پر گولی چلائی تھی۔۔۔

بس یار وہ بول ہی اتنا رہی تھی میں غصے میں تھا اور پارا ہائی ہو گیا۔۔۔

چل چھوڑ اب ٹھیک ہے وہ اس کے ڈیڈ کے سامنے بڑی مشکل سے بات سنبھالی ہے
مینے۔۔۔

اچھا اب نا خیال رکھنا اس کا اور اس پر نظر بھی رکھنا وہ دوبارہ کچھ الٹا سیدھا نا کر لے۔۔۔

ہاں تو ٹینشن نا لے۔۔۔۔



عشرت بیگم کی طبیعت کچھ ناساز تھی جب سے باتیں سنی تھی اس نے اس لیے وہ دوا
کھا کر سو رہی تھی۔۔۔

اور پریشے کا بھی سر درد کر رہا تھا وہ بھی سو رہی تھی۔۔۔

پلوشہ کھڑکی کے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی وہ اکثر وہی بیٹھا کرتی تھی جب وہ اداس ہوتی تھی۔۔۔

پلوشہ نے زیان کو کال ملائی۔۔۔

جو کہ پہلی بیل پر ہی زیان نے ریسپونس دی۔۔۔

پلوشہ خاموش رہی۔۔۔

اوہ تو میری وائٹنی کو یاد آرہی تھی میری۔۔۔

ہمممممم۔۔۔

کیا ہوا ہے آج میری جنگلی شیرنی کو۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔

کسی بات کو لیکر پریشان ہو۔۔۔؟

زبان نے پوچھا۔۔۔

بس دل سا گھبرا ہے آج جیسے کچھ برا ہونے والا ہو۔۔۔

برا تو ہو چکا ہے۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔

مطلب کے مینے تمہارے باپ کی فیکٹری کو آگ لگا دی ہے۔۔۔

کیا۔۔۔؟ یہ کیا کہہ رہے ہو تم اور کونسی فیکٹری کی بات کر رہے ہو۔۔۔

اسی فیکٹری کی بات کر رہا ہوں جہاں تمہارا باپ سپلائنگ کرتا تھا ڈرگس وغیرہ کی دوسرے

ممالک میں۔۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔۔۔

تمہیں یقین نہیں مجھ پر؟

ہاں ہے۔۔۔

اسی لیے میں تمہیں بتا رہا ہوں۔۔۔

تم بابا سے بدلہ لینے کے لیے یہ سب کچھ کر رہے ہو نا۔۔۔

نہیں اس میں بدلے کی بات نہیں جو کام غلط ہے وہ غلط ہے۔۔۔
ہممسم۔۔۔۔

چھوڑو تم بتاؤ کیسی ہو۔۔۔

ٹھیک ہوں۔۔۔

لگ نہیں رہا مجھے۔۔۔

بس ویسے ہی دل اداس ہے۔۔۔

میں آجاؤں۔۔

میں سیریس ہوں جنگلی انسان پلوشہ نے اداسی سے کہا۔۔۔

اففففف ظالم۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔۔

پتا ہے کتنا مس کر رہا تھا میں جنگلی انسان کو۔۔۔

تم بھی نا۔۔۔

کیا میں بھی نا۔۔۔

پاگل ہو بلکل۔۔۔

ہاں بس تم نے کر دیا ہے۔۔۔

مینے کب کیا۔۔۔

تم نے مجھے پاگل کر دیا اور تمہیں پتا ہی نہیں۔۔۔

اچھا بس اب تم مجھے نا پاگل کرو۔۔۔

کتنی ظالم بیوی ہے میری۔۔۔

اب کیا ہوا۔۔۔

میرا حال بھی نہیں پوچھا۔۔۔

ٹھیک تو ہو تم حال کیا پوچھو۔۔۔

میرے دل سے پوچھو نا کتنا یاد کر رہا ہے تمہیں تمہارے بنا اداس ہو گیا ہے۔۔۔

اچھا جی تو تمہارا دل بھی باتیں کرتا ہے۔۔۔

تم کر کے تو دیکھو۔۔۔

عشرت بیگم کے چلانے کی آواز آئی تو پلوشہ بھاگتی ہوئی باہر گئی۔۔۔

اور باہر کا منظر دیکھ کر تو پلوشہ کے پیروں تلے زمیں کھسک گئی۔۔۔۔
یوسف دورانی نیچے بے جان لیٹے ہوئے تھے گولیوں کے نشان صاف واضح ہو رہے
تھے۔۔۔

بابا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پلوشہ اتنی تیز چلائی۔۔۔

زیان بھی پریشان ہوا اور جلدی سے گاڑی میں بیٹھ کر روانہ ہو گیا۔۔۔۔



بابا اٹھیں نا بابا کیا ہوا ہے ماما کیا ہوا ہے انھیں اٹھ کیوں نہیں رہے بابا۔۔۔

پلوشہ پاگلوں کی طرح چلا رہی تھی۔۔

شور سن کر پریشہ بھی نیند سے اُٹھی اور جیسے ہی باہر کا منظر دیکھا وہ تو وہی بیٹھ گئی۔۔۔
اتنے میں زیان اور علی گھر میں داخل ہوئے اور یوسف دورانی کی حالت دیکھ کر شاکد ہی رہ
گئے۔۔۔۔

زبان نے یوسف دورانی کی نبض چیک کی جو کہ مدھم سی چل رہی تھی۔۔۔
زبان نے علی کی طرف اشارہ کیا اور جلدی سے یوسف دورانی کو لیکر ہوسپٹل کے لیے
نکلے۔۔۔۔

باس کام ہو گیا ہے۔۔۔
حامد شیخ کے آدمی نے حامد شیخ کو اطلاع کی۔۔
امید تھی تم یہی کہو گے اچھا ہوا سالہا مر گیا ہم سے غداری کرنے چلا تھا۔۔۔
کہاں ہے اس کی لاش۔۔
باس اس کے گھر پھینک دی تھی اب تک تو مر بھی چکا ہوگا۔۔۔
ہممممم شاباش۔۔۔

میر شاہ عائشہ بیگم جیسے ہی انھیں پتا چلا تھا وہ سب ہاسپٹل داخل ہوئے۔۔۔
زبان نے فون کر کے آیان کو آگاہ کر دیا تھا پہلے ہی۔۔۔

عائشہ بیگم اگے بڑھی اور عشرت بیگم سے ملی عشرت بیگم عائشہ کے گلے مل کر رونے لگی۔۔۔۔

پریشہ کی بھی طبیعت بہت خراب ہو چکی تھی وہ بھی ہوسپٹلائیزڈ تھی وہ تو یوسف دورانی کی حالت دیکھ کر اپنے حوش سے بے گانہ ہو چکی تھی۔۔

ایک طرف یوسف دورانی کی ٹینشن اوپر سے پریشہ۔۔۔۔
یوسف دورانی کو آپریشن تھئیئر لے جایا جاچکا تھا۔۔۔۔ اب تک ڈاکٹرز نے کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔۔

پلوشہ بس ایک جگہ کھڑی ہوئی تھی ناکسی سے بات کر رہی تھی نے کسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

زیان پلوشہ کی حالت کو سمجھ سکتا تھا کئی بار بات بھی کی مگر پلوشہ نے کوئی جواب نا دیا۔۔۔۔

بھائی۔۔۔؟

پریشہ کدھر ہے۔۔۔۔

آیان نے زیان سے پوچھا۔۔

وہ ساتھ والے روم میں ہے زیادہ ٹینشن نا لو بس تھوڑا گھبرا گئی تھی زیادہ مسئلہ نہیں
لے۔۔۔

ٹھیک ہے میں مل کر آتا ہوں۔۔

اور انکل کو کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟

بتایا تو تھا یار گولیاں لگی ہیں وہ تو شکر ہے ہم ٹائم پر پہنچ گئے اور انھیں ہوسپٹل لے
آئے۔۔۔

اب اگے دیکھو کیا ہوتا ہے۔۔۔

ہممممم۔۔۔

آیان نے کہا اور پریشے کے پاس چلا گیا۔۔۔
پریشے اسٹریچر پر آنکھیں موندیں لیٹی ہوئی تھی۔۔
آیان اگے بڑھا اور پریشے کے پاس بیٹھا۔۔۔
آیان نے پریشے کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔
تو پریشے نے مندھی مندھی سی آنکھیں کھولیں۔۔
کیسی طبیعت ہے اب۔۔

آیان نے پوچھا۔۔

ہمم ٹھیک ہوں بابا کیسے ہیں۔۔

پریشے نے دھیمی آواز میں کہا جو کہ آیان بمشکل ہی سن پایا۔۔

اب آیان بھی کیا بتاتا یوسف دورانی کے بارے میں ڈاکٹرز نے اب تک کچھ بتایا ہی نہیں
تھا۔۔

ٹھیک ہیں انکل۔۔۔ ٹینشن نا لو تم۔۔۔

آیان نے جھوٹ کہہ دیا۔۔۔

چلو تم بھی آرام کرو آیان نے کہا۔۔۔

پریشہ نے اپنے ہاتھ کا دباؤ آیان کے ہاتھ پر ڈالا جیسے کچھ کہنا چاہ رہی ہو۔۔

فکر نا کرو میں یہی ہوں تمہارے پاس سو جاؤ تم۔۔

آیان نے کہا اور پریشہ کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔

پریشہ نے بھی سکون سے آنکھیں موند لیں۔۔۔

دو گھنٹے بعد ڈاکٹر آپریشن تمہیڑ سے باہر آئے۔۔۔

زیان آگے بڑھا۔۔۔

دیکھیں پیشنٹ کی حالت کافی کریٹکل ہے ایک گولی ان کے کندھے پر اور دوسری سینے

پر لگی تھی لیکن اب وہ خطرے سے باہر ہیں۔۔۔

چوبیس گھنٹوں تک انھیں حوش آگیا تو ٹھیک نہیں تو وہ قومہ میں بھی جا سکتے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر کہہ کر چلے گئے۔۔ ڈاکٹر کی پہلی بات سن کر عشرت بیگم کو جو حوسلا ہوا تھا آخری بات سن کر وہ بھی ختم ہو چکا تھا۔۔

اتنے میں نفیسہ اور شاہویز بھی داخل ہوئے۔۔
اور پھر نفیسہ عشرت بیگم سے ملی بھا بھی کیا ہوا ہے بھائی کو کیا کہا ڈاکٹرز نے کیسے ہوا یہ
سب۔۔۔

ڈیڈ رات ہونے والی ہے آپ سب کو لیکر گھر جائیں کسی نے کچھ بھی نہیں کھایا میں علی
اور آیان ہیں یہاں پر۔۔۔
زیان نے میر شاہ کو کہا۔۔

چلو ٹھیک ہے سہی کہہ رہے ہو تم۔۔۔ ویسے بھی جیسی عشرت کی حالت ہے مزید یہاں
رہ کر ان کی حالت نا بگڑ جائے۔۔۔

عائشہ بیگم نے عشرت سے بات کی کافی کہنے پر وہ جانے کے لیے تیار ہوئی۔۔۔
پلوشہ بیٹا چلو۔۔۔

عائشہ بیگم نے حیا کو اشارہ کیا کہ پلوشہ کو لے کر آئے۔۔۔
پلوشہ چلو گھر جا رہے ہیں سب مام بلا رہی ہیں آپ کو۔۔۔
تم سب جاؤ میں یہی رکوں گی۔۔۔
لیکن۔۔۔

میں نے کہا نا تم سب جاؤ۔۔۔
زیان نے حیا کو کہا تم جاؤ حیا۔۔۔
او کے بھائی۔۔۔

پھر وہ سب روانہ ہو گئے۔۔۔



یار ایک بات بولوں۔۔۔

علی نے زیان سے کہا۔۔

یار بھابھی بات نہیں کر رہی تجھ سے کہیں وہ اس سب کا زمیندار تجھے تو نہیں سمجھ رہی۔۔۔

کیا مطلب کیا کہنا چاہ رہا ہے تو۔۔

زیان نے کہا۔۔

مطلب جو سب کچھ ہوا پلوشہ کو یہ تو نہیں لگ رہا کہیں کہ یہ سب تو نے کیا ہے۔۔۔ اسی لیے تو بات نہیں کر رہی وہ۔۔۔

نہیں وہ پریشان ہے اسی لیے چپ ہے وہ ایسا نہیں سوچے گی یقین ہے اسے مجھ پر۔۔۔

زیان نے علی کو تو کہہ دیا تھا مگر اس کے دل میں بھی کہیں نا کہیں یہ خیال ضرور آیا۔۔

ویسے جیسا تو چاہتا تھا وہ تو گیا ہے نا پھر بھی تیرے چہرے پر یہ پریشانی۔۔۔

یار کیا ہو گیا ہے علی۔۔ میرے پہلے ہی سر میں درد ہے اوپر سے تو۔۔
اچھا نا نہیں کرتا اچھا مجھے کام ہے تھوڑا میں آتا ہوں آدھے گھنٹے تک۔۔۔
چل ٹھیک ہے۔۔۔

بھائی سب لوگ۔۔
پریشہ سو چکی تھی تو آیان زیان سے ملنے آیا۔۔
ہاں وہ سب لوگ چلے گئے ہیں اور پریشہ کیسی ہے۔۔
ٹھیک ہے سو رہی ہے۔۔۔
اچھا تم ایسا کرو باہر سے کچھ کھانے کے لیے لے آؤ۔۔۔۔
اوکے۔۔۔

پلوشہ اب تک ایک ہی جگہ پر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔
پلوشہ۔۔۔

زبان اس کے قریب گیا اور اسے پکارا۔۔۔

پلوشہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔

کیا تمہیں ایسا لگتا ہے کہ یہ سب کچھ مینے کیا ہے۔۔۔

نہیں۔۔۔

پلوشہ نے زبان کی طرف دیکھے بنا جواب دیا۔۔۔

تو بات کیوں نہیں کر رہی تم مجھ سے۔۔۔

میں فلحال کسی سے بھی بات نہیں کرنا چاہتی۔۔۔

لیکن کیوں۔۔۔

پلیز زبان۔۔۔

زبان نے بھی آگے کوئی بات ناکی وہ سمجھ سکتا تھا پریشان ہے پلوشہ۔۔۔۔

پلوشہ پریشہ کے پاس گئی پریشہ اٹھ چکی تھی۔۔

کیسی ہو آپو۔۔۔

ٹھیک ہوں پریشہ اٹھنے لگی آپو یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔۔۔

ارے اب ٹھیک ہوں مجھے بابا کے پاس جانا ہے۔۔۔

لیکن آپ کے ہاتھ پر تو ڈرپ لگی ہوئی ہے۔۔

میم یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔۔۔

پریشہ کو ڈرپ اتارتے دیکھا تو نرس نے جلدی سے پوچھا۔۔۔

میں ٹھیک ہوں آپ نکالیں اسے۔۔۔

پر۔۔۔

میں کہہ رہی ہوں نا آپ سے۔۔۔

اوکے میم۔۔۔

آپو بابا ٹھیک ہیں انھیں حوش نہیں آیا آپ ٹینشن نا لیں اللہ بہتر کرے گا۔۔۔ ٹھیک ہو

جائیں گئیں بابا۔۔۔

تم چلو تو سہی دیکھنا ہے مجھے۔۔۔

پریشہ دروازے پر ہی کھڑی دیکھ کر رونے لگی۔۔۔

پلوشہ یہ کیا ہو رہا ہے ہمارے ساتھ۔۔۔ کتنے خوش تھے ہم سب کتنا کچھ بدل گیا ہے اور
اب یہ سب۔۔۔

آپو بس کریں طبیعت خراب ہو جائے گی آپ کی ادھر آئیں بیٹھیں۔۔۔
پریشے چیئر پر بیٹھی آپو پریشان نا ہوں سب ٹھیک ہوگا۔۔۔

اتنے میں آیاں داخل ہوا ارے تم ادھر کیوں آئی۔۔
اب کچھ بہتر فیل کر رہی ہوں ٹھیک ہوں۔۔
اچھا تم کھانا کھاؤ پھر میڈیسن بھی لینی ہے تم نے۔۔۔
ابھی دل نہیں کر رہا میرا کھانے کا۔۔۔

آپو یہ کیا بات ہوئی چپ کر کے کھانا کھائیں پہلے ہی اتنی ویکنسز ہیں۔۔۔
اٹھو چلو روم میں شاباش کھانا کھا کر آرام کرنا ہے تمہیں۔۔۔
آیاں نے کہا تو پریشے پھولے ہوئے منہ کے ساتھ چل پڑی۔۔۔

کھانا کھانے کو ہی کہا ہے اتنا منہ کیوں بنا لیا ہے۔۔

آیان نے کہا۔۔۔

اب میں منہ بھی اپنی مرضی سے نہیں بنا سکتی حد ہے مطلب۔۔۔

بلکل نہیں اب میری مرضی چلے گی نا۔۔۔

کیوں۔۔۔

کیونکہ میں کہہ رہا ہوں۔۔

لیک۔۔۔۔

چپ کرو بلکل۔۔۔ آیان نے پریشے کے لبوں پر انگلی رکھی۔۔۔

غلط فہمی تھی میری کہ تم کم بولتی ہو اب چپ کر کے کھانا کھاؤ۔۔۔۔

پریشے ہلکا سا مسکرائی۔۔۔

آیان نے دل میں کہا شکر موڈ تو تھوڑا سہی ہوا۔۔۔



پلوشہ تم بھی کچھ کھا لو۔۔۔
میرا دل نہیں کر رہا ابھی کچھ بھی کھانے کو۔۔۔
ابھی تو تم گیان دے رہی تھی پریشے کو اب خود ہی اس کی طرح بیہو کر رہی ہو۔۔۔
نہیں کھانا مجھے ابھی جب بھوک لگے کی کھا لوں گی۔۔۔

ٹھیک ہے نا کھاؤ کھانا لو یہ فروٹس کھاؤ زیان نے فروٹس کی پلیٹ اگے کی۔۔۔
اب کوئی بہانا نہیں سنو گا میں میری نرمی کا زیادہ فائدہ نا اٹھاؤ تم اچھا۔۔۔
پلوشہ نے غصے سے زیان کی طرف دیکھا اور فروٹس کھانے لگی۔۔۔



اتنے میں علی آیا۔۔۔
کچھ کھایا تو نے۔۔۔
علی نے پوچھا۔۔۔
نہیں ابھی تو موڈ نہیں۔۔۔

اچھا۔۔۔

اتنے میں زیان کے موبائل پر کال آئی۔۔۔

جی ڈیڈ۔۔۔

بھائی میں ہوں حیا۔۔۔

کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے نا۔۔۔

زیان نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔

بھائی وہ نا میں اپنا موبائل وہی بھول گئی ہوں۔۔۔

چیئر پر ہی پڑا ہوگا جلدی جلدی میں بھول گئی میں۔۔۔

کیا یار حیا اب کون لا کر دے گا تمہیں۔۔۔

بھائی وہ ناپونی میں صبح ٹیسٹ ہے میری فرینڈ نوٹس سینڈ کرے گی امپورٹینٹ ہے اسی

لیے کہہ رہی ہوں آپ سے۔۔۔

اچھا میں کہتا ہوں آیان سے وہ دے جائے گا تمہیں موبائل۔۔۔

او کے بھائی اور ہم نا پریشے والوں کے گھر ہی ہیں ابھی تو آپ یہاں بھیجیے گا بھائی کو۔۔۔

او کے۔۔۔

کیا ہوا زیان۔۔۔

یار وہ حیا موبائل بھول گئی ہے ادھر۔۔۔

مجھے دو میں دے کر آجاتا ہوں۔۔۔

زیان نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔۔

کیا ہے یار کچھ نہیں کر رہا بس موبائل ہی تو ہے آجاتا ہوں دے کر۔۔۔

کیا اب۔۔۔

دس منٹ میں واپس ادھر نظر آئے تو مجھے۔۔۔

پہلے جانے تو دے۔۔

علی نے موبائل اٹھایا اور روانہ ہو گیا۔۔۔



حیا باہر ٹھل رہی تھی اور آیان کا انتظار بھی کر رہی تھی۔۔۔

اتنے میں شاہویز وہاں آیا۔۔۔

آپ یہاں کیا کر رہی ہیں اس وقت۔۔۔

کیا مطلب آپ کا کہ میں یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔

آپ کو کیا دکھ رہا ہے۔۔

میرے کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا۔۔

جو بھی مطلب تھا آپ کا میں آپ کو جواب دینے کی پابند نہیں ہوں۔۔۔

اوکے سوری مینے بس ویسے ہی پوچھ لیا تھا۔۔۔

ہمممم۔۔۔

شاہویز واپس چلا گیا اسے اب اور اپنی عزت نہیں کروانی تھی۔۔۔

علی اندر آیا اور حیا کا ہاتھ پکڑ کر اسے سائیڈ میں کیا۔۔۔

یہ کیا ہتمیزی ہے۔۔

ہتمیزی تو مینے کہ ہی نہیں خیر چھوڑو تم بتاؤ تم اس لڑکے کے ساتھ کیا بات کر رہی تھی۔۔۔

میں آپ کو کیوں بتاؤں۔۔۔

میں جو پوچھ رہا ہوں مجھے اس کا جواب چاہیے۔۔۔

ایسے روب جھاڑنے کی ضرورت نہیں ہے میری مرضی میں کسی سے بھی بات کروں۔۔۔
آپ کو کیا تکلیف ہے۔۔۔

آئندہ میں نادیکھوں تمہیں کسی بھی لڑکے سے بات کرتے ہوئے۔۔۔
کیوں آپ کون ہوتے ہیں مجھ پر حکم چلانے والے۔۔۔

مجھے فلحال تم سے بہیس نہیں کرنی یہ لو پکڑو اپنا موبائل علی نے حیا کا ہاتھ پکڑ کر اس کے ہاتھ پر موبائل رکھا۔۔۔

اور میری بات کو مزاق میں مت لینا اور اپنا دماغ ٹھکانے پر رکھا کرو تو سب چیزیں یاد بھی رہیں تمہیں۔۔۔

علی نے کہا اور روانہ ہو گیا۔۔۔

پیچھے سے حیا نے منہ بنایا اونہہ آیا بڑا حکم چلانے والا۔۔۔۔

تین ماہ گزر چکے تھے۔۔۔۔

یوسف دورانی کی حالت میں کوئی سدھار نہیں آیا تھا اب تک وہ قومہ سے باہر نہیں آئے تھے۔۔۔

اما دوائی لیں چلیں اٹھیں جلدی۔۔۔۔

پلوشہ نے عشرت بیگم سے کہا۔۔

عشرت بیگم کی بھی طبیعت خراب رہنے لگی تھی۔۔۔

کچھ وہ باتیں یاد کر کے جو پلوشہ نے پریشہ سے کی تھی اور کچھ یوسف دورانی کی وجہ

سے۔۔۔

آخر جو کچھ بھی ہو ہے تو عشرت بیگم کے سر کا تاج ہی تو کیسے نا ٹینشن نا لیں وہ۔۔۔۔

اب آپ آرام کرو پلوشہ دوائی دے کر دوسرے روم میں جانے لگی تو پریشہ نے آواز دی۔۔۔

جی آپو۔۔۔

کیا یار پلوشہ کیا حال بنایا ہوا ہے تم نے اپنا۔۔
سارا دن ایک ہی روم میں پڑی رہتی ہو حالت دیکھو اپنی۔۔
زیان کتنی بار پوچھ چکا ہے تمہارا مجھ سے تم کیوں کر رہی ہو ایسا۔۔۔
اس کی کیا غلطی ہے اس سب میں۔۔۔

آپو کسی کی کوئی غلطی نہیں ہے بس میں تھوڑا افسیٹ ہوں اسی لیے۔۔۔
کس لیے پریشان ہو تم۔۔۔
بس پتا نہیں مجھے خود نہیں آ رہا سمجھ۔۔۔

تم بھی نا پاگل ہو فالٹو باتیں نا سوچو اور جاؤ جا کر آرام کرو صبح تمہاری کلاس لیتی ہوں میں۔۔

پلوشہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو اور بڑا کر کے گھورنے لگی۔۔
بس بس پتا ہے تمہاری آنکھیں بڑی ہیں اب زیادہ شوخی نا بنو جاؤ جا کر سو جاؤ اب۔۔
ہممم گڈ نائٹ آپو پلوشہ نے کہا اور اپنے روم میں چلی گئی۔۔۔



پلوشہ روم میں گئی اور ڈور لاک کیا اور آنکھیں موندیں لیٹ گئی۔۔۔
بیڈ کی دوسری جگہ کسی کے ہونے کا محسوس ہوا تو پلوشہ گھبرا گئی۔۔۔
اور چلانے لگی ہی تھی کہ کسی کا مضبوط ہاتھ اسے اپنے چہرے پر محسوس ہوا۔۔۔
خوف کے مارے تو پلوشہ کی آواز ہی بند ہو گئی تھی۔۔۔
چلانا مت میں ہوں جنگلی شیرنی۔۔۔

زیان نے کہا۔۔۔

پلوشہ حیرت سے اپنی آنکھوں کو بڑا کیے زیان کو دیکھنے لگی اور جلدی سے اٹھ کے گھنٹوں
کے بل بیٹھی اور کہا تم۔۔۔

تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو دماغ خراب ہے تمہارا۔۔
کہیں تمہارے دماغ کا سکریو تو ڈھیلا نہیں ہو گیا نا۔۔۔

تم اگنور کیوں کر رہی ہو مجھے۔۔
میں نے کب اگنور کیا تمہیں۔۔۔

تین مہینے بعد آج تمہیں دیکھ رہا ہوں وہ بھی اس وقت اور تم کہہ رہی ہو تم نے مجھے اگنور
نہیں کیا۔۔۔

اور میرے نہیں تمہارے سارے کے سارے سکریو ڈھیلے ہو چکے ہیں۔۔۔
ہمممممم۔۔۔

پلوشہ نے بس اتنا کہا اور بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔۔
زیاں بھی غصے سے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر لیٹ گیا۔۔۔
آخر تین مہینے تک اس دشمن جان نے اسے تنگ کرنے میں کوئی کسر نا چھوڑی تھی۔۔۔
اب حساب بھی تو بے باک کرنا ہی تھا نہ۔۔۔

کچھ دیر بعد زیان کو اپنے سینے پر وزن سا محسوس ہوا تو اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو
پلوشہ زیان کے سینے پر اپنا سر رکھے ہوئی تھی۔۔۔
اگر میری شرٹ پر تمہاری آنکھوں سے نکلا ہوا ایک آنسو بھی گرا نا پھر مجھ سے برا کوئی
بھی نہیں ہوگا۔۔۔۔
زیان نے پلوشہ کا ارادہ بھانپتے ہوئے کہا۔۔۔

تم سے برا تو کوئی ہے بھی نہیں۔۔۔
اوہ تو مطلب میں برا ہوں۔۔۔
بہت۔۔۔
ایسا بھی کیا کر دیا اب مینے۔۔۔
تین مہینے ہو گئے اور تم اب آرہے ہو مجھ سے ملنے۔۔۔
پلوشہ۔۔۔۔
ہمممم۔۔۔

مجھے لگتا ہے تمہارے تو سچ میں سارے سکریو ڈھیلے ہو گئے ہیں۔۔۔

ہیں۔۔۔؟

کیا ہیں سہی کہہ رہا ہوں میں کہی تمہاری میموری کا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے نا۔۔۔

پلو شہ غصے سے اٹھی اور زیان کے کالر کو اپنی مٹھیوں میں جکڑا۔۔۔

جنگلی انسان کہنا کیا چاہتے ہو تم کہ میں پاگل ہوں ہاں۔۔۔

ہاں بالکل ایسا ہی ہے۔۔۔

فالتو باتیں بند کرو میں بتا رہی ہوں ہاں۔۔۔

نا کروں تو۔۔۔

تو۔۔۔؟

تو۔۔۔۔۔ یہ تو مینے سوچا نہیں ہے مگر بتاتی ہوں سوچ کر۔۔۔

جنگلی شیرنی۔۔۔

ہممم۔۔۔

تم صبح میرے ساتھ چلنا۔۔۔

کہاں۔۔۔

ڈاکٹر کے پاس چیک اپ کے لیے۔۔۔

You need a doctor..

اٹھو۔۔۔

کیا۔۔۔

میں کہہ رہی ہوں اٹھو یہاں سے فوراً۔۔۔

تم پاگل ہو گئی ہو۔۔

ہاں میں پاگل ہو گئی ہوں میں کہہ رہی ہوں اٹھو نہیں تو۔۔۔

پلوشہ نے ٹیبل کے اوپر گلدان پڑا ہوا دیکھا تو کہا۔۔۔

میں کہہ رہی ہوں اٹھ جاؤ ورنہ وہ جو گلدان پڑا ہے نا وہ مار کے سچ میں مینے آج تمہارا سر

پھوڑ دینا ہے۔۔۔

زیان جلدی سے اٹھا۔۔

اب چلو شاباش جاؤ یہاں سے جیسے آئے تھے ویسے ہی جاؤ۔۔۔ جاؤ جلدی جی جایا نو۔۔۔

کیا۔۔۔؟؟ جی آیا نو ہوتا ہے۔۔۔

ہاں تو آنے کو جی آیا نوں جانے کو جی جایا نوں اب تم نا زیادہ مجھے کچھ سکھاؤ نا اور جاؤ۔۔۔

سب پتا ہے مجھے آئے بڑے مجھے بتانے والے۔۔۔

جارہا ہوں۔۔۔ مگر۔۔۔

کیا مگر۔۔۔

مگر تمہارے سکریو تو ٹائیٹ کردوں جانے سے پہلے۔۔۔

ہیں۔۔۔؟

ہاں جی۔۔۔

تم جارہے ہو یا میں سچ میں یہ گلدان مار کر تمہارا سر پھوڑ دوں میرا پہلے سے ہی پارا ہائی
ہے مزید تم نے کر دیا ہے۔۔۔

تم مجھے مارو گی یہ اپنے شوہر کو اپنے معصوم جنگلی انسان کو۔۔۔

تم اور معصوم اگر تم معصوم ہو تو پھر میں کیا ہوں۔۔۔؟

تم تو اس وقت ایک چڑیل سے کم نہیں لگ رہی سچ بتاؤں تو۔۔۔

مسموم تم نا۔۔۔۔

تم رہنے ہی دو یہی رہو تم میں ہی چلی جاتی ہوں۔۔۔۔

پلوشہ دروازے کے پاس جانے لگی تو زیان تیزی سے سامنے آیا۔۔۔۔

اور پلوشہ کو دروازے کے ساتھ لگا کر اس کے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیا۔۔۔۔

اب بتاؤ کیوں پریشان ہو ایسی الٹی سیدھی باتیں کر کے تم میرا دھیان ہٹا دو گی تو یہ تمہاری بہت بڑی غلط فہمی ہے۔۔۔۔

پلوشہ چپ۔۔۔۔

نہیں بتانا چاہتی تو ٹھیک ہے میں چلا جاتا ہوں۔۔۔۔

نہیں پلوشہ نے جلدی سے کہا۔۔۔۔

تو پھر رک کر بھی کیا کروں تم تو میرا سر پھوڑ دو گی ورنا۔۔۔۔

پلوشہ گھور کر زیان کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

اچھا بتاؤ بھی اب کیوں پریشان ہے میری جنگلی شیرنی۔۔۔۔

ماما کی وجہ سے۔۔۔۔

جب سے بابا قومہ میں گئے ہیں ماما کی طبیعت بھی کچھ خاص ٹھیک نہیں رہتی سارا دن
بس اپنے روم میں ہوتی ہیں۔۔۔

بس اسی وجہ سے تھوڑا پریشان ہوں اوپر سے گھر کا ماحول بھی کچھ عجیب سا ہوا ہے۔۔۔۔

ٹینشن نا لو تم سب ٹھیک ہو جائے گا میں کرتا ہوں کچھ جس سے تھوڑا ماحول بدل جائے
گھر کا کوئی ایونٹ جس سے سب بڑی بھی ہوں اور دھیان بھی بٹا رہے۔۔۔
ہممم۔۔۔

زبان۔۔۔

جی میری جان۔۔۔

بابا نے جو کچھ بھی کیا جیسے بھی ہیں وہ مگر ہیں تو ہمارے بابا نا ہم انہیں تکلیف میں
نہیں دیکھ سکتے۔۔۔۔

پلوشہ زبان کے گلے لگی اور رونے لگی۔۔۔۔

زبان بھی چپ رہا وہ چاہتا تھا جو بات ہے پلوشہ کہے اپنے دل کا غبار نکالے۔۔۔۔

جب پلوشہ تھوڑا خاموش ہوئی تو زیان نے کہا سب ٹھیک ہو جائے گا تم پریشان نا ہو۔۔۔
اور آئندہ میں تمہاری آنکھوں میں آنسوں نا دیکھوں۔۔۔
آئی سمجھ۔۔۔

ہممم۔۔۔

گڈ گرل۔۔۔ کل میں اپنے پیرینٹس سے بھی تمہارے بارے میں بات کر لوں گا۔۔۔
کیا بات۔۔۔

یہی کہ ہم دونوں کی شادی ہو چکی ہے پھر تم گھر آ جاؤ گی تو یوں چھپ چھپ کر تو نہیں آنا
پڑے گا مجھے۔۔۔
مگر اتنی جلدی۔۔۔

ہاں نا پھر سب کا دھیان ان باتوں پر لگ جائے گا۔۔۔

اور اصل بات اب میں معصوم سا بندہ بھی اور کتنا صبر کروں آخر مجھے بھی تو میری جنگلی
شیرنی چاہیے نا۔۔۔

تم پھر شروع ہو گئے۔۔۔

نہیں ابھی تو ہونا ہے شروع۔۔۔

یہ کہتے ہی زیاں پلوشہ پر جھکا۔۔۔



کیا ہوا ہے حیا یونی کیوں نہیں آرہی تم۔۔۔

یار وہ نا موم نے کہا تھا کہ آج چھٹی کر لے پتا نہیں ان کے کونسے فرینڈز آرہے ہیں۔۔

او اچھا چلو ٹھیک ہے پھر میں تو جا رہی ہوں پھر ہوتی ہے بات۔۔۔

او کے ٹیکٹر۔۔۔

ایسے بھی کون سے فرینڈز ہیں جو موم نے مجھے بھی رکنے کا کہہ دیا خیر چھوڑو مجھے کیا۔۔۔

حیا نے کہا اور فریش ہونے لگی۔۔۔



آپ کو کیا لگتا ہے کہ کس سلسلے میں آرہی ہے آپ کے دوست کی فیملی۔۔۔۔

عائشہ بیگم نے میر شاہ سے پوچھا۔۔۔

میرے خیال سے تو شاید ہماری گڑیا کو دیکھنے ہی آرہے ہیں۔۔۔

اور ویسے بھی احمد باجوہ کی فیملی بھی اچھی ہے کھاتا پیتا گھرانہ ہے۔۔۔۔

اپنا کاروبار ہے دیکھا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔۔۔

چلیں جا ہوگا اچھا ہی ہوگا انشا اللہ۔۔۔

چلو تم جا کر دیکھو سب تیاریاں ہو گئی ہیں وہ لوگ بس آتے ہی ہونگے۔۔۔

جی میں دیکھتی ہوں۔۔۔

عائشہ بیگم نے کہا اور باہر چلی گئی۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد گاڑیوں کی آواز سنائی تھی۔۔۔
لگتا ہے آگئے عائشہ بیگم نے کہا۔۔۔
فوزیہ جاؤ جا کر حیا کو کہہ دینا کمرے میں ہی رہے۔۔۔

جی ٹھیک ہے میں کہہ دیتی ہوں۔۔۔

گاڑی سے احمد باجوہ اور اس کی فیملی باہر نکلی۔۔۔
میر شاہ نے ان سب کا اچھے سے استقبال کیا۔۔۔
اور سب لاؤنچ میں بیٹھ گئے۔۔۔

اور سناؤ بھئی بزنس کیسا جا رہا ہے تمہارا۔۔

میر نے احمد باجوہ سے پوچھا۔۔۔

ماشاء اللہ ٹھیک جا رہا ہے اب تو میرا بیٹا شاہان ہی دیکھتا ہے سب کچھ۔۔۔

ہم میں تو پہلے جیسی جان نہیں رہی۔۔۔

ماشاء اللہ قابل بچا ہے۔۔۔

آپ سب بیٹھ کر باتیں کریں میں کھانا لگواتی ہوں۔۔

عائشہ بیگم نے کہا اور کچن کی طرف چل پڑی۔۔۔



پریشہ یونی سے واپس آئی اور آتے ہی اپنے بستر پر ڈھ گئی۔۔۔

اتنے میں پریشہ کا موبائل رنگ کیا۔۔۔

پریشہ نے دیکھا تو آیاں کی کال تھی پریشہ نے کال اٹینڈ کی۔۔

اسلام علیکم۔۔۔

خیریت۔۔۔ کال کی آپ نے۔۔۔

و علیکم اسلام۔۔۔

کیا مطلب میں تمہیں کال نہیں کر سکتا۔۔۔؟

نہیں مینے ایسا تو نہیں کہا۔۔۔

تمہارے کہنے کا مطلب تو یہی تھا نا۔۔۔

نہیں تو میرا مطلب تھا ایسے اچانک کال کی آپ نے ابھی یونی سے آئی تھی میں۔۔۔

تو آپ نے کبھی اس ٹائم کال کی نہیں نا اس لیے مجھے لگا کوئی بات نا ہو۔۔۔

بات تو ہے۔۔۔

کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے نا۔۔

نہیں کچھ ٹھیک نہیں ہے بہت برا حال ہے۔۔۔

کس کا۔۔۔؟

پریشے نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔

میرے دل کا۔۔۔

افووو کیا ہو گیا ہے آپ کو آیان پریشان کر دیا تھا مجھے۔۔۔

حد ہے میرے دل کا اتنا برا حال ہے اور تمہیں کوئی پرواہ ہی نہیں۔۔۔

اچھا تو بتائیں جناب کیا ہوا ہے آپ کے حالِ دل کو۔۔۔

خود ہی پوچھ لو دل سے۔۔۔

میں کیسے پوچھو۔۔۔

جیسے پوچھتے ہیں۔۔۔

کیسے پوچھتے ہیں۔۔۔

پیار سے۔۔۔

اوففو کیا ہے بھئی۔۔۔

لو اب مینے کیا کیا۔۔۔؟

آپ تو کچھ کرتے ہی نہیں ہیں نا۔۔۔

بلکل میں تو شریف ہوں۔۔

بس بس رہنے دیں شریف اور آپ۔۔

تو مطلب تمہیں میں شریف نہیں لگتا۔۔۔

بلکل نہیں۔۔۔

اوہ۔۔۔ اب تک تو میں شرافت کا مظاہرہ ہی کر رہا تھا۔۔۔ اگر تم نے کہہ ہی دیا ہے تو

اب نہیں کرتا۔۔۔

کیا مطلب ہے آپ کا۔۔۔

وہی۔۔۔

کیا وہی۔۔۔

تمہیں نہیں پتا۔۔۔

نہیں تو۔۔۔

مجھے بھی نہیں پتا۔۔۔

پھر پہلے کی طرح پاگل بنا رہے ہیں نا آپ مجھے۔۔۔

ہا ہا ہا نہیں تو۔۔۔

پتا ہے مجھے سب۔۔۔

کیا پتا ہے۔۔۔

وہی سب۔۔۔

کیا وہی سب ---

جو آپ کو نہیں پتا۔۔

پر مجھے تو سب پتا ہے۔۔۔

افوووووو مجھے نا بات ہی نہیں کرنی اپ سے میں پہلے ہی بہت تھک گئی ہوں۔۔۔

ابھی سونا ہے مجھے۔۔۔

تو مطلب مینے ڈسٹرب کر دیا تھا تمہیں۔۔۔

نہیں نہیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔

تو کیسی بات ہے۔۔۔

آپ کے سوال پھر سے شروع ہو گئے۔۔۔

نہیں تو۔۔۔

حد ہے اتنا پاگل تو پولیس والے بھی اپنے مجرم کو نہیں کرتے ہونگے جتنا آپ مجھے

کرتے ہیں۔۔۔

لیکن پاگل پولیس والے تو نہیں کرتے۔۔۔

جو بھی کرتے ہیں چھوڑیں آپ۔۔

کس کو چھوڑوں۔۔۔

کیا ہے آیان۔۔۔۔

میری جان دن ہے اتنا بھی نہیں پتا تمہیں۔۔۔

پتا ہے۔۔۔

تو پوچھا کیوں۔۔۔

میں نے یہ نہیں پوچھا تھا۔۔۔

پھر کیا پوچھا تھا۔۔۔

مجھے نہیں پتا۔۔۔

جب پتا ہی نہیں تو پھر پوچھا کیوں۔۔۔؟

اففف میں کہاں جا کر اپنا سر ماروں۔۔۔

دیوار نہیں ہے تمہارے گھر پر۔۔

نہیں مطلب آپ کیا چاہتے ہو میں دیوار پر اپنا سر ماروں۔۔۔

تم نے خود ہی کہا تھا۔۔۔

میں تو غصے میں کہہ رہی تھی۔۔۔

کس بات کا غصہ۔۔۔

آپ کی بااااااااااات کا۔۔۔

میری کون سی بات کا غصہ۔۔۔

میں نا پاگل ہو جاؤں گی۔۔۔

میں تمہیں پاگل نہیں ہونے دوں گا میری جان فکر نا کرو۔۔۔

مجھے پاگل آپ نے ہی کر دیا ہے۔۔۔

صدقے۔۔۔

کیا صدقے اب۔۔۔

کچھ نہیں تم ریسٹ کرو پھر کرتے ہیں بات۔۔۔

مجھے نہیں کرنی آپ سے بات جب دیکھو مجھے تنگ کرتے رہتے ہیں۔۔۔

خدا حافظ۔۔۔

پریشے نے کہہ کر فون رکھ دیا۔۔۔

ہاہاہاہا آیان کا قہقہہ گونجا ابھی آیان کو کام تھا پریشے کو بعد میں منانے کا ارادہ تھا۔۔۔۔



کھانا کھا کر سب لاؤنچ میں بیٹھے باتوں میں مشغول تھے۔۔۔

بھائی صاحب ہم نا بہت امید لے کر آئیں ہیں آپ کے پاس۔۔۔

فرحت نے میر شاہ سے کہا۔۔۔۔

جی جی بتائیں۔۔۔ ہمارے بس میں ہوا تو ضرور آپ کی امید پوری ہوگی۔۔۔

دراصل ہم نے اپنے بیٹے شاہان کے لیے حیا کو پسند کیا ہے۔۔۔

ہم حیا کو اپنی بیٹی بنانا چاہتے ہیں۔۔۔

احمد باجوہ نے کہا۔۔۔

حیا کچن کی طرف پانی لینے جا رہی تھی جب یہ بات سنی تو اس کے تو حوش ہی بہال

ہو گئے۔۔۔

حیا مزید وہاں رکے بنا اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

اتنے میں زیان داخل ہوا اور سب کو یو اچانک دیکھ کر ماتھے پر دھیموں بل پڑے مگر خود کو کمپوز کرتا ہوا سب سے ملا۔۔۔

اچھا ہوا تم بھی آگئے زیان۔۔۔

میر شاہ نے کہا۔۔۔

خیریت ہے ڈیڈ۔۔۔

جی جی یہ میرے دوست ہیں تمہیں تو پتا ہی ہے ان کا یہ حیا کو اپنی بیٹی بنانا چاہتے ہیں۔۔۔۔

تم بھی بیٹھو۔۔۔

جی جی آفس سے زیان ایک کام کی وجہ سے گھر آیا تھا پر یہاں تو ماحول ہی خوشگوار تھا۔۔۔

جو کہ زیان کے لیے مشکل کا باعث تھا اس کے زہن میں علی کی بات آئی۔۔۔

ٹھیک ہے ہم آپ کو بہت جلد بتائیں گیں سوچ کر پہلے حیا سے بھی بات کر لیں وہ کیا

چاہتی ہے اس کی رائے بھی ضروری ہے۔۔۔

زیان نے کہا۔۔۔۔

جی جی بلکل ہمیں کوئی اعتراض نہیں آپ آرام کر سوچ کر جواب دے سکتے ہیں۔۔۔



حیا پریشانی سے کمرے میں چکر لگا رہی تھی۔۔۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔

پھر وہ علی۔۔۔۔

افففوو حیا کیا ہو گیا ہے تمہیں تم کیوں سوچ رہی ہو اس کے بارے میں۔۔۔

حیا شیشے کے پاس کھڑی ہوئی خود ہی سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔

میں ڈیڈ سے بات کروں گی انہیں مجھ سے بھی تو پوچھنا چاہیے آخر میری لائف ہے۔۔۔

ہاں یہ سہی ہے میں منا کردوں گی انہیں۔۔۔

مگر وجہ۔۔۔۔ اففف کیا کہوں گی انہیں۔۔۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ میں تو سوچ سوچ کے پاگل ہو جاؤں گی۔۔۔۔

تم نے ایسا کیوں کہا۔۔۔

میر شاہ نے زیان سے پوچھا۔۔۔

ڈیڈ شکر ہے آپ نے انھیں ہاں نہیں کہا اور میں آگیا۔۔۔

ہوا کیا ہے آخر۔۔۔۔

ڈیڈ مجھے آپ سے بات کرنی ہے ضروری حیا کے بارے میں۔۔۔

ہاں کہو۔۔۔

ڈیڈ علی حیا کو پسند کرتا ہے اور شادی بھی کرنا چاہتا ہے۔۔۔

اس نے خود مجھ سے بات کی اور علی کا تو آپ کو پتا ہی ہے۔۔۔۔

علی سے بہتر حیا کے لیے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔۔۔

مجھے پورا یقین ہے کہ علی حیا کو خوش رکھے گا۔۔۔

مگر یہ بات تمہیں پہلے بتانی چاہیے تھی مجھے۔۔۔

اور علی نے بھی بات نہیں کی۔۔۔

علی چاہتا تھا پہلے میں بات کر لوں آپ سے۔۔۔

ہممم ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے میں پھر احمد کو انکار کر دیتا ہوں۔۔۔
تھینکیو ڈیڈ۔۔۔

اور آپ یہ بات فلہال حیا سے ناکچھے گا۔۔۔
کیوں۔۔۔

بس وہ بھی پتا چل جائے گا آپ کو آپ کچھ نا بتائیے گا ٹھیک ہے۔۔۔
مجھے ابھی کام ہے رات کو ملاقات ہوگی۔۔۔
زیان نے جلدی سے کہا اور روانہ ہو گیا۔۔۔
اتنی بڑی بات علی کو خوشخبری سنانا تو بنتا تھا نا۔۔۔

زیان جلدی سے آفس پہنچا۔۔۔
یار کیا ہو گیا ہے سب ٹھیک تو ہے نا اتنا پریشان کیوں لگ رہا ہے۔۔۔۔
علی نے جلدی سے کہا۔۔۔
یار آٹم سوری میں کچھ نہیں کر سکا تیرے لیے۔۔۔

زبان نے دکھی سامنہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔
کیا مطلب کیا کہہ رہا ہے تو۔۔۔
بتانا ٹینشن ہو رہی ہے مجھے۔۔۔
یار وہ نا ابھی میں گھر گیا تھا۔۔

تو بابا کے دوست کی فیملی آئی ہوئی تھی۔۔۔
تو۔۔۔

حیا کے رشتے کے لیے۔۔۔
ڈیڈ نے مجھے میسیجر کیے تھے مگر میٹنگ میں دھیان نہیں رہا وہ تو اچانک فائل لینے کے
لیے گیا تو پتا چلا۔۔۔

علی کا تو جیسے چہرہ ہی اتر گیا تھا۔۔۔
زبان کو اپنی ہنسی کنٹرول کرنا مشکل لگ رہا تھا۔۔۔
پھر کیا جواب دیا انھیں۔۔

بتانا زبان ---

یار ڈیڈ نے ہاں کر دی ان کی بہت اچھی فرینڈشپ تھی ان سے اور فیملی بھی اچھی
تھی ---

منع کرنے کا تو تک ہی نہیں بنتا تھا ---

علی اداس سا ہو کر چیئر پر بیٹھ گیا ---

یار اب ---

اب تو کچھ نہیں ہو سکتا میں کچھ نہیں کر سکتا یار تو اب کوئی دوسری لڑکی ڈھونڈ لے ---

بکواس نا کر یار ---

شکل پے دیکھ کیسے بارہ بجالیے ہیں تو نے ---

یار مجھے غصہ آ رہا ہے اور تو ہنس رہا ہے حد ہے ---

بتانا کیا بات ہے جلدی کر یار میرا تو دل ہی عجیب سا ہو رہا ہے ---

ہاہاہاہا مزاق کر رہا تھا ---

دفع ہو جا تو جا رہا ہوں میں۔۔۔

اچھا مرضی ہے تیری میں تو خوشخبری سنانے آیا تھا۔۔۔

کونسی خوشخبری جانا تو جا رہا تھا۔۔۔

بتا بھی اب۔۔۔

میں نے ڈیڈ سے بات کر لی ہے۔۔۔

کس بارے میں۔۔۔

تیرے اور حیا کے بارے میں۔۔۔

کیا۔۔۔۔۔؟؟؟

سچ کہہ رہا ہے تو۔۔۔

ہاں۔۔۔

یار علی خوشی سے زیان کے گلے لگا۔۔۔

بس بس چپکو کہیں کا۔۔۔

یار ایسا گھٹیا مزاق کیا تو نے میں تو مرنے والا ہو گیا تھا۔۔۔

مگر یار تھینکیو یہ سب کرنے کے لیے۔۔۔
ہاں اب مزید دیر کی تو میں کچھ نہیں کر سکوں گا۔۔۔
نہیں یار میں کرتا ہوں چاہو سے بات جلدی سے حیا کو لینے آؤں گا۔۔۔۔
بس بس پیپیرز تو ہونے دے اس کے۔۔۔
میں کروا دوں گا نا۔۔۔
زیان علی کو گھورنے لگا۔۔۔
ہاہا ہا مزاق نا۔۔۔
چل آجا باہر چلتے ہیں موڈ بہت اچھا ہے۔۔۔
آجانا یار اب تو میٹینگ بھی ڈن ہوگئی ہے۔۔۔
میری طرف سے ٹریٹ سمجھ لے۔۔۔
چل نوٹنکی باز۔۔۔
دونوں نے قہقہہ لگایا اور روانہ ہوگئے۔۔۔۔



حیا اپنے روم میں بیٹھی ہوئی پتا نہیں کن خیالوں میں گم تھی۔۔۔

زبان روم میں آیا اسے پتا تک نہیں چلا۔۔۔

میری گریبا کیا سوچ رہی ہے۔۔۔

حیا آواز کی تعقب سے حوش میں آئی۔۔۔

ارے بھائی آپ کب آئے۔۔۔

جب میری ڈول اپنی سوچوں میں گم تھی۔۔۔

ارے کچھ نہیں بھائی بس یو نہی۔۔۔

مجھے تم سے بات کرنی تھی حیا۔۔۔

جی بھائی۔۔۔

میں پہلے علی کے بارے میں تم سے بات کی تھی مگر تم نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔

میں چاہتا تھا کہ تمہاری شادی علی سے ہو کیونکہ وہ میرا دوست کم بھائی ہے۔۔۔

اور مجھے امید تھی کہ وہ تمہیں خوش رکھے گا۔۔۔

مگر اب ایسا تو ہوا نہیں اور نا اب ہو سکتا ہے۔۔۔

کیوں نہیں ہو سکتا بھائی۔۔۔؟

حیا نے جلدی سے پوچھا۔۔۔

کیا ہو گیا ہے بات تو پوری کرنے دو مجھے۔۔

زیان نے جان بوجھ کر اسے چھیڑنے کے انداز میں کہا۔۔۔

ہممم بولے۔۔۔

مگر اب تمہارا رشتہ ڈیڈ کے دوست کے بیٹے شاہان سے طے ہو چکا ہے۔۔۔

اب جلدی سے تمہارے اگزیٹ ہو جائیں پھر میری گرٹا کی بھی شادی کی تیاریاں کریں
گیں۔۔۔

امید ہے تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔۔۔

ہینا ایسا ہی ہے نا۔۔۔

ج۔۔۔ جیپی جی بھائی۔۔

لیکن وہ نہ میں وہ۔۔

کیا بات ہے حیا جو بات ہے تم مجھے بتا سکتی ہو۔۔۔

بھائی وہ نا مجھے ابھی شادی نہیں کرنی۔۔۔

بس اتنی سی بات جب میری گریٹا کسے گی تب ہی شادی ہوگی۔۔

ٹھیک ہے اب تم آرام کرو مجھے بھی کام ہے میں چلتا ہوں۔۔۔

زیان حیا کو مزید بولنے کا موقع دیے ہی چلا گیا۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ حیا کچھ کہنا چاہتی ہے اور کیا کہنا چاہتی ہے اس سے بھی اچھے سے واقف

تھا۔۔۔

مگر علی کی وجہ سے اسے یہ سب کرنا پڑا۔۔۔

کیونکہ یہ سب کیا دھرا علی کا تھا۔۔۔

حیا نے روم لاک کیا اور ٹہلنے لگی۔۔۔

اوففف کیا کروں میں اور اب اس بلڈوزر کو کیا ہو گیا ہے۔۔۔

ناکال نا مسیج پہلے تو جان نہیں چھوڑتا تھا۔۔۔
اب جب میں۔۔۔۔۔ حیا بولتے بولتے رک گئی۔۔۔
افف کیا کروں میں۔۔۔

ہاں ایک کام کرتی ہوں میں ہی کال کر لیتی ہوں اسے۔۔۔
ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔۔۔
مگر کال کر کے کہوں گی کیا۔۔۔

افوو زیادہ نا سوچ حیا جو ہوگا دیکھا جائے گا۔۔۔
ڈرتے ڈرتے حیا نے علی کو کال ملائی۔۔۔۔



علی لیٹا ہوا تھا اور موبائیل چلا رہا تھا جیسے ہی حیا کی کال آئی اسے تو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔
واہ جی آج تو بڑے کرم ہو رہے ہیں علی پر۔۔۔۔۔
علی نے کال اٹینڈ کی تو کوئی آواز نا آئی۔۔۔
علی نے ہی خاموشی توڑی۔۔۔۔۔ ہیلو۔۔۔

جی۔۔۔

خیریت آج جناب کیسے مہرباں ہو گئے ہم پر جو ہماری یاد آگئی۔۔۔

فضول باتیں بند کریں اپنی۔۔۔

اوہ تو چلیں بند کردی آپ بتانا پسند کریں گی کہ آپ نے کیوں کال کی۔۔۔؟

کیا ہو گیا ہے آپ کو یہ کس طریقے سے بات کر رہے ہیں آپ مجھ سے۔۔۔

لو اب مینے کیا کر دیا۔۔۔

میرا رشتہ طے ہو چکا ہے۔۔۔

اوہ بہت بہت مبارک ہو پھر تو۔۔۔۔

کیا۔۔۔۔؟؟

مینے کہا بہت بہت مبارک ہو جناب آپ کو۔۔۔

مطلب آپ کچھ نہیں کرو گے۔۔

میں کیا کروں۔۔۔

آپ تو بڑے بڑے دعوے کر رہے تھے مجھ سے پیار کے بڑی بڑی باتیں تو اب کیا ہوا
ہاں کہاں گئی وہ باتیں اب----

تم نے ان باتوں کو سمجھنے میں بہت دیر کر دی----

علی نے کہہ کر کال کٹ کر دی----

پیچھے سے حیا حیرت سے موبائل کو دیکھنے لگی----

کیا واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی سمجھنے میں----

لیکن غلطی سدھاری بھی تو جاسکتی ہے نا----

میں نہیں کر سکتی اس شاہان سے شادی----

اففف مگر علی بس جو ہونا ہوگا ہو جائے----

میں بھی اب شاہان سے ہی شادی کروں گی اور وہ بھی بہت جلد----



دھیان سے ماما ابھی گر جاتی آپ۔۔۔

پلوشہ نے عشرت بیگم سے کہا۔۔

بس چکر آگیا تھا دھیان نہیں رہا تم بس مجھے کمرے تک چھوڑ دو۔۔۔۔

آرام کروں گی تو ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔۔

آپ سے کہا بھی تھا کہ کل چلے جائیں گیں بابا سے ملنے مگر آپ بھی نا سنتی تو ہیں

نہیں کسی کی اب خود بھی طبیعت خراب کر لی ہے۔۔۔

کچھ نہیں ہوا بس آرام کروں گی نا تو ہو جاؤں گی ٹھیک پریشان نا ہو۔۔۔

ٹھیک ہے اب آپ سو جائیں آرام کریں۔۔۔

پلوشہ نے کہا اور روم سے چلی گئی۔۔۔

پلوشہ۔۔۔

جی آپو۔۔۔

مل آئے بابا سے کیسے ہیں وہ۔۔۔

بس آپو کچھ پتا نہیں کب ہوش آئے گا بابا کو۔۔۔۔

ہممم سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔

جی آپو میں فریش ہو کر آتی ہوں زرا پھر کرتے ہیں بات۔۔۔

ٹھیک ہے میں باہر لاؤنچ میں ہوں۔۔۔

اوکے۔۔۔۔

پلوشہ نے کہا اور اپنے روم میں چلی گئی۔۔۔۔

روم میں پلوشہ کے جانے کی دیر تھی کہ اس کا موبائل رنگ کرنے لگا۔۔۔

پلوشہ نے دیکھا کہ زیان کی کال ہے تو اگنور کیا اور شاور لینے کے لیے جانے لگی کہ پھر سے بیل بجنے لگی۔۔۔

پلوشہ نے غصے سے کال پک کی۔۔۔

فرمائیں کیا مسئلہ ہے۔۔۔۔

ہائے میری جان اتنا غصہ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔

تمہیں کیا تمہیں کون سا فرق پڑتا ہے۔۔۔

دس سال میں ایک بار کال کر کے احسان جتا دیتے ہو ویسے میں یاد نہیں آتی۔۔۔

افففف اتنا غصہ میری جان تم تو یاد ہی یاد ہو۔۔۔۔۔

اپنی سانس لینا بھول سکتا ہوں مگر تمہیں نہیں۔۔۔

بس بس زیادہ شوخی مارنے کی ضرورت نہیں ہے اب۔۔۔۔

فون کیوں کیا۔۔۔۔

بات کرنے کے لیے۔۔۔

مگر مجھے تم سے بات نہیں کرنی۔۔۔۔

بات تو کرنی پڑے گی نا۔۔۔

پر مجھے نہیں کرنی نا۔۔۔

کیوں یار۔۔۔ وہ بس تھوڑا بڑی تھا میں اسی لیے۔۔۔۔

ہاں ہاں ساری دنیا جہان کے کام تمہیں ہی تو ہیں۔۔۔

سارے کام تمہیں کرنے ہوتے ہیں سب یاد ہوتا ہے بس میرے علاوہ۔۔۔۔۔

ہائے میری جان اب تو لگتا ہے جلد ہی ڈیڈ سے بات کرنی پڑے گی۔۔۔

کیا بات۔۔۔

یہی کے تمہیں جلدی سے گھر لے آؤں اب اور انتظار نہیں ہوتا نا۔۔۔

بس اب مجھے باتوں میں لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔

میں تم سے ناراض ہوں اچھا۔۔۔۔

اوہ تو میری لڑاکاوائفی ناراض ہے مجھ سے۔۔۔۔

کیا کیا۔۔۔ کیا کہا تم نے مجھے۔۔۔

میں نے کہا کے میری سوئیٹ سی میٹھی سی وائفی ناراض ہے مجھ سے۔۔۔۔

نہیں پہلے تم نے کیا کہا تھا۔۔۔

وہی جو تم نے سنا۔۔۔

کیا ہے جنگلی انسان مجھے نہیں کرنی بات تم سے۔۔۔

اچھا نا چلو بتاؤ میری جان کیسے مانے گی اب۔۔۔۔

آسکریم کھانی ہے مجھے۔۔۔۔

کیا۔۔۔؟

اب تمہیں آسکریم کا بھی نہیں پتا۔۔۔۔
پتا ہے نا میں ابھی بھیج دیتا ہوں آسکریم بہت۔۔۔۔
حکم چاہیے بس میری جان کا۔۔۔
مجھے تمہارے ساتھ آسکریم کھانی ہے۔۔۔۔
میرے ساتھ آسکریم کھانا منگا پڑ سکتا ہے تمہیں سوچ لو جانے من۔۔۔۔
بہانے نا بناؤ تم۔۔۔۔
یار مجھے نا ابھی ایک ضروری میٹنگ سے جانا ہے۔۔۔۔
میں اپنی جان کو شام کو لے چلوں گا۔۔۔۔
حد ہے مطلب مجھ سے زیادہ ضروری تمہیں کام ہیں۔۔۔
ٹھیک ہے کرو اپنے کام نہیں جانا مجھے تمہارے ساتھ۔۔۔۔
پلوشہ نے کہہ کر کال بند کر دی۔۔۔

شٹ۔۔۔

زبان نے کہا۔۔۔۔

اور کچھ سوچتے ہوئے میسج ٹائپ کیا۔۔۔

تیار رہنا آدھے گھنٹے تک پک کروں گا تمہیں۔۔۔۔

اور پھر علی کو کال ملائی۔۔۔

اب میسنگ کا علی کو کہنا تھا کہ ہینڈل کرے کیونکہ اپنی جنگلی شیرنی کی ناراضگی اور
برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

پلوشہ نے جیسے ہی میسج تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی اور پھر وہ جلدی سے شاہور
لینے چلے گئی۔۔۔۔



تم بھی ناپاگل ہو حیا دماغ چل گیا ہے تمہارا اور کچھ نہیں۔۔۔

یار مینے تمہیں اس لیے فون نہیں کیا کہ تم میری کلاس لو اب تم ہی بتاؤ میں کیا
کروں۔۔۔۔

علی وہی ہے نا جو ہاسپٹل میں تھے۔۔۔

ہاں وہی۔۔۔

تو تم کرو نا اس سے بات کہ تمہارا رشتہ ہو گیا ہے اور تم اس کو پسند کرتی ہو اسے چاہتی
ہو۔۔۔۔

کیا تمہا مینے اسے فون مگر اسے تو جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔۔۔
جب اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تو تم بھی چھوڑ دو جو ہونا ہوگا ہو جائے گا۔۔۔

نہیں نا یار مجھے اس سے شادی نہیں کرنی نا۔۔۔۔

تو پھر کس سے کرنی ہے۔۔

علی سے۔۔۔

اوہوووووو پریشے کیا ہے یار۔۔۔

تو پہلے کیا تمہاری عقل گھاس چرنے گئی تھی ہاں۔۔۔

یار مجھے کیا پتا تھا وہ بلڈوزر مجھے پسند آجائے گا۔۔۔

ہا ہا ہا ہا توبہ کرو حیا بلڈوزر ہا ہا ہا۔۔۔

تم بس ہنستی رہو مجھے نہیں کرنی کسی سے بھی بات۔۔۔

کوئی سمجھ ہی نہیں رہا میری فیلنگز کو۔۔۔۔

اچھا نا مزاق کر رہی تھی میں اب سیریس بس۔۔۔۔

تم زیان بھائی سے بات کرو نا۔۔۔

رات انھوں نے کی تھی بات اور مجھے کچھ بولنے کا موقع ہی نہیں دیا۔۔۔۔

اوپر سے اب وہ علی بھی بدل گیا مجھے لگتا ہے سب ٹائم پاس تھا سب کچھ۔۔۔۔۔

حیا نے کہہ کر کال کٹ کر دی۔۔۔

پیچھے سے پریشے بھی پریشان ہوئی۔۔۔۔

لائٹ گرین کلر کا سوٹ پہنے بڑی بڑی آنکھوں میں کاجل اور مسکارا لگائے اور لبوں پر
لائٹ پنک کلر کی لپ اسٹک اور کھلے ہوئے بال-----
پرفیکٹ---

پلوشہ نے شیشے میں خود کو دیکھتے ہوئے کہا----
آہاں کہاں کی تیاری ہے بھئی میں کب سے جناب کا لاونچ میں انتظار کر رہی تھی----
اور یہ جناب یہاں تو ماحول ہی بدلا ہوا ہے ہاں کہاں کی تیاری ہے----
آپو وہ نازیباں کے ساتھ جا رہی ہوں----
ماما کو بتایا تم نے---

ماما سو رہی ہیں اٹھ جائیں تو آپ بتا دینا----
میں جلد ہی واپس آجاؤں گی----
لیکن تم پہلے ماما کو بتا دیتی----
آپو مینے ماما کو سب بتا دیا تھا اور کچھ نہیں کہیں گی ماما----
میں کسی غیر کے ساتھ تو نہیں جا رہی نا کہیں---

اتنے میں گاڑی کے ہارن کی آواز سنائی دی۔۔۔
مجھے لگتا ہے آگئے زیان آپو میں جا رہی ہوں جلد ہی آجاؤں گی۔۔۔
اور آپ زیادہ ٹینشن نالیں زیان اپنے ڈیڈ کو بھی بتانے والے ہیں سب۔۔۔۔
اچھا بابا ٹھیک ہے جاؤ۔۔۔

پلو شہ نے اپنا موبائل اٹھایا اور جلدی سے باہر گئی۔۔۔۔
زیان کو دیکھ کر جیسے اندر تک سکون اترتا ہو۔۔۔۔
مگر ناراضگی بھی تو ظاہر کرنی تھی نا جناب نے۔۔۔
تو چپ کر کے کار کا ڈور اوپن کیا اور بیٹھ گئی۔۔۔

زیان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔۔۔
بہت گرم لگ رہا ہے آج موسم۔۔۔۔۔

زبان نے پلوشہ کو چھیڑنے کے لیے کہا۔۔۔

ہمممم۔۔۔

تو میری جان کو بس آسکریم کھانی ہے۔۔۔

نہیں۔۔۔

پلوشہ نے بے رخی سے کہا۔۔۔

اووہ تو پھر تو جانے کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔۔۔

چلو کوئی نہیں لونگ ڈرائیو ہی سہی۔۔۔

پلوشہ حیران ہوئی لیکن ظاہر نہیں ہونے دیا۔۔

گاڑی جنگل کے راستے سے گزر رہی تھی۔۔۔

یہ۔۔۔ یہ کہاں لے کر جا رہے ہو تم۔۔۔

کیوں تمہیں ڈر لگ رہا ہے۔۔۔

نہیں مجھے کیوں ڈر لگے کا۔۔۔

لگنا بھی نہیں چاہیئے زیان شاہ کی منکوحہ ہو تم۔۔۔۔۔ تم پہ ڈر سوٹ بھی نہیں کرے
گا۔۔۔

زیان جان بوجھ کر پلوشہ کو باتوں میں لگا رہا تھا۔۔۔
مگر ہم جا کہاں رہے ہیں۔۔۔
بس دو منٹ اور پتا چل جائے گا۔۔۔
ہاں ابھی تو بتا نہیں سکتے نا تم۔۔۔
نہیں۔۔۔

حد ہے مطلب۔۔۔۔

لو بس پہنچ گئے۔۔۔۔

زیان نے جنگل کے بچو بچ گاڑی روکی اور پلوشہ کی سائیڈ جا کر ڈور اوپن کیا۔۔۔
پلوشہ باہر آئی بالکل سنسان جگہ تھی ہر طرف جنگل ہی جنگل گھنے درخت۔۔۔۔۔

جنگلی انسان یہ کیسی جگہ ہے۔۔۔

تم چلو تو سہی پتا چل جائے گا تمہیں بھی۔۔۔

زبان جلدی جلدی قدم اٹھا کر چلنے لگا۔۔۔

جب کے پلو شہ کافی قدم دور تھی۔۔۔

مجھے لگتا ہے شاید تم اکیلے ہی جانا چاہتے ہو۔۔

میں تو فضول میں آگئی ہوں حد ہو گئی ہے گھنا جنگل اور تم چلتے ہی جارہے ہو۔۔۔

بیچھے سو کوئی جانور مجھے کھا گیا تمہیں تو پتا بھی نہیں چلے گا۔۔۔

تمہارا جنگلی انسان تمہارے ساتھ ہے پھر تو ڈرنے کا تک ہی نہیں بنتا میری جان۔۔۔

ہئے کیا ہے مجھ سے نہیں چلا جا رہا کیا یہ جنگل ہی جنگل میں لے آئے ہو تم۔۔۔

زبان بیچھے مڑا اور کہا تو میں اٹھا لوں اپنی جان کو۔۔۔

ضرورت نہیں ہے چل سکتی ہوں میں۔۔۔

چلا تم سے نہیں جا رہا غصہ مجھ پر اتار رہی ہو۔۔۔۔

بس دو منٹ اور پھر پہنچ جانا ہے ہم نے۔۔۔

تمہارے یہ دو منٹ ختم ہو جائیں بس۔۔۔۔
دھوپ بھی آہستہ آہستہ ختم ہو چکی تھی۔۔ شام ہونے کو تھی۔۔۔



تھوڑا ہی آگے جا کر روشنیاں جگمگانے لگی۔۔۔۔
وہاں پہنچے تو پلوشہ تو جیسے اس منظر میں کھو سی گئی۔۔۔
گھر نما ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی جس کے چاروں طرف لائیٹیں ہی لائیٹیں لگی ہوئی
تھی۔۔۔

اور پھولوں سے وہاں تک جانے کا راستہ بنایا ہوا تھا۔۔۔۔
کیا ہوا اب کیا یہی کھڑے رہنا ہے یا آگے بھی چلنا ہے۔۔۔
زیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔
پلوشہ جلدی سے ہوش میں آئی اور زیان کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگی۔۔۔۔
زیان نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔۔
جسے پلوشہ نے محبت سے تھاما۔۔۔

اور وہ دونوں گلاب کی پتیوں کے بنائے ہوئے راستے پر چلنے لگے۔۔۔۔

پلوشہ جیسے ہی گھر نما خوبصورتی سے سجائی ہوئی جھونپڑی میں گئی۔۔۔

تو حیرت سے ہر چیز کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

چھوٹا سا بیڈ جس کے اوپر وائیٹ کلر کی چادر بچھی ہوئی تھی اور وہ پوری چادر گلاب کی پتیوں سے بھری ہوئی تھی۔۔۔

اور ساتھ ہی ایک چھوٹا سا لکڑی کا ٹیبل تھا۔۔۔

جس کے اوپر پھول بکھرے ہوئے تھے اور چاروں طرف کینڈیلز لگی ہوئی تھی۔۔۔

اور ٹیبل کے پاس ہی دو کرسیاں تھیں۔۔۔

ایک عجیب سا احساس تھا۔۔۔

سب کچھ اتنا اچھا لگ رہا تھا۔۔۔

اتنی اچھی سجاوٹ اور پھولوں کی بھینی بھینی سی خوشبو افف۔۔۔

پلوشہ جلدی سے ہوش میں آئی جب اسے اپنے پیٹ پر کسی کے ہاتھ سرایت کرتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔۔

اور بھلا وہ ہاتھ اس کے جنگلی انسان کے علاوہ اور کس کے ہو سکتے تھے۔۔۔۔

زیان نے پلوشہ کی گردن پر اپنے لب رکھے۔۔۔

پلوشہ کے تو جیسے چودہ طبق روشن ہو گئے ہوں۔۔۔

ببب۔۔ بہت خوبصورت ہے یہ سب۔۔۔۔

پلوشہ نے اپنی گھبراہٹ کو دور کرنے کے لیے بات شروع کی۔۔۔

ہممم تم سے کم۔۔۔۔

زیان پھر سے پلوشہ کی گردن پر جھکا۔۔۔۔

ججججنگلی انسان۔۔۔

جی میری جان۔۔۔

مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔۔

ہاں بنا لو تم بہانے مجھ سے دور جانے کے۔۔۔۔

دیکھتا ہوں میں بھی کب تک یہ بہانے بناتی ہو تم۔۔۔
پلوشہ کو چپی لگی۔۔۔

زیان ٹیبل کے پاس گیا اور پلوشہ کے لیے کرسی سہی کی۔۔۔
کم۔۔۔
جی۔۔۔

کم نا آؤ بھی تمہیں تو بھوک لگی تھی نا چلو کھاؤ کھانا۔۔۔
ہاں ہاں۔۔۔

پلوشہ اپنی خفیت مٹائے جلدی سے بولی اور جا کر کرسی پر بیٹھی اور کھانے لگی۔۔۔
تم نہیں کھاؤ گے۔۔۔

نہیں تم ہونا میری بھوک مٹانے کے لیے۔۔۔
یہ سنتے ہی پلوشہ کا تو چہرہ ہی سرخ ہو گیا۔۔۔
اب وہ سچ میں پچھتا رہی تھی۔۔۔

زبان کی بات سچ تھی کہ اس کے ساتھ آسکریم کھانا واقعے مہنگا پڑ سکتا ہے۔۔۔

ہاں۔۔۔۔

پلوشہ نے اچانک سے کہا۔۔۔

کیا ہاں۔۔۔

وہ مجھے یاد آیا آسکریم کہاں ہے آسکریم۔۔۔

میری جان آسکریم بہت۔۔۔

ٹیبیل کے سائیڈ سے زبان نے بڑا سا ڈبانکالا جو کہ آسکریم سے بھرا ہوا تھا۔۔۔

ہائے اتنی ساری آسکریم کون کھائے گا۔۔۔

تم۔۔۔۔

میں انسان ہوں۔۔۔

ہاں مجھے بھی تمہاری طرح شک ہوتا ہے کہ تم انسان ہی ہو۔۔۔

کیا۔۔۔۔؟؟؟

کچھ نہیں ہاں تم انسان ہو۔۔۔

تو میں اتنی ساری آسکریم کیسے کھاؤں گی۔۔۔

تو تمہیں جتنی کھانی ہے کھا لو نا۔۔۔

ہاں یہ بھی ہے۔۔۔

پاگل ہو تم بھی نا چلو اب جلدی سے اوپن کرو اور مجھے بھی کھلاؤ۔۔۔

میں کھلاؤ۔۔۔ پلو شہ نے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

تمہارے علاوہ تو یہاں کوئی ہے نہیں جو مجھے کھلائے گا۔۔۔

اچھا نا کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔

پلو شہ نے آسکریم کا باکس اوپن کیا۔۔۔

اور خود آرام سے کھانے لگی۔۔۔۔

میں بھی ہوں یہاں۔۔۔

اووہ ہاں ہاں پلو شہ نے کھاتے ہوئے ہی کہا۔۔۔

اور آسکریم کا چیچ زیان کے آگے بڑھایا۔۔۔

مجھے ایسے نہیں کھانی۔۔۔

پھر کیسے کھانی ہے۔۔۔

ادھر آؤ نا تو بتاؤں۔۔۔۔

پلوشہ کھانے میں مگن اٹھی اور زیان کے پاس جا کر اس کی طرف چمچ بڑھایا لو اگئی بس۔۔۔

زیان نے وہی چمچ پلوشہ کی طرف بڑھایا تو ساری آسکریم پلوشہ کے چہرے پر لگ گئی۔۔۔

جنگلی انسان یہ کیا۔۔۔۔

زیان نے پلوشہ کو تھاما اور اس کے فیس پر جھکا۔۔۔

پلوشہ کی تو ہارٹ بیٹ نے ایک سو بیس کی سپیڈ پکڑی۔۔۔

پلوشہ سے تو کھڑا ہونا ہی مشکل ہو رہا تھا وہ تو شکر زیان کی قید میں تھی وہ۔۔۔۔

زیان کو پلوشہ پر رحم آہی گیا اور اسے آزادی بخشی۔۔۔

پلوشہ گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔۔۔

حیرت شرم غصے سے ملے جلے تاثرات سے زیان کو دیکھنے لگی۔۔۔

اور۔۔۔۔۔



حیرت شرم غصے سے ملے جلے تاثرات سے زیان کو دیکھنے لگی۔۔۔
جنگلی انسان یہ کیا تھا۔۔۔

تمیز نہیں ہے تمہیں ابھی مجھے کچھ ہو جاتا تو سانس رک گئی تھی میری۔۔۔۔
تو میں تو دے رہا تھا نا سانس میری جان کو۔۔۔

پلوشہ تو سن کر کانوں تک سرخ ہو گئی اپنی خفت مٹانے کے جلدی سے بولی۔۔۔
ہاں تم تو آکسیجن ہونا۔۔۔

مجھے نہیں کھانی اب آسکریم۔۔۔۔
پر مجھے تو کھانی ہے نا۔۔۔

کیا ہے جنگلی انسان۔۔۔۔

کچھ نہیں مجھے بس آسکریم کھانی ہے تم چپ رہو اور مجھے سکون سے کھانے دو۔۔۔۔
تو کھا لو نا مینے کب منا کیا ہے۔۔۔

Search on Google (Urdu Novels Ghar)

For Read More Novels Famous Category Base Like

[Rude Hero Based Urdu Novels List PDF](#)

[Feudal System Based | Wadera based | Jagirdar based](#)

[Kidnapping Based Urdu Novels List Download PDF](#)

[Hero Politician Based Urdu Novels List Download PDF](#)

[Super star based urdu novels List Download PDF](#)

<https://urdunovelsghar.pk/>

<https://urdunovelsghar.com/>

پر میرا طریقہ تھوڑا الگ ہے نا میری جان۔۔۔

جنگلی انساناااااااااااااا۔۔۔۔

شششش چپ بلکل۔۔۔۔

زیان نے آسکریم پلوشہ کے دائیں گال پر لگائی۔۔۔

زیاااا۔۔۔

شششش مینے کہا نا چپ۔۔۔۔

زیان پلوشہ کے دائیں گال پر جھکا اور گال پر لگی ہوئی آسکریم کھانے لگا۔۔۔۔

ایسے ہی پھر بائیں گال پر آسکریم لگائی۔۔۔

پلوشہ کی تو روح فنا ہو رہی تھی اسے اب پتا چل رہا تھا اسے کتنا مہنگا پڑ گیا ہے یہاں تک

آنا۔۔۔

زیان۔۔۔۔۔

پلوشہ نے زیان کو پکارا مگر زیان تو اپنے کام میں ہی مگن تھا۔۔۔

زیان سنو نا جنگلی انسان۔۔

پلوشہ کا بولنا زیان کو ڈسٹرب کر رہا تھا۔۔۔۔

تو زیان نے پھر سے پلوشہ کے لبوں کو نرمی سے چھوا اور وہ تو جیسے ہوش ہی کھو بیٹھا
تھا۔۔۔۔

وہ بھول ہی چکا تھا کہ اب اس نازک سی جان کو آزادی بھی بخشی ہے۔۔۔۔
پلوشہ کے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا تھا اس نے زیان کو خود سے دور کرنے کی ناکام
کوشش کی۔۔۔۔

زیان کو اپنی جان پر رحم آیا تو نرمی سے پلوشہ کے لبوں کو آزادی بخشی۔۔۔۔
پلوشہ غصے سے کچھ بولنے لگی تھی کہ پھر سے زیان نے پلوشہ کے لبوں کو قید کیا۔۔۔۔
جیسے کتنا ہی لطف اس کے اندر سمایا جا رہا ہو پھر کہیں جا کر پلوشہ کو آزاد کیا۔۔۔۔
اور مسکرانے لگا۔۔۔۔

پلوشہ کو تو اب اپنے پیروں پر کھڑا رہنا ہی بہال لگ رہا تھا۔۔۔۔
وہ شرم سے سرخ ہو چکی تھی کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔۔۔۔
زیان جا کر آرام سے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

اور پلوشہ کو پاس آنے کا اشارہ کیا۔۔۔

پلوشہ گھور کر زیان کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

Come my love....

زیان نے کہا۔۔۔۔

پلوشہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی زیان کے پاس گئی۔۔۔۔

جنگلی انسان کچھ مت کرنا اب میں بتا رہی ہوں پہلے ہی۔۔۔۔

اچھا اگر کچھ کیا تو۔۔۔۔

تو میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔۔

کہاں جاؤ گی شام ہو چکی ہے میری جان تم باہر جنگل میں جاؤ گی اتنی بہادر ہو۔۔۔۔

تم مزاق بنا رہے ہو میرا۔۔۔۔

نہیں میری جان سچ سے آگاہ کر رہا ہوں تمہیں۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے فائن جا رہی ہوں میں تمہیں تو میری باتیں مزاق ہی لگتی ہیں نا۔۔۔۔

میں باہر گئی کوئی جانور آیا مجھے کچھ ہو گیا نا پچھتاؤ گے تم دیکھ لینا۔۔۔۔

پلوشہ کی کہنے کی دیر تھی کہ یہ سن کر زیان کا موڈ آف ہو چکا تھا۔۔۔

جو کہ پلوشہ بھی بخوبی محسوس کر سکتی تھی۔۔۔۔

پلوشہ سوچنے کی وجہ سے اپنے ہاتھ مسلنے لگی۔۔۔۔

اففف پلوشہ پاگل ہے تو بھی اب کیا کروں پلوشہ نے دل میں ہی کہا۔۔۔

زیان نے اپنا موبائل نکالا اور اس میں مصروف ہو گیا۔۔۔۔



پلوشہ بنا کچھ سوچے سمجھے بیڈ پر چڑھی اور زیان کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔۔۔

زیان نے کوئی رسپانس نہیں دیا وہ موبائل میں مصروف تھا۔۔۔

جب چلنا ہو تو بتا دینا زیان نے بس اتنا کہا اور پھر سے موبائل میں لگ گیا۔۔۔۔

پلوشہ نے ہمت کر کے زیان کے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا تو زیان نے جلدی سے اپنا

ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔۔۔

جنگلی انسان----

سنو نا-----

پلوشہ نے زیان کے سینے پر اپنا سر رکھا-----

اچھا نا سوری--- نہیں کہتی دوبارہ ایسا-----

بولنے سے پہلے تمہیں سوچنا چاہئے ایک بار بھی نہیں سوچتی نا تم---

کہ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو---- میں کیسے جیوں گا----

میری سانسیں کیسے چلیں گی---

میں کیسے رہوں گا---

تم نے میری بے رنگ زندگی میں آگے رنگ بھرے تو مینے بھی جینے کی خواہش کی----

تمہارے ساتھ جینے کی خواہش

تمہارے ساتھ رہنے کی خواہش---

تم آئی تو مینے خواب دیکھنا شروع کیے---

اپنے خوابوں کو تعبیر دینا شروع کی۔۔۔۔
اپنے خوابوں میں بھی تمہیں شامل کیا۔۔۔
میرے ویران دل کو تم نے آباد کیا ہے۔۔۔
اور تم ہی اسے ویران کرنے کی بات کر رہی ہو۔۔۔۔
بتاؤ سوچا تم نے کبھی ایسا۔۔۔
کہ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو کیسے رہے گا تمہارا جنگلی انسان تمہارے بنا۔۔۔۔۔

زیان بول کر خاموش ہو گیا۔۔۔۔
پلوشہ تو رونے والی ہو گئی تھی مگر اس کی آنکھوں میں آنسوؤں آجائے اور زیان اور ناراض
ہو جائے اسی ڈر کی وجہ سے اپنے آنسوؤں کو آنکھوں میں ہی قید رکھا۔۔۔۔

آیم سوری۔۔۔
پلوشہ نے غمگین لہجے میں کہا۔۔۔

زبان نے کروٹ بدلی اور اب پلوشہ نیچے اور زبان پلوشہ کے اوپر تھا۔۔۔۔

تم جانتی تو تم سکون ہو میرا۔۔۔

زندگی ہو میری۔۔۔

ہر خوشی ہو۔۔۔

میرے جینے کی وجہ ہو۔۔۔

اسی لیے اپنی جان سے زیادہ دیر تک خفا نہیں رہ سکتا میں۔۔۔

مگر مجھ سے دور جانے کی بات کبھی مت کرنا۔۔۔۔

نہیں تو سزا ملے گی پھر سوچ لو۔۔۔

نہیں کرتی کبھی بھی۔۔۔۔

تم میرا عشق ہو۔۔۔۔

اور عشق جنون کی حد تک ہوتا ہے۔۔۔

تم جنون ہو میرا زبان شاہ کا جنون۔۔۔۔۔

میں تمہیں کبھی خود سے دور نہیں جانے دوں گا۔۔۔

میں بھی تم سے دور نہیں جانا چاہتی۔۔۔

پاس بھی تو نہیں آتی تم۔۔۔

زیان نے گمبھیر لہجے میں کہا اور نظروں کا زوایہ پل میں بدلہ۔۔۔۔

تو پوشہ کی نظریں ایک پل میں ہی جھک گئی۔۔۔

بولو نا اب بولتی بند ہو گئی تمہاری۔۔۔

نا کرو نا جنگلی انسان۔۔۔

میں کیا کر رہا ہوں۔۔۔

مجھے پریشان۔۔۔

میں نے تمہیں کب پریشان کیا۔۔۔

ابھی۔۔۔

اچھا چلو میں چلا جاتا ہوں پھر۔۔۔

نہیں نا۔۔۔ پوشہ نے زیان کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑا۔۔۔

کیا مسئلہ ہے جنگلی شیرنی ---

ناپاس آنے دیتی ہونا دور جانے دیتی ہو۔۔۔۔

ہاں بس ایسی ہی ہوں میں۔۔۔

تم بس میرے پاس رہو دور نا جایا کرو مجھ سے۔۔۔۔

میری جان تمہاری اجازت ہو تو میں۔۔۔۔۔

اچھا نا اااا بسس بھی کرو۔۔۔

-----ۛۛۛۛۛۛ

زبان کا قہقہہ ہوا میں بلند ہوا۔۔۔

اور پلوشہ نے شرم کے مارے اپنا سر زیان کے سینے میں دے لیا۔۔۔۔



حیا پیروز کی تیاری کر رہی تھی نیکسٹ ویک اگزیٹ تھی۔۔۔

مگر پڑھائی میں بالکل بھی دل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

کیونکہ پیپرز ختم ہونے کے بعد اس کی شادی کی باتیں ہونی تھیں۔۔۔۔

حیا تو سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی تھی۔۔۔

اور حیرت کی بات یہ اب اسے علی کی حرکتیں بھی بری نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

سب کچھ یاد کر کے خود ہی پاگلوں کی طرح بیٹھی مسکرا رہی تھی۔۔۔

کیسے پہلی بار وہ علی سے ملی تھی اس کی بانہوں میں پھر لڑائی۔۔۔

پھر اس کے ساتھ وہ چائے والا مزاق پھر جب علی اسے لے گیا تھا یونی سے۔۔۔۔

اور جب حیا کے روم میں اس سے ملنے آیا تھا۔۔۔

کوئی دیوانہ ہی لگ رہا تھا اس وقت تو۔۔۔۔

مگر اب جب حیا علی کو پسند کرنے لگی تھی اسے چاہنے لگی تھی۔۔۔

تو علی نے اس سے کنارہ کر لیا تھا اور یہی بات حیا کے لیے تکلیف دہ تھی۔۔۔۔

اتنے میں عائشہ بیگم روم میں داخل ہوئی۔۔۔

کیا ہوا میرا بچا اتنا پریشان ہے آج کل ہاں۔۔۔

یونی سے آکر اپنے کمرے میں بند ہو جاتی ہو۔۔۔

کہاں گئی تمہاری وہ سب شرارتیں۔۔۔۔

اما كچھ نھیں بس وہ آپ كو ٲوٲتا ھے اگزیز ہونے والے ہیں بس اسی كی وجہ سے۔۔۔۔
اچھا چلو ٲڑھائی كرو تم۔۔۔

خیال ركھا كرو اور اپنا باھر بھی آجایا كرو سارا دن كمرے میں بند ہوتی ہو۔۔۔
جی اما۔۔۔

حیا نے كھا اور ٲڑھنے لگی۔۔
♥ ♥ ♥ ♥

ٲریشے بھی ٲریشان تھی حیا كی وجہ سے حیا كے بارے میں سوچ سوچ كر۔۔۔۔
اس نے اس بارے میں آیان سے بات كرنے كا سوچا۔۔۔
اور آیان كو كال ملائی۔۔۔

دوسری ہی بیل ٲر كال ریسڈو ہوئی۔۔۔۔
صدقے زہنسیب آج كیسے یاد كر لیا مجھے۔۔۔۔
جیسے كرتے ہیں یاد۔۔۔
اچھا جی كیسے یاد كرتے ہیں۔۔۔

جیسے مینے کیا ہے۔۔۔

اور جناب آپ نے کیسے یاد کیا ہے۔۔۔

آپ کو کال کر کے۔۔۔

آہاں تو کال کر کے یاد کیا جاتا ہے۔۔۔

جی بالکل۔۔۔

اور ایسا کس نے کہہ دیا ہے تمہیں۔۔۔

مینے خود نے کہا ہے۔۔

ایک تو تم اور دوسرے تمہارے شوشے۔۔۔

کیا ہے آیاں آپ ہر وقت مجھے پریشان کرتے رہتے ہیں۔۔۔

اچھا نا میری چندہ بتاؤ کیسی ہو۔۔۔

میں بالکل ٹھیک اور آپ۔۔۔

اپنی چندہ کی آواز سن لی میں بھی ٹھیک ہو گیا۔۔۔

اب یہ چندہ کیا ہے۔۔۔

تم ہو۔۔۔

میں ہوں۔۔۔؟

جی میری چندہ تم ہی تو ہو۔۔۔

آیاں نا کریں نا۔۔۔

صدقے جب ایسے کہتی ہونا قسمے بڑا پیار آتا ہے تم پہ۔۔۔

ابھی تمہارے پاس ہوتا نا تو۔۔۔

کیا تو۔۔۔

تو اسی ٹائم بتاتا تمہیں۔۔۔

ابھی نہیں بتا سکتے آپ۔۔

نہیں ابھی نہیں بتا سکتا۔۔۔

ابھی کیوں نہیں بتا سکتے۔۔۔

کیونکہ میری مرضی۔۔۔

اوففوووووو کیااااا ہے آیاں۔۔۔

کچھ نہیں میری چندہ۔۔۔

آپ کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔

ہو سکتا ہے بہت کچھ اگر تم چاہو تو۔۔۔

کیا ہو سکتا ہے۔۔۔

وہی جو تم چاہتی ہو۔۔۔

پر میں تو کچھ نہیں چاہتی۔۔۔

پھر میں بھی کچھ نہیں کر رہا۔۔۔

تو آپ کیا کرنے والے تھے۔۔۔

جو تم نہیں چاہ رہی تھی۔۔۔

اور میں کیا نہیں چاہ رہی تھی۔۔۔

یہ تو تمہیں ہی پتا ہوگا نا۔۔۔

اففففف آیان آپ پاگل کر دیں گیں مجھے۔۔۔۔

مجھے بہت ضروری بات کرنی تھی آپ سے مگر اب نہیں کرنی ہے۔۔۔۔۔

خدا حافظ۔۔۔

پیچھے سے آیان مسکرا نے لگا پگلی چندہ اور سوچ میں پڑ گیا کی کون سی بات کرنی تھی۔۔۔
ابھی اسے کام تھا تو بات کرنے کا ارادہ رات کو تھا۔۔۔۔



میر یہ کیا بات ہوئی شاہان بھی اچھا لڑکا ہے اور فیملی بھی اچھی تھی۔۔۔
تو آپ نے وہاں کیوں انکار کیا۔۔۔۔
کوئی وجہ تھی۔۔۔

ویسے لوگ تو یہ بھی اچھے ہیں

لیکن علی کے چاچا عثمان آفندی ان کی جو بیٹی تھی زرکاش اس کا رویہ مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگا۔۔۔

عائشہ بیگم بے خیالی میں ہی بولی جا رہی تھی۔۔۔
اپنے دوست کی فیلمی کو اس لیے منا کیا کیونکہ زیان نے کہا تھا۔۔۔
اور مجھے بھی علی پسند ہے اگر مجھے پہلے پتا ہوتا کہ علی بھی حیا کو پسند کرتا ہے تو کبھی یہ نوبت نا آتی۔۔۔۔

مگر جو ہوا اچھا ہو گیا اب تو بس علی اور حیا کی شادی کی تیاریاں کرنی چاہیئے۔۔۔۔

اور رہی بات ان کی بیٹی کی زیادہ نا سوچو تم علی کے چاچا چاچی وہ رشتہ لے آئے کافی ہے۔۔۔۔

ورنہ علی کا اور تو کوئی ہے نہیں اور علی بہت اچھا لڑکا ہے ہماری بیٹی کو خوش رکھے گا۔۔۔

اور ہمارے لیے یہی بات بہت اہم ہے۔۔۔۔

ہاں یہ بات بھی ٹھیک ہے حیا سے بات کروں گی میں۔۔۔
نہیں۔۔ اس بارے میں حیا سے کوئی بات نا کرنا تم۔۔۔۔

لیکن کیوں۔۔۔۔

پتا نہیں بیگم صاحبہ بیٹے کا فرمان ہے۔۔۔۔

ہاہاہا اچھا جی چلیں ٹھیک ہے۔۔۔۔

اور حیا کی شادی کچھ جلدی نہیں ہے یہ۔۔۔۔

نہیں تمہیں ایسا لگ رہا ہے اور زیان بھی کہہ رہا تھا کہ اچھا ہے شادی ہے سب

مصرف ہو جائیں گیں تیاریوں میں۔۔۔۔

نہیں تو یوسف کی وجہ سے سب پریشان ہے۔۔۔۔

اچھا ایک بات سوچ رہی تھی میں----

جی عرض کریں جناب----

کیا ہو گیا ہے آپ کو میر-----

اچھا بتاؤ تم نہیں کرتا اب-----

میں سوچ رہی تھی کیوں نا حیا کے ساتھ ہی آیان کی شادی کروادیں----

ہماری ایک بیٹی رخصت ہوگی گھر ویران ہو جائے گا تو ہم اپنی دوسری بیٹی کو لے آئیں
گیں----

بات تو ٹھیک کہہ رہی ہو-----

مگر یوسف کے بنا کیسے--

آپ نے ہی تو کہا یوسف کی وجہ سے پریشان ہے تو اچھا ہے نا پریشے کی شادی میں

مصروف ہو جائیں گیں-----

چلیں پھر کرتے ہیں اس بارے میں بھی بات ----
اور زیان سے بھی بات کر لیجئے گا آپ ----
وہ کیا چاہتا ہے اس کے لیے بھی کوئی لڑکی دیکھیں یا اسے پہلے سے کوئی پسند ہے ----

جو حکم جناب ----
آپ بھی نا عائنشہ بیگم مسکرانے لگی ----
♥ ♥ ♥ ♥

پلوشہ بیٹھی ہوئی مسکرا رہی تھی ----
کتنے حسین منظر تھے وہ جو اس نے زیان کے ساتھ گزارے ----
خود کو بہت خوش نصیب محسوس کر رہی تھی وہ کہ اسے زیان جیسا شوہر ملا ----
اسے اتنا چاہنے والا ----
اتنا پیار کرنے والا ----

اس کی فکر کرنے والا۔۔۔

اس کی پریشانی میں پریشان ہونے والا۔۔۔

پلوشہ سوچ ہی رہی تھی کہ موبائل رنگ کیا۔۔۔

اور پلوشہ نے جیسا دیکھا تو اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔۔۔

میرے بارے میں سوچ رہی ہو۔۔۔

زیان کا میسج تھا۔۔۔

پلوشہ نے ریپلائے کیا نہیں تو۔۔۔

پلوشہ نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا اس کے دل نے تو ایک سو بیس کی سپیڈ پکڑی۔۔۔۔

جبکہ زیان اس کے پاس نہیں تھا پر وہ اسے اپنے پاس اپنے ساتھ محسوس کر رہی

تھی۔۔۔

پھر موبائل رنگ کی اور زیان کا ریپلائے آیا۔۔۔

اچھا اگر نہیں یاد کر رہی تھی تو میرا مسیج پڑھ کر تمہارے دل کی دھڑکنے تیز کیسے
ہو گئیں۔۔۔

پلوشہ کا مسیج پڑھ کر چہرہ شرم سے سرخ ہو چکا تھا اور اس پگلی نے اپنے منہ پر دونوں
ہاتھ رکھے۔۔۔

پھر سے ٹون بجی۔۔۔۔

اب شرمنا بند کرو اب تو تمہارے پاس موجود نہیں ہوں میں۔۔۔۔

پلوشہ حیران ادھر ادھر دیکھنے لگی کہ زیان کو سب کیسے پتا چل رہا ہے۔۔۔۔

ایک بار پھر سے مسیج ٹون بجی۔۔

زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیمہ نہیں لگایا ہوا مینے۔۔۔۔

تم سے اور تمہاری ہر عادت ہر ادا ہر چیز سے اچھی طرح واقف ہوں میں۔۔۔۔

ہممم پلوشہ نے بس اتنا لکھ کر ریپلائے دیا اور پھر مسکرانے لگی۔۔۔

گڈ میری جنگلی شیرنی ایسے ہی مسکراتی رہا کرو۔۔۔۔

پلوشہ نے پھر میسج دیکھا اور پھر حیران ہوئی اور موبائیل ہی آف کر دیا۔۔۔۔

اور پھر خود ہی مسکرانے لگی۔۔۔۔



یار زیان بات سن۔۔۔

ہاں بول۔۔۔

یار میں کچھ زیادہ تنگ تو نہیں کر رہا نا حیا کو۔۔۔۔

ایسا نا ہو یہ تنگ کرنا مجھے مہنگا پڑ جائے۔۔۔

ہاہاہاہاہا پھر تو سوچ لو تمہاری خیر نہیں ہے۔۔۔

یار سیریس ہوں میں۔۔۔

تو ٹھیک ہے میں آج بتادوں گا اسے تمہارے بارے میں۔۔۔

نہیں نہیں یار ایسا نا کرنا میرا سارا پلین خراب ہو جائے گا۔۔۔

کون سا پلین ہیں۔۔۔

کیا خچڑی پکا رہا ہے تو۔۔۔

کچھ نہیں یار بس ایسے ہی کہہ رہا تھا۔۔۔

بس بس ناٹک بند کر اپنے۔۔۔

اور کام پر دھیان دے جب دیکھو اول فول کہتا رہتا ہے۔۔۔

کیا ہو گیا ہے یار ابھی تو مجھے شادی کی تیاریاں کرنی ہے یہ کام وام تو ہی دیکھے گا اب۔۔
اور اب تو آیان بھی ہے۔۔۔۔

چپ کر رہا ہے یا نکالوں باہر تجھے یہاں سے۔۔۔

اچھا نا کھڑوس کہیں کا۔۔۔



پلوشہ۔۔۔۔

پریشے نے پکارا۔۔۔

جی آپو۔۔۔

ماما کو دوائی دے دی تھی تم نے۔۔۔

جی آپو ابھی دے کر ہی آرہی تھی ماما سو رہی ہیں۔۔

اچھا چلو ٹھیک ہے۔۔۔

اور آپ اتنی رات کو یہاں کیا کر رہی ہیں۔۔۔

بس نیند نہیں آرہی تھی اس لیے ٹہل رہی تھی۔۔۔

اچھا میں کمپنی دوں کیا پلوشہ ہے نا پھر کس بات کی ٹینشن۔۔۔

ہاہا نہیں نہیں ڈرامے باز جاؤ جا کر سو جاؤ میں بھی بس جانے لگی ہوں۔۔۔

ہمم اوکے پھر گڈ نائٹ۔۔۔

گڈ نائٹ۔۔۔

پریشہ نے کہا اور موبائل نکال کر حیا کو کال ملائی۔۔۔

اور حیا نے اسی ٹائم کال پک کی۔۔۔

کیا ہوا اس وقت کال کی۔۔۔

حیا نے پوچھا۔۔۔

ہاں بس نیند نہیں آرہی تھی۔۔۔۔

سوچا تمہیں کال کر لوں اور شکر تم جاگ رہی ہوں مجھے کچھ کہنا تھا۔۔۔

ہاں بس میں سونے ہی جارہی تھی میں خود باہر ٹہل رہی تھی۔۔۔

تم بتاؤ کیا کہنا ہے۔۔۔

یار حیا میں سوچ رہی تھی کیوں نا تمہارے اور علی کے بارے میں آیان سے کروں بات

میں۔۔۔۔؟

آیان بھائی سے۔۔۔۔

پر تم بھائی سے کہو گی کیا۔۔

تم ٹینشن نا لو میں کر لوں گی بات۔۔۔

اچھا دیکھ لو پھر۔۔۔

ہاں تم ٹینشن نا لو سب ٹھیک ہوگا چلو آرام کرو تم۔۔۔۔

صبح ملتے ہیں پھر یونی میں۔۔۔

ہاں یار اور تیاری کی تم نے اگزمز کی۔۔۔

ہاں انشاء اللہ اچھا ہی ہو گا پیپر۔۔۔

انشاء اللہ چلو پھر گڈ نائٹ۔۔

گڈ نائٹ پریشے نے کہا اور کال بند کی۔۔۔



اور اسی ٹائم آیان کی کال آئی۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔

میں آپ کو ہی کال کرنے لگی تھی۔۔۔

و علیکم اسلام۔۔۔۔

لیکن تمہارا نمبر تو بڑی جا رہا تھا میں کب سے ٹرائے کر رہا تھا۔۔۔

اچھا وہ میں حیا سے کر رہی تھی بات۔۔۔

اچھا چلو سہی۔۔۔

پر مجھے کیوں کال کرنے والی تھی۔۔۔

ایک بہت ضروری بات کرنی ہے مجھے آپ سے۔۔۔

اگر آپ سیریس ہو کر میری بات سنیں تو۔۔۔

لو مینے تو ابھی کچھ کیا ہی نہیں۔۔۔

ہاں تو میں بھی وہی کہہ رہی ہوں کہ کچھ مت کیجیے گا۔۔۔

لیکن میں کیا کرتا ہوں۔۔۔

وہی سب۔۔۔

وہی سب کیا۔۔۔

اففف مجھے نہیں پتا۔۔۔

تو پھر بول کیوں رہی ہو۔۔۔

دیکھا پھر تنگ کر رہے ہیں نا۔۔۔

یہی سب کہہ رہی ہوں میں۔۔۔

یہی سب۔۔۔

ہاں یہی سب۔۔۔

یہی سب کیا ہوتا ہے۔۔

مجھے نہیں پتا۔۔۔

تو کس کو پتا ہے۔۔۔

آپ کو۔۔۔

کس نے کہا ہے کہ مجھے پتا ہے۔۔۔

میں۔۔۔

پر مجھے تو نہیں پتا۔۔۔

آیاں میں آپ سے بات نہیں کروں گی بس دوبارہ۔۔۔

اچھا اچھا نہیں کرتا نا میری چندہ بتاؤ کیا بات کرنی ہے۔۔۔

وہ نا مجھے حیا کے بارے میں بات کرنی ہے۔۔۔

حیا کے بارے میں خیریت۔۔۔

ہاں ہاں حیا کا رشتہ۔۔۔

اوہ ہاں میری چنڈہ میں تو تمہیں بتانا ہی بھول گیا۔۔۔

حیا کا رشتہ طے ہو چکا ہے علی کے ساتھ دیکھا ہوا ہے نا تم نے۔۔۔

جو ہاسپٹل میں بھی تھا وہی۔۔

مجھے تو لگا تھا حیا تمہاری دوست ہے بتادیا ہوگا تمہیں۔۔۔

بس بس بس بریک لگائیں۔۔۔

پریشہ نے حیرانگی سے کہا۔۔۔

لو ابھی تو مینے سٹارٹ ہی نہیں کیا۔۔۔

آیان سیریس بھی ہوں کیا ہے۔۔۔
اور حیا کا رشتہ علی سے ہوا ہے پکا۔۔۔۔؟؟؟
تم پاگل ہو گئی ہو چندہ حیا کا رشتہ ہے اور مجھے پکا نہیں تو کیا کچا پتا ہوگا۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔۔
لیکن۔۔۔۔
اور ہاں یہ بات تم حیا سے مت کرنا۔۔۔
لیکن کیوں۔۔۔
وہ سب میں تم سے مل کر تمہیں بتاؤں گا۔۔۔
ملے بنا نہیں بتا سکتے۔۔۔
نہیں نا مل کر بتانا ہے۔۔۔
کیسے ملنا ہے۔۔۔
جیسے سب ملتے ہیں۔۔۔

اور سب کیسے ملتے ہیں۔۔۔

تمہیں نہیں پتا۔۔۔؟؟

نہیں مجھے تو نہیں پتا۔۔۔

پھر مجھے بھی نہیں پتا۔۔۔

اففففففف آپ پھر شروع ہو گئے۔۔۔

نہیں تو ابھی تو میں نے کچھ کہا ہی نہیں۔۔۔۔

بس کر دیں آپ۔۔۔

کون سی بس۔۔۔۔

جو چلتی ہے۔۔۔

کون سی بس چلتی ہے۔۔۔

جس میں لوگ بیٹھتے ہیں۔۔۔

کون سے لوگ۔۔۔

ظاہر ہے آیاں ہم جیسے لوگ۔۔۔

اچھا تم جیسا کوئی اور بھی ہے کیا۔۔۔

مجھے نہیں کرنی بات بس اب تو پکا میں نہیں کروں گی بات۔۔۔

اچھا اچھا سنو۔۔۔

بولیں۔۔۔

مس یو میری چندہ۔۔۔

پریشہ چپ ہو گر مسکرانے لگی۔۔۔

جواب بھی دیں گی میڈم یا میں ساری رات انتظار کرتا رہوں۔۔۔

مس یو ٹو۔۔۔

صدقے۔۔۔

اور پریشہ نے جلدی سے کال کٹ کر دی اور مسکرانے لگی۔۔۔

ہائے میری چندہ آیاں نے سرد سی آہ بھری اور سونے کے لیے لیٹ گیا۔۔۔



ایک ماہ گزر چکا تھا۔۔۔۔

لیکن یوسف دورانی کی حالت میں کوئی سدھار نہیں آیا تھا۔۔۔

سارا ماحول بدل چکا تھا۔۔۔

شادی کی تیاریاں زور و شور سے چل رہی تھیں۔۔۔

سارے گھر کو دلہن کی طرح سجایا جا رہا تھا۔۔۔

ہر طرف لائیٹیں پھول وغیرہ بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

اچھے سے کرنا سب کچھ کوئی کمی نہیں رہنی چاہئے مجھے سب تیاریاں پرفیکٹ چاہیئے۔۔۔

اور جلدی جلدی کام کرو سب۔۔۔

زیان نے مصروف سے انداز میں کہا اور سب تیاریاں دیکھنے لگا۔۔۔

آخر کو اس کی بہن کی شادی تھی۔۔۔

حیا کی شادی ---

اور آج حیا اور پریشے کا مایو تھا----

سب تیاریوں میں مشغول تھے ہر طرف چہل پہل تھی ---



جلدی کرو بیٹا دیر ہو رہی ہے کب سے انتظار کر رہے ہیں ہم ---

عائشہ بھی کب سے بیٹھی ہوئیں ہیں جلدی آؤ----

جی ماما بس دو منٹ میں آپ کو لے کر آئی ---

معذرت بس بچیاں ہیں اوپر سے مناسب بھی نہیں لگ رہا یوں ایسے آپ لوگوں کے

یہاں جانا---

ارے اس میں نامناسب لگنے والے کون سی بات ہے ---

ہماری اپنی بیٹیاں ہیں دونوں اب تو دونوں ہی میری بیٹیاں ہیں ---

جب سے زیان نے پلوشہ کا بتایا میں تو چاہتی تھی اس کی بھی رخصتی آپ ساتھ ہی کر
دیتی۔۔۔۔

مگر چلیں جیسا آپ کو بہتر لگے۔۔۔
جی جی عشرت بیگم بس مسکرانے لگی۔۔۔

اور یوسف بھائی ہوتے تو بات الگ تھی اب آپ کیسے کریں گی تیاریاں اسی لیے میر نے
مجھے بھیجا تھا۔۔۔۔
وہ خود نہیں آسکے مصروف تھے بس تیاریوں میں۔۔۔

اچھا کوئی بات نہیں۔۔۔
ماما آگئے بس۔۔۔
کتنی دیر لگادی اور سامان سارا رکھ لیا ہے۔۔۔
جی جی ماما۔۔۔

شکر ہے وزنا این وقت پر تم لوگوں کو سب یاد آتا ہے۔۔۔
ماما انسٹ تو نا کریں۔۔۔

بلکل کیوں ڈانٹ رہی ہیں ہماری بچوں کو آج تو اتنا بڑا دن ہے۔۔۔
خوش رہنے دیں۔۔۔

اچھا چلیں دیر ہو رہی ہے چلیں۔۔۔



علی شاور لے کر نکلا اور ڈریسنگ کے آگے کھڑا ہو کر خود کو دیکھنے لگا۔۔۔
آج تو بہت خوش تھا علی اور ہوتا بھی کیوں نا آخر آج اتنا بڑا دن تھا اس کے لیے۔۔۔
کتنی مشکل سے یہ دن گزارے تھے اس نے۔۔۔
اتنے میں ہی زرکاش روم میں داخل ہوئی۔۔۔

بڑے خوش لگ رہے ہو۔۔۔

تمہیں تمیز نہیں ہے کہ کسی کے روم میں آنے سے پہلے نوک کرتے ہیں۔۔۔۔

اووہ چلو نیکسٹ ٹائم سہی اور یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔۔۔
بلکل۔۔

خوش تو میں بہت ہوں جسے میں چاہتا ہوں بے تہاشا میری محبت اب میری ہونے
جاری ہے۔۔۔

تو کیا مجھے خوش نہیں ہونا چاہئے۔۔۔

کتنے خود غرض ہو تم۔۔۔

کیا کہہ رہی ہو یہ تم۔۔۔

سہی تو کہہ رہی ہوں بچپن سے چاہتی ہوں تمہیں میں۔۔۔

آخر کیا کمی تھی مجھ میں جو تم نے ایسا کیا میرے ساتھ۔۔۔

میںے کبھی تمہیں آسرے میں نہیں رکھا اور نا ہی محبت کے دعوے یا وعدے کیے۔۔۔۔
پھر میں خود غرض کیسے بن گیا۔۔۔

میںے تمہیں پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میں تمہیں پسند نہیں کرتا تو بات ہی ختم کیوں بات کو اتنا
بڑھا رہی ہو۔۔۔۔

اور آج کے دن مجھے بالکل بھی اپنا موڈ خراب نہیں کرنا۔۔۔
تو تم جاؤ یہاں سے پلیز۔۔۔

اچھا نہیں کر رہے یہ تم میرے ساتھ۔۔۔
دیکھو زرکاش سمجھو تم بہت اچھی لڑکی ہو تمہیں مجھ سے بہتر ہمسفر مل جائے گا۔۔۔
چھوڑ دو یہ سب کرنا۔۔۔۔

علی نے کہا اور واپس سے اپنے کام میں لگن ہو گیا۔۔۔۔



شام ہو چکی تھی ہر طرف چہل پہل تھی۔۔۔
کل ان کی مہندی ہونی تھی اور مہندی کے بعد شادی۔۔۔
اور آج ہلدی تیل کی رسم ادا کی جا رہی تھی جو کہ ان کے خاندان کا حصہ تھیں۔۔۔۔
سب بے حد خوش تھے مگر کمی تھی تو صرف یوسف دورانی کی جو کہ عشرت بیگم بے حد
محسوس کر رہی تھی۔۔۔

حیا اور پریشہ کو اچھے سے تیار کیا گیا تھا دونوں کی ہی سیم ڈیسنگ تھی۔۔۔
حیا اور پریشہ نے پیلے کلر کا کام والا کرتا اور شرارے پہنے ہوئے تھے۔۔۔
اور بالوں کو رول کیے دونوں سائیڈ سے آگے کی طرف اچھے سے سیٹ کیے ہوئے تھے۔۔۔
اور ہلکے سے میک اپ میں سادگی سے تیار کیا گیا تھا۔۔۔
جن میں بھی وہ دونوں بے حد حسین گڑیا ہی لگ رہی تھی۔۔۔

مگر جہاں پریشہ بہت خوش تھی اس کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا۔۔۔

وہی حیا کے چہرے پر اداسی کے اثار تھے۔۔۔
اور ان سب کی وجہ پریشے بخوبی جانتی تھی۔۔۔
مگر پھر بھی اپنی بیسٹ فرینڈ کو سچ نہیں بتا سکتی تھی۔۔
آیان کے کہنے کہ وجہ سے۔۔۔

ایک طرف آیان اور پریشے بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں کی رسم ایک ساتھ ادا کی جا رہی
تھی۔۔۔

اور حیا اکیلی بیٹھی ہوئی تھی سب سمجھ رہے تھے کہ علی کے ساتھ نا ہونے کہ وجہ سے
حیا اداس ہے اور ہر ممکن کوشش کر رہے تھے کہ حیا کو اس بات کا احساس نا ہو۔۔۔
مگر وجہ کیا تھی وہ تو بس حیا ہی جانتی تھی۔۔۔
نا چاہتے ہوئے بھی حیا کا سارا دھیان باہر کی طرف ہی تھا اور وہ اسی شخص کا انتظار کر
رہی تھی جو کہ ابھی ظالم بنا بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

حیا کی نظریں بس اسے ہی دیکھنے کے لیے بے چین تھی اسی کے لیے منتظر تھی۔۔۔

پورا لان روشنیوں سے دمک رہا تھا ہر منظر انتہائی حسین دلکش لگ رہا تھا۔۔۔

اور پورا لان مہمانوں رشتے داروں سے بھرا ہوا تھا۔۔۔

اور باری باری سب آکر رسم کر رہے تھے ان کے چہروں پر ہلکی لگا رہے تھے اور انہیں خوشیوں بھری دعائوں سے نواز رہے تھے۔۔۔

اُدھر علی کا بھی برا حال تھا ہلکی کی وجہ سے۔۔۔

اور اسی کی نظریں بھی اپنی باری ڈول کو دیکھنے کے لیے بے تاب تھی۔۔۔۔

میر نے بات کی تو تھی علی کے چاچا عثمان آفندی سے۔۔۔

مگر انہوں نے انکار کر دیا تھا انہوں نے کہا علی کی رسم ہمارے یہاں ہی ہوگی۔۔۔

ہماری روایتوں میں دلہا شادی سے پہلے دلہن کو نا دیکھ سکتا ہے نا مل سکتا ہے۔۔۔

اور ان کی رواجوں کا مان رکھتے ہوئے میر شاہ نے بھی کچھ کہنا مناسب نہیں سمجھا۔۔۔

مگر اس سب کی وجہ سے علی کا برا حال تھا۔۔۔

اور یہ سب وہی جانتا تھا۔۔۔

اس کا دل تو کر رہا تھا کہ سب بتادے حیا کو۔۔۔

اور اس نے سوچا تھا آج حیا سے مل کر بات ضرور کرے گا۔۔۔

اب اور انتظار نہیں کر سکتا تھا وہ بھی۔۔۔

اسے بس رسم کے ختم ہونے کا انتظار تھا۔۔۔



آج تو میری چندہ بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔۔

آیان نے پریشہ کے کان کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

پریشہ تو سب کے سامنے یہ بات سن کر گھبرا سی گئی۔۔۔

اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ کیا رینکشن دے۔۔۔

کیا ہوا چندہ آج بولتی بند ہو گئی۔۔۔

آیان مسکرانے لگا۔۔۔

کیا کہہ رہے ہیں آپ سب ہیں یہاں۔۔

پریشے نے ڈرتے ڈرتے دھیمے لہجے میں کہا۔۔۔

تو کیا ہے دیکھنے دو سب کو۔۔

اپنی ہونے والی زوجہ محترمہ سے بات کر رہا ہوں۔۔

اففف آیان آپ بھی نا۔۔۔

چلو پھر تم کہتی ہو تو نہیں کرتا۔۔۔

رسم کے بعد کر لیں گیں بات۔۔۔

نہیں۔۔۔

کیا نہیں۔۔

منا کیا ہے ماما نے بات کرنے سے۔۔۔

اوہ یہ تو ظلم ہو جائے گا چندہ میرے ساتھ۔۔۔

ابھی تو بیٹے تمہاری تعریف بھی نہیں کی ٹھیک سے۔۔۔

تو کر دیں ابھی۔۔۔

ایسے کیسے۔۔۔

تعریف ہی تو کرنی ہے بول دیں۔۔۔

پر مجھے بولنا نہیں ہے نا کچھ کر کے تعریف کرنی ہے۔۔۔

کیا کریں گے آپ۔۔

وہی۔۔۔

کیا وہی۔۔۔

جب کروں گا پتا چل جائے گا۔۔۔

آیاں بس کر جائیں آج کے دن بھی پریشان کر رہے ہیں۔۔۔

سب دیکھ رہے ہیں کیا سوچیں گیں۔۔۔۔

سوچنے دو سب کو۔۔۔

تم کیا سوچتی ہو مجھے اس بات سے فرق پڑتا ہے۔۔۔

پریش نے حیا کی طرف دیکھا تو اس کا دل کر رہا تھا جیسے ابھی جا کر سچ بتا دے۔۔۔

اور یہ بات آیان نے بھی نوٹ کی مگر کہا کچھ نہیں۔۔۔
پریشہ حیا کے تھوڑا سا قریب ہوئی۔۔۔
اور حیا کو کہا اب تم نے منہ کیوں بنایا ہوا ہے۔۔۔
کیا ہوا جناب دولے بھائی کی یاد آرہی ہے کیا۔۔

یار نا کرو پریشہ میرے سر میں درد ہے اب اور نہیں بیٹھا جا رہا۔۔۔
مجھے جانا ہے اب یہاں سے دم گھٹ رہا ہے میرا۔۔۔
کیا ہوا طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری۔۔
ہاں ٹھیک ہے تم میری وجہ سے اپنا موڈ آف مت کرو۔۔۔
اتنے میں عشرت بیگم آئی کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا۔۔۔
پریشان لگ رہے ہو تم دونوں۔۔
نہیں ماما وہ بس تھکاوٹ کی وجہ سے۔۔

اچھا بس کچھ دیر اور پھر آرام کر لینا۔۔۔

جی ماما۔۔۔



علی کے ساتھ تو حالت ہوئی تھی سب نے بہت پریشان کیا اسے۔۔۔

اسے اب جلدی سے حیا سے ملنا تھا اسے بھی تو ہلدی لگانی تھی اس جناب نے۔۔۔

اس لیے جلدی سے فریش ہو کر آیا اور تیار ہونے لگا۔۔۔

کہیں جا رہے ہو۔۔۔

تم پھر آگئی۔۔۔

میں پوچھا کہیں جا رہے ہو۔۔

میں تمہیں جواب دینے کا پابند نہیں ہوں۔۔

لگتا ہے اپنی ہونے والی بیوی سے ملنے جا رہے ہو۔۔۔

بلکل ٹھیک لگتا ہے۔۔۔

مگر کیوں۔۔۔

میری مرضی۔۔۔

مگر پاپا نے کیا کہا تھا یاد نہیں تمہیں۔۔۔

تو چلو جو کو تم شکایت لگاؤ گی۔۔۔۔

ایک شرط پر نہیں۔۔۔

بولو۔۔۔

میں بھی چلو گی ساتھ۔۔۔

کیا دماغ ٹھیک ہے نا تمہارا کیا بول رہی ہو یہ۔۔۔

میں بالکل سہی کہہ رہی ہوں مجھے بھی تو دیکھنا ہے کیسی لگ رہی ہوگی تمہارے ہونے والی

بیوی۔۔۔

دیکھوں تو سہی ایسا بھی کیا ہے اس میں جو تم پاگل ہو اس کے لیے۔۔۔

مگر تم۔۔۔

مگر وغیرہ کچھ نہیں بس مجھے جانا ہے میں گاڑی میں ہی رک جاؤں گی بس۔۔۔۔

لیکن مجھے تمہارے ساتھ جانا ہے۔۔۔

اچھا چلو زرکاش تم بھی نا مگر کسی نے تمہارا پوچھا تو۔۔۔

وہ سب میں سمجھال لوں گی۔۔۔

اوکے۔۔۔۔

زرکاش کے چہرے پر تیکھی سی مسکراہٹ آئی۔۔۔

جو کہ ناجانے کس بات کا اندیشہ دے رہی تھی۔۔۔۔



کافی دیر ہو چکی تھی دیر رات کو وہ دونوں اپنے روم میں جا چکی تھی۔۔۔

پریشہ کا روم الگ تھا پریشہ کے ساتھ پلوشہ بھی تھی۔۔۔

پریشہ تو جیسے روم میں گئی جاتے ہی بستر پر ڈھ گئی۔۔۔

پلوشہ مسکرائی اور پانی کا جگ اٹھا کر کچن کی جانب چل پڑی۔۔۔

کافی رات ہو چکی تھی تھکاوٹ کی وجہ سے سب اپنے اپنے رومز میں تھے۔۔۔

پلوشہ جیسے ہی کچن میں گئی تو اندھیرا تھا اور اندھیرے میں کسے نے پلوشہ کے ہاتھ کو کھینچ کر خود سے لگایا۔۔۔

پلوشہ کو تو کچھ سمجھ ہی نہیں آیا وہ تو گھبرا ہی گئی۔۔۔
کلک کلک کوون۔۔۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے کون کر سکتا ہے ایسا۔۔۔۔
کسی نے گھمبیر لہجے میں کہا۔۔۔

اففف جنگلی انسان ڈرا دیا تمہا تم نے تو مجھے۔۔۔
آہاں تو میری جنگلی شیرنی ڈرتی بھی ہے۔۔۔۔
تم یہ بتاؤ تم یہاں کیا کر رہے تھے۔۔۔

تمہارا انتظار۔۔۔۔۔

اچھا لائٹ تو ان کرو۔۔۔۔

نہیں مجھے نہیں کرنی۔۔۔۔

کیوں۔۔۔

کرو نا جنگلی انسان مجھے جگ رکھنا ہے ٹیبل پر گر گیا تو۔۔۔

لاؤ مجھے دو۔۔۔

تم کیسے دیکھو گے اتنا اندھیرا ہے۔۔۔

میں پہلی بار نہیں آیا کچن میں جو پتانا ہو۔۔۔

زیان نے جگ لے کر رکھا اور پھر پلوشہ کو اپنے قریب کیا۔۔۔

اج تو میری جان حسین لگ رہی تھی بہت۔۔۔

بس کرو رہنے دو دیکھا بھی نہیں تھا تم نے مجھے کچھ زیادہ ہی مصروف تھے نا۔۔۔۔

اففف اتنا غصہ اسی لیے تو ابھی کر رہا ہوں نا تعریف۔۔۔

رہنے دو تم۔۔۔۔

جانا ہے مجھے چھوڑو۔۔۔

زیان نے پلوشہ کو اور پاس کیا۔۔۔

اب اتنا ہی فاصلہ تھا دونوں میں کہ بس ہوا ہی گزر سکتی تھی۔۔۔۔

یہ ک۔۔۔۔۔

ششششش زیان نے پلوشہ کے لبوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔

اور اپنا چہرہ قریب کرتے ہوئے اپنا گال پلوشہ کے گال پر مس کیا۔۔۔۔۔

پلوشہ کو زیان کی بیئرڈ سے گدگدی ہونے لگی۔۔۔

ہاہاہاہا جنگلی انسان یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔

ہلدی لگا رہا ہوں میری جان۔۔۔

ہماری رسم بھی تو ہونی چاہیئے نا۔۔۔

مگر تم ہنس کیوں رہی ہو۔۔۔۔

تمہاری بیئرڈ کی وجہ سے۔۔۔

پھر تو اب عادت ڈال لو تم۔۔۔۔۔

کیوں۔۔۔۔۔

زبان نے پھر اپنی دوسری گال پلوشہ کی گال سے مس کی۔۔۔

اور ہلدی لگائی۔۔۔

ہاہاہا بس نا جنگلی انسان۔۔۔

یہ تمہیں آج ہو کیا رہا ہے۔۔۔

پتا نہیں۔۔۔

سارے موڈ کا بینڈ بجا رہی ہو تم۔۔۔۔

اچھا بس نا میں تھک گئی ہوں بہت چھوڑو جانا ہے مجھے۔۔۔۔

اچھا جاؤ۔۔۔

چھوڑو گے تو جاؤں گی نا۔۔۔

اچھا ایک شرط پر۔۔۔

کیا۔۔۔

پہلے مجھے کس چاہیئے۔۔۔۔

کیاااا۔۔۔۔۔؟؟ پلوشہ حیرت سے دیکھنے لگی۔۔۔

اب اتنا بھی مشکل کام نہیں کہا مینے۔۔۔۔

نہیں ملنے والی تمہیں۔۔۔۔

تو بس پھر کھڑی رہو ایسے ہی میری بانہوں میں۔۔۔۔

جنگلی انسان۔۔۔۔

جی میری جان۔۔۔۔

اچھانا آنکھیں بند کرو اپنی۔۔۔۔

لو اتنا اندھیرا ہے پھر بھی آنکھیں بند کروں۔۔۔۔

کرو نا۔۔۔۔

اچھانا کرلی۔۔۔۔

پلوشہ نے زیان کے پاؤں پر اپنے پاؤں رکھ کے اونچا ہونا چاہا۔۔۔۔

تو زیان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر پلوشہ کو اوپر کیا۔۔۔۔

تاکہ پلوشہ جو کرنا چاہ رہی ہے آسانی سے کر سکے۔۔۔۔

پلوشہ نے زیان کے گال پر کس کی اور جلدی سے پیچھے ہوئی۔۔۔۔

یہ کیا۔۔۔۔

کیا۔۔۔۔

یہ کس تھی۔۔۔۔

تو اور کیا تھا۔۔۔۔

پر مجھے یہاں تو نہیں چاہیئے تھی۔۔۔۔

تو پھر۔۔۔۔

زیان نے پلوشہ کے لبوں پر انگلی پھیری اور کہا یہاں۔۔۔۔

جنگلی انسان نا کرو۔۔۔۔

جانا ہے مجھے کسی نے دیکھ لیا تو۔۔۔۔

تو دیکھ لینے دو۔۔۔۔

مجھے پتا ہوتا میں یہاں آتی ہی نا۔۔۔۔

اب اگئی ہو تو جو میں کہہ رہا ہوں کرو ورنہ یہی رہو گی میری بانہوں میں۔۔۔۔

کیا بچپنا ہے یہ۔۔۔۔

یہ بچپنا نہیں بڑا پن ہے۔۔۔
زیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

پلوشہ نے ہمت کرتے ہوئے پھر سے زیان کے پاؤں پر اپنے پاؤں رکھے۔۔۔۔
زیان نے پھر سے پلوشہ کو اوپر کی طرف اٹھایا۔۔
پلوشہ نے آہستہ سے زیان کے لبوں پر اپنے لب رکھے۔۔۔۔
اور جلدی سے زیان کو پیچھے کی طرف دھکیل کر کچن سے نکل گئی۔۔۔۔
ہائے۔۔۔۔ پیچھے سے زیان کا قہقہہ گونچا۔۔۔

اتنے میں زیان کا موبائل رنگ کیا اس نے جیسے ہی دیکھا تو علی کی کال تھی۔۔۔
ہاں بول کیا ہو گیا اتنی رات کو بھی سکون نہیں تجھے۔۔۔
یار میں تیرے گھر کے باہر کھڑا ہوں جلدی باہر آ۔۔۔
پاگل تو نہیں ہو گیا نا۔۔۔

تو آتو سى۔۔۔

زبان نے موبائيل رکھا اور باهر کى جانب چل پڑا۔۔۔



حيا نے تو رو رو کر اپنى آنکھیں سرخ کر لى تھى۔۔۔

اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔۔

وہ کھڑکى کے پاس جا کر کھڑى ہو گئى۔۔۔

اور جيسے ہى باهر کا منظر دیکھا تو جيسے دنيا ہى گھوم گئى ہو۔۔۔

على نے کسى لڑکى کو تھاما ہوا تھا اور اسے تھامے ہوئے اسے گاڑى میں بٹھایا۔۔،

حيا بس اتنا ہى دیکھ پائى اور کھڑکى بند کر کے گھٹنوں کے بل بيٹھ گئى۔۔۔۔

زرکاش تم بھى نا پاگل ہو کما بھى تھا نا آؤ کيسے مڑگيا پاؤں تمہارا۔۔۔

بس وہ پتا نہیں دھیان نہیں رہا میرا۔۔

اچھا اب درد تو نہیں ہو رہا۔۔۔

ہو رہا ہے نا بہت۔۔۔

اففف زرکاش۔۔۔۔

ہاں بول کیا ہے اس وقت کیا کر رہا ہے تو یہاں۔۔۔

زرکاش دو منٹ آتا ہوں میں۔۔۔

علی پلینز جلدی درد ہو رہا ہے میرے پاؤں میں۔۔۔

اوکے اوکے۔۔۔

زیان۔۔

ہاں بول۔۔۔

یار میں نا حیا سے ملنے آیا تھا اسے سب سچ بتانے۔۔۔

اس ٹائم۔۔۔

ہاں مگر اب نہیں بس زرکاش ساتھ ہے یاں اس کے پاؤں میں موج آگئی ہے جا رہا

ہوں۔۔۔

کل سہی۔۔۔

تجھے بھی سو سو کر کام یاد آتے ہیں۔۔۔

اچھا نا بس چل جا رہا ہوں میں۔۔۔

علی نے کہا اور گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔

اور زرکاش مسکرانے لگی۔۔۔

چلو آج تو تمہیں روک ہی دیا تمہارے ہونے والی بیوی سے ملنے سے۔۔۔۔

کیا پتا شادی بھی رک جائے۔۔۔

زرکاش نے دل میں سوچا اور مسکرانے لگی۔۔۔۔

مایو کے بعد مہندی کی رسم شروع ہو چکی تھی۔۔۔

ہر طرف تیاروں میں سب مصروف تھے۔۔۔
پورا گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔۔۔
ہر طرف چہل پہل تھی۔۔۔
سب باری باری رسم ادا کر رہے تھے۔۔۔
لیکن حیا اداس سی بالکل خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔
جہاں حیا اداس تھی وہی پریشہ بہت زیادہ خوش تھی۔۔۔
اسے تو یہ سب بہت زیادہ اچھا لگ رہا تھا۔۔۔
اور لگتا بھی کیوں نا ہر لڑکی کا خواب ہوتا ہے یہ۔۔۔
اور پھر پریشہ کو تو اس کہ محبت ملنے جا رہی تھی۔۔۔
پھر کیسے نا وہ خوش ہوتی۔۔۔

پلوشہ بیٹا تم کیوں کھڑی ہو آؤ بیٹا رسم کرو۔۔۔
عائشہ بیگم نے پیار سے کہا۔۔۔

جی جی۔۔۔

اور بلاؤ بھئی زیان کو اس کے ساتھ ہی آنا تم بھی۔۔۔

اب تم بھی تو ہماری بیٹی ہو۔۔۔

جی پلوشہ مسکرانے لگی۔۔۔

اور پھر زیان کے ساتھ اگے بڑھی۔۔۔

اور پھر سب نے ہنسی خوشی مہندی کی رسم ادا کی۔۔۔

کونگریٹس شادی بہت بہت مبارک ہو۔۔۔

سب نے آواز کی تعقب میں پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔

تو وائیٹ کلر کی جینس پہنے شارٹ مہندی کلر کا کرتا اور گلے میں مفلر ڈالے تیار شیار پیاری

سی لڑکی کھڑی تھی۔۔۔

آیاں نے جیسے ہی اسے دیکھا تو چونک گیا۔۔۔

اور کوئی نہیں وہ ہانیہ تھی۔۔۔

اور اس کے ساتھ حارث بھی۔۔۔
حارث کو دیکھ کر آیان کو کچھ تسلی ہوئی۔۔۔
مگر وہ ناراض بھی تھا حارث سے۔۔۔
کیونکہ اس کا بیسٹ فرینڈ تھا حارث اور حاضر اب ہو رہا تھا۔۔۔

ہائے آنٹی میں ہانیہ ہوں آیان کی دوست لندن سے آئی ہوں۔۔۔
آپ کو تو بتایا ہی ہوگا آیان نے میرے بارے میں۔۔۔

ہانیہ نے عائشہ بیگم سے کہا۔۔۔
آیان نے بتایا تو تھا ہانیہ کا مگر ہانیہ تھی تو پیاری مگر اس کی ڈریسنگ وغیرہ کو دیکھ کر تو
عائشہ بیگم کو بھی وہ عجیب سی لگی۔۔۔

جی جی بیٹا بتایا تھا۔۔۔

اسلام علیکم آئی میں حارث۔۔۔

وعلیکم اسلام کیسے ہو بیٹا پہلے بھی تم آئے تھے چکر ہی نہیں لگایا تھا گھر ہاں۔۔۔

تمہارے انکل میر بھی ناراض ہیں تم سے۔۔۔

میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں۔۔

اور بس وہ لاسٹ ٹائم کچھ پرو بلمس کی وجہ سے جلدی جانا پڑا تھا۔۔۔

اب آگیا ہوں نا منالوں گا میں میر انکل کو۔۔۔

میں بھی ٹھیک عائشہ بیگم مسکرانے لگی اچھا چلو ٹھیک ہے بھئی جاؤ مل لو اپنے دوست

سے۔۔۔

تم لوگ بھی کر لو رسم۔۔۔

جی جی ضرور کیوں نہیں۔۔۔

ہانیہ سٹیج پر گئی اور پریشہ کو بغور دیکھنے لگی۔۔۔

ہانیہ بھی خوبصورتی میں کم نا تھی مگر پریشہ واقعے ہی معصوم گریا لگ رہی تھی۔۔۔

کیسے ہو۔۔۔

ہانیہ نے آیان سے پوچھا۔۔۔۔

تو پریشے نے بھی ہانیہ کی طرف دیکھا۔۔۔

ٹھیک ہوں تم کیسی ہو۔۔۔

دیکھ لو تمہارے سامنے ہوں۔۔۔

بہت بہت مبارک ہو شادی کی آخر تمہیں تمہاری محبت مل ہی گئی۔۔۔

تھینکیوں۔۔۔

اور مجھے یہ رسم کرنے میں کوئی خاص انٹرسٹ نہیں ہے تو سوری۔۔۔

پریشے کو ہانیہ کچھ عجیب سی لگی جیسے وہ تانے دے رہی ہو اس کا رویہ کچھ ایسا لگا مگر کہا

کچھ نہیں۔۔۔

تُو تو دفع ہو جا یہاں سے۔۔۔

کیا یار اپنے دوست کو ایسا کہے گا اب تو اتنی دور سے آیا ہوں میں۔۔۔

ہاں احسان کر دیا نا۔۔۔

آیاں نے غصے سے حارث کو کہا۔۔۔

اب چھوڑ بھی آج کے دن بھی غصہ کرے گا ہاں۔۔

مہندی شہندی لگا خوش ہو یا ر شادی ہے تیری۔۔۔

اسی نوک جھونک میں سب مہندی کی رسم ادا کرنے لگے۔۔۔



کافی خوبصورت سا ماحول بنا ہوا تھا سب لوگ بے حد خوش تھے۔۔۔۔

ہانیہ کھڑی بے زاری سے سب کچھ دیکھ دیکھ رہی تھی اور دکھ بھی بے حد تھا۔۔۔

اپنی محبت کو کسی اور کا ہوتے دیکھنا کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے۔۔۔

اس وقت ہانیہ اچھے سے محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔

سب لوگ ناچ گا رہے تھے اور جیسے ہی پلوشہ گزرنے لگی تو اگلے ہی لمحے زیان اس کا ہاتھ
تھام کر اسے اپنی طرف کھینچ چکا تھا۔۔۔

اپنی کمر میں کسی کی انگلیوں کی گرفت کو محسوس کر کے پلوشہ نے فوراً پلٹ کر دیکھا۔۔۔
یہ کیا ہتھیلی ہے جنگلی انسان کوئی دیکھ لے تو۔۔۔
کوئی نہیں دیکھے گا سب ناچ گانے میں مصروف ہیں۔۔۔
اور پلوشہ کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر زیان سٹیج کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔
یہ کیا کر رہے ہو جنگلی انسان۔۔۔
تمہیں بھی تو ڈانس کرنا چاہیئے آخر تمہارا بھی فرض ہے تمہاری بہن کی شادی ہے۔۔۔
لیکن مجھے نہیں آتا ڈانس کرنا۔۔۔
تو میں ہوں نا تمہیں کس نے کہا ہے ڈانس کرنے کے لیے تم بس میرا ساتھ دینا اور
میرے پاس اور بالکل ساتھ رہنا۔۔۔
زیان پلوشہ کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے قریب کرتے ہوئے اس کے کان میں
سر غشی نما بولا۔۔۔
اور پلوشہ کو تو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔
سب ووٹنگ کرنے لگے ہر طرف سے شور آنے لگا۔۔۔

اور اتنے میں سونگ سٹارٹ ہوا۔۔۔

کچی ڈوریوں ڈوریوں سے مینو تو باندھ لے۔۔۔

پکی یاریوں یاریوں میں ہوندیں نا فاصلے۔۔۔

زیان نے پلوشہ کی کمر پر اپنا ہاتھ رکھا ہوا تھا اور پلوشہ نے ایک ہاتھ زیان کے کندھے پر رکھا ہوا تھا۔۔۔

اور زیان نے اپنے دوسرے ہاتھ سے پلوشہ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا ہوا تھا۔۔۔۔

اے ناراضگی کا گزی ساری تیری میرے سوہنیا سن لے میری۔۔۔

دل دیا گلاں۔۔۔۔



کراں گے نال نال بے کہ۔۔۔۔

آٹکھ نال آٹکھ نوں ملاکہ۔۔۔

دل دیاں گلاں ہائے۔۔۔۔

کراں گے روز روز بے کہ۔۔۔

سچیاں محبتاں نبھا کہ۔۔۔

زیاں نے پلوشہ کی کمر کو پکڑ کر اس کا رخ بدلا۔۔۔

اب پوزیشن یہ تھی پلوشہ زیاں کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔۔۔

اور زیاں نے پلوشہ کے پیٹ پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔۔۔

اور پلوشہ نے بھی سکون سے اپنا سر زیاں کے سینے پر رکھا ہوا تھا۔۔۔۔

اور دونوں ڈانس کرنے لگے۔۔۔

تینوں لکھا تو چھپا کے رکھاں۔۔۔

آٹکھاتے سجا کے تو اے میری وفا۔۔۔۔۔

رکھ اپنا بنا کے ---
میں تیرے لئی آں ---
تیرے لئی آں یارا ---
نا پاوی کدے دوریاں ----

ہائے ---

میں جینا ہاں تیرا ---
تو جینا ہے میرا ---
دس لینا کی نکھرا دکھا کے ----

دل دیاں گلاں ----
کراں گیں نال نال بے کہ ----

دل دیاں گلاں ----

گانا ختم ہو چکا تھا مگر زیان پلوشہ کو اپنے قریب کیے اب تک پتا نہیں کون سی دنیا میں
مدھوش تھا۔۔۔

اور ہوش تو پلوشہ کو بھی نہیں تھا وہ بھی زیان کے بالکل قریب کھڑے نا جانے کون سی
دنیا میں کھوئی ہوئی تھی۔۔۔

سب لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کہ مسکرانے لگے۔۔۔
اور پھر سب نے زور سے ہونٹنگ کی۔۔۔

ان سب کا شور سن کر وہ دونوں ہوش کی دنیا میں واپس آئے۔۔۔۔
اور پلوشہ تو اتنی شرمندہ ہوئی سب کے سامنے جلدی سے وہاں سے گم ہو گئی۔۔۔
جیسے بوتل میں سے جن غائب ہوتا ہے۔۔۔

اور پھر سب ہی ہنسنے لگے۔۔۔۔

گھر کی سجاوٹ بے حد خوبصورتی سے کہ گئی تھی گھر کا ہر کونہ خشیوں سے جگمگا رہا تھا۔۔۔۔

ساری رونقیں عروج پر تھی۔۔۔

یہ موقع کسی کے لیے تو بہت خاص تھا اور کسی کے لیے حسد جلن کا باعث اور تکلیف دہ بھی تھا۔۔۔۔

ہر کوئی ان کے لیے خوش تھا اور دل سے دعا گو بھی تھا۔۔۔۔

مگر جہاں کوئی بے حد خوش تھا وہاں نفرت کی آگ بھی جل رہی تھی۔۔۔۔
کوئی ایسا بھی تھا جو انھیں ساتھ دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔

رنگین خوبصورتی سے سجایا ہوا ماحول جگمگاتا لان۔۔۔۔

پریشے کا نکاح پہلے ہو چکا تھا۔۔۔۔

اور اب حیا کی باری تھی۔۔۔۔

حیا تو بس بیٹھی ہوئی ایک گریا ہی لگ رہی تھی سرخ بھاری کام دار لہنگے پر ہمرنگ چولی
اور بھاری کا مدار دوپٹا جو اچھے سے سیٹ کیے ہوا تھا۔۔۔۔

خوبصورت سی ڈائمنڈ کی جیولری۔۔۔ باریک سے ڈیزائن میں بنی خوبصورت سی ماتھا پی۔۔۔
اور نوز رنگ۔۔۔۔

سفید کلائیوں میں خوبصورت سی بھری بھری سی چوڑیاں اور چوڑیوں کے درمیان میں لٹکتی
خوبصورت سی کلیں۔۔۔۔

اور میچنگ ڈریس کے حساب سے سرخ گہری لپسٹک لگائی ہوئی تھی۔۔۔
اور حیا نے اپنے لبوں کو سختی سے بند کیا ہوا تھا۔۔۔
جیسے بہت کچھ اندر جذب کر رہی ہو۔۔۔۔
بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی وہ دونوں ہی۔۔۔

پریشہ اور حیا کی سیم ڈرینگ تھی اور ایک جیسا ہی تیار کیا گیا تھا۔۔۔

حیا کا نکاح شروع ہوا۔۔۔

حیا شاہ والد میر شاہ آپ کا نکاح راسم حیدر علی آفندی ولد راسم آفندی کے ساتھ تیس لاکھ
کا رائج الوقت طے پایا ہے۔۔۔۔
کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔۔

مدھم سی آواز میں حیا نے کہا قبول ہے۔۔۔

اور پھر اسی کے ساتھ ہی مبارک باد کا سلسلہ شروع ہوا۔۔۔



آیان نے پریشہ کا ہاتھ تھام کر اسے سیٹج پر بٹھایا اور اس کا ہاتھ تھامے ہی اس کے
ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔

اور ایسے ہی علی نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔
تو حیا نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں تھا حیا کو تو جیسے حوش ہی نہیں تھا۔۔۔
حیا نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور علی نے نرمی سے حیا کا ہاتھ تھاما اور اسے لیے اسٹیج پر
بیٹھا۔۔۔

دونوں کی جوڑی بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔
سب ان کی نظریں اتار رہے تھے۔۔۔۔
مگر زرکاش اور ہانیہ کا ایک جیسا ہی حال تھا۔۔۔
دونوں میں ہی نفرت کی آگ جھلس رہی تھی۔۔۔
مگر محبت ہمیشہ جیتی ہے اور ایسا ہی ہوا ان دونوں کو ہی ان کی محبت مل گئی۔۔۔۔

میں بہت خوش ہوں آج بے حد خوش ہوں جو مجھے آپ جیسا ساتھی ملا ہے اتنا چاہنے والا
میرا خیال رکھنے والا اور سب سے زیادہ خوشی مجھے اس بات کی ہے مجھے آپ مل گئے۔۔
جسے مینے چاہا محبت کی آج مینے اسے پالیا۔۔۔۔

پریشہ سٹیج پر ہی بیٹھی بے خیالی میں اپنے دل کی بات کہہ گئی یا ایسے کہا جائے آیان
سے اپنے دل کا اظہار کرنے لگی۔۔۔

آیان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔
اور پھر رخصتی کا سلسلہ جاری ہوا۔۔۔۔
♥ ♥ ♥ ♥

روم میں کم مگر بہت ڈیسنٹ سی خوبصورتی سے کی گئی سجاوٹ تھی۔۔۔
بیڈ کے اوپر سفید چادر اور اس کے اوپر بنایا ہوا گلاب کی پتیوں سے دل۔۔۔

اور بیڈ کے چاروں طرف سے لٹکتے لائٹ پنک کمر کے پردے فرش تک جھول رہے
تھے۔۔۔

چھت اور دیواروں پر ہلکی سی سجاوٹ اور مدہم سی روشنیاں اور تازہ پھولوں کہ مہک منظر
کو اور دلکش بنا رہی تھی۔۔۔۔

اور پریشے کا تو یہ سب دیکھ کر ابھی سے ہی دل دھڑک رہا تھا۔۔۔

آیان نے کمرے میں قدم رکھا تو پریشے دلہن بنی اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔
آیان جا کر پریشے کے پاس بیٹھا تو پریشے اپنے ہاتھوں کو سختی سے مسل رہی تھی۔۔۔
اور اپنے لب بھینچے ہوئے تھے۔۔۔

آہاں غلط بات آزاد کرو اپنے لبوں کو اب سے ان پر صرف میرا حق ہے۔۔۔
اور مجھے یہ بالکل برداشت نہیں کہ تم انھیں تکلیف دو۔۔۔

پریشہ تو اور بھی گھبرا رہی تھی۔۔۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہے آج میری چنڈہ۔۔۔

آیان نے اپنے پوکیٹ میں سے ایک چھوٹا سا بوکس نکالا۔۔۔

چنڈہ یہ تمہارے لیے۔۔۔

پریشہ نے ڈرتے ڈرتے ہاتھ آگے بڑھایا اور جیسے ہی دیکھا تو بہت ہی خوبصورت سی چین

تھی جس پر چھوٹا سا دل بنا ہوا تھا۔۔۔

یہ تو بہت پیاری ہے آیان۔۔۔

پریشہ نے خوشی سے کہا۔۔۔۔

صدقے میری چنڈہ تمہارے آگے تو یہ کچھ بھی نہیں۔۔۔۔

آیان نے خمار آلودہ لہجے میں کہا۔۔۔

تو پھر سے پریشہ کو چپی لگی۔۔۔

پہنادوں۔۔۔

آیان نے کہا۔۔۔۔

پریشہ نے چین آیان کے اگے گی جیسے اجازت دی ہو۔۔۔

آیان نے چین پریشہ کے گلے میں پہنائی۔۔۔

جو کہ بے تہاشا خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

اور پریشہ کی گردن پر اپنے دہکتے لب رکھے۔۔۔۔

پریشہ کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا۔۔۔

آیان۔۔۔۔۔ پریشہ نے ڈرتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا۔۔۔

آیان پیچھے ہوا اور کہا چندہ اب نہیں۔۔۔۔

ڈسٹرب نہیں کرنا مجھے بہت انتظار کیا ہے اب اور نہیں۔۔۔

آیان نے خمار آلودہ لہجے میں کہا۔۔۔

اور جھک کر گردن کو لبوں سے چھوا پریشہ آنکھیں بند کیے سختی سے اس کی شرٹ کو

مٹھیوں میں جکڑے ہوئے تھی۔۔۔۔

وہ اس کے بالوں میں اپنا چہرہ دیے اسے خود میں سما رہا تھا۔۔۔

اس کا شدت بھرا لمس اسے بے جان کر رہا تھا۔۔۔

اس کی بڑھتی ہوئی گرفت پریشے کے سانس بہال کر رہی تھی۔۔۔

پریشے کو بیڈ پر لٹائے آیان پریشے کے اوپر جھکا۔۔۔۔

اور اپنی محبت لٹانے لگا۔۔۔

پریشے آیان کی پور پور محبت میں بھیک رہی تھی۔۔۔

دو پیار کے پنچھی آپس میں مل رہے تھے۔۔۔۔

دو چاہنے والے ایک دوسرے پر اپنی چاہتے لٹا رہے تھے۔۔۔

آج ساتھ تھے وہ دونوں۔۔۔

ایک دوسرے کے تھے۔۔۔

قرب تھے۔۔۔۔

اور ایک تھے۔۔۔۔



حیا روم میں گئی تو حیران تھی اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ ہو کیا رہا ہے۔۔۔

کمرہ خوبصورتی سے سجایا ہوا تھا ہر طرف گلاب کے پھول ہی پھول بکھرے ہوئے
تھے۔۔۔

ایک جگہ ٹیبل پر کیک پڑا ہوا تھا جس پر سوری لکھا تھا۔۔۔

اور چاروں طرف دیے جل رہے تھے۔۔۔

اور بیڈ کراؤن کے سامنے بڑی سی تصویر لگی ہوئی تھی۔۔۔

جس میں علی کی اور حیا کی پک تھی۔۔۔

اور فریم کے چاروں طرف لائیٹس لگی ہوئی تھی۔۔۔۔

حیا سمجھ نہیں پا رہی تھی یہ سب کچھ کیا ہے۔۔۔

اتنے میں روم کا دروازہ اوپن ہوا تو حیا نے جلدی سے درازے کی طرف دیکھا۔۔۔

تو ایک لڑکی اندر آتی ہوئی نظر آئی۔۔۔

حیا اپنے بھاری لہنگے کو سمنجھاتی ہوئی اگے بڑھی۔۔۔

تم کون ہو۔۔۔

میں زرکاش ہوں علی کی کزن۔۔۔

اور میں بہت پیار کرتی ہوں علی سے بہت پیار۔۔۔

زرکاش بولتے ہوئے رونے لگی۔۔۔

اور علی۔۔۔

علی نے بھی مجھ سے محبت کے دعوے کیے اپنے جال میں پھنسلے رکھا۔۔۔

اپنی جھوٹی باتوں میں بہلایا۔۔۔

اور جب میں اسے چاہنے لگی اس نے مجھے چھوڑ دیا۔۔۔

وہ ایسا ہی ہے جو پسند آئے اس کے ساتھ ٹائم پاس۔۔۔

زرکاش روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔

میں یہاں تمہیں اسی لیے بتانے آئی ہوں تم بھی میری طرح ایک لڑکی ہو میں نہیں

چاہتی تمہارا دل بھی میری طرح ٹوٹے۔۔۔

علی دھوکے باز ہے میری مانو تو چھوڑ دو اسے۔۔۔

اچھا مجھے اب چلنا چاہیئے مجھے امید ہے تم اپنے لیے اچھا فیصلہ لوگی۔۔۔

زرکاش کہتے ہی جلدی سے باہر نکل گئی اور باہر جا کر اپنے آنسوؤں صاف کیے اور طنزیہ
مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔۔۔
اور گاڑی نکال کر روانہ ہو گئی۔۔۔

پیچھے سے حیا اس کا تو دماغ ہی کام نہیں کر رہا تھا۔۔۔
اس کی شادی علی سے ہی ہوئی ہے یہ جان کر اسے جتنی خوشی تھی اس سے زیادہ غصہ
دکھ درد بھی تھا۔۔۔

اور یہ لڑکی یہ زرکاش کیا کچھ بول کر جا چکی تھی اسے تو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا۔۔۔

اسے بھی اپنی بات یاد آئی جب علی نے اسے اگنور کیا تھا اور حیا کو بھی یہی لگا تھا کہ ٹائم
پاس ہے سب۔۔۔۔

حیا کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب ہو کیا رہا ہے اور اب وہ خود کیا کرے۔۔۔۔

اتنے میں پھر سے دروازہ کھلا۔۔۔
اور مسکراتے ہوئے علی داخل ہوا۔۔۔۔
حیا علی کے قریب گئی اور۔۔۔۔

اتنے میں پھر سے دروازہ کھلا۔۔۔
اور مسکراتے ہوئے علی داخل ہوا۔۔۔۔
حیا علی کے قریب گئی۔۔۔۔
تو علی شدت بھری نگاہوں سے حیا کو دیکھنے لگا۔۔۔
کتنا خوش تھا وہ آج۔۔۔
بچپن سے ہی اکیلا رہا تھا۔۔۔
ہمیشہ ماں باپ کی کمی محسوس کی۔۔۔
ان کا پیار محسوس کیا۔۔۔
لاکھ درجے چاچا چاچی کیوں نا اچھے ہوں۔۔۔

مگر ماں باپ کی کمی کو پورا نہیں کر سکتے۔۔۔

گھر میں اکیلے جتنی تکلیف اسے ہوتی تھی یہ تو بس وہی جانتا تھا۔۔۔۔

پھر حیا اس کی زندگی میں آئی۔۔۔

پھر سے زندگی میں خوشیوں کے رنگ پھولوں کی طرح بھرنے لگے۔۔۔

پھر سے جینے کی ایک نئی چاہت اٹھی۔۔۔

پھر سے جینے کی دل سے تمنا کی۔۔۔

اور آج حیا کو پا کر جیسے اس نے سب کچھ پالیا ہو۔۔۔۔

سب کچھ۔۔۔

نئی زندگی۔۔۔

نئی خوشی۔۔

نیا احساس۔۔۔

تو پھر کیوں نا خوش ہوتا وہ۔۔۔۔

علی یہی سب سوچ کر مسکرا رہا تھا اور آنکھوں میں بے حد نمی بھی تھی۔۔۔۔

کہ حیا نے اس کے آگے چٹکی بجائی۔۔۔

تو علی حوش کی دنیا میں واپس آیا۔۔۔

تو میری چھوٹی باری کیسا لگا سرپرائز۔۔۔۔۔

ہاہاہاہا حیا ہنسنے لگی۔۔۔

اور تالیاں بجانے لگی۔۔۔

واہ۔۔۔۔۔ واہ علی بہت اچھا سرپرائز دیا ہے آپ نے مجھے آج کی رات بے حد اچھا۔۔۔

علی کو تو لگ رہا تھا جیسے حیا اپنے ہواس میں ہی نہیں ہے۔۔۔

کیا ہوا ہے حیا ٹھیک ہو تم۔۔۔

ہاتھ مت لگاؤ مجھے۔۔۔۔۔

دور دور۔۔۔۔۔

میں کہہ رہی ہوں دور ہاتھ مت لگانا مجھے۔۔۔

کیا تماشہ ہو رہا ہے یہ ہاں۔۔۔

کیا ہے یہ سب۔۔۔

دھوکے باز ہو آپ۔۔۔

جب مجھ سے پیار ہی نہیں کرتے تھے تو شادی کیوں کی آپ نے مجھ سے ہاں۔۔۔۔
کیوں کی شادی۔۔۔

حیا پاگلوں کی طرح ساری چیزیں ادھر ادھر پھینک رہی تھی۔۔۔۔

علی تو اس کی حالت دیکھ کر سن ہی ہو گیا تھا۔۔

کتنا خوش تھا وہ لیکن اس کے تو گمان میں بھی نہیں تھا کہ منظر اتنا بدل جائے گا۔۔۔
وہ تو سمجھ ہی نہیں پا رہا تھا کہ آخر حیا کو ہوا کیا ہے۔۔۔

حیا میری جان بات سنو میری پہلے۔۔۔

ہوا کیا ہے بتاؤ تو سہی ناراض ہو تم مجھ سے کہ میں نے تمہارے ساتھ غلط بیہیو کیا تھا۔۔۔

غلط بیہو کون سے غلط رویے کی بات کر رہے ہو آپ ہاں۔۔۔

ٹائم پاس کہا جاتا ہے اسے تو۔۔۔

دل چاہا بات کی دل بھر گیا تو چھوڑ دی۔۔۔

اگر کسی اور سے پیار کرتے تھے تو مجھ سے شادی کر کے میری زندگی کیوں برباد کی آپ نے۔۔۔

حیا ایک جگہ بیٹھ کر رونے لگی۔۔۔

کتنی ہی دیر حیا ساکت بیٹھی رہی کچھ سوچ سمجھ ہی نہیں پار ہی تھی۔۔۔

جسم میں جیسے جان ہی نا ہو کب سوچا تھا اس نے آج کے دن اس کے ساتھ ایسا ہوگا۔۔۔

یہ کیا کہہ رہی ہو تم میں کسی اور سے پیار۔۔۔۔

سوچ بھی کیسے لیا تم مجھے مینے صرف تمہیں چاہا ہے تم سے محبت کی ہے۔۔۔
اور تم میری محبت کو رسوا کرو یہ مجھے ہرگز برداشت نہیں۔۔۔

کون سی محبت کی بات کر رہے ہو آپ ہاں۔۔۔
بولو کون سی محبت جو آپ سب کے ساتھ کر لیتے ہو بولو۔۔
اسے محبت نہیں صرف وقت گزاری کہا جاتا ہے۔۔۔۔
حیا کیا بلکواس ہے یہ دماغ خراب ہو گیا ہے کیا تمہارا۔۔۔
علی غصے سے اتنی زور سے دھاڑا کہ ایک پل کو تو حیا بھی ڈر گئی۔۔۔۔
پھر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنے غصے کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی۔۔۔
حیا تم بات سنو میری مجھے پوری بات بتاؤ ہوا کیا ہے آخر۔۔۔
کوئی غلطی ہوئی ہے مجھ سے تو کہو مجھ سے شکایت کرو۔۔۔
میں تمہارے سب سوالوں کا جواب دوں گا۔۔۔
مگر پلیز خود کو ایسے تکلیف مت دو۔۔۔۔

علی جا کر حیا کے پاس بیٹھا۔۔۔۔

جاؤ یہاں سے میرے پاس مت آنا

آپ۔۔۔ جس سے پیار محبت کے وعدے کیے ہیں نا آپ نے جاؤ اس کے پاس ہی۔۔۔

ادھر دیکھو میری طرف دیکھو میری آنکھوں میں تمہیں نظر نہیں آتا کہ کتنا چاہتا ہوں میں
تمہیں کتنی محبت کرتا ہوں۔۔۔

تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ میں نے کسی اور سے وعدے کیے ہیں۔۔۔

یقین نہیں ہے تمہیں مجھ پر۔۔۔

آخر کیا ہو گیا ہے اچانک ایسا۔۔۔

بتاؤ مجھے کیا بات ہے کوئی غلط فہمی بھی تو ہو سکتی ہے تمہیں۔۔۔۔

حیا نے علی کی طرف دیکھا تو اپنی نظریں پھیر لیں حیا نے اور کہا نہیں کوئی غلط فہمی
نہیں ہوئی مجھے۔۔۔

سہی کہہ رہی ہوں میں بالکل۔۔۔

آپ جاؤ بس یہاں سے چلے جاؤ۔۔۔۔

ایک بار میری بات تو سن لو علی بے بسی سے بولا۔۔۔

نہیں کچھ نہیں سننا مجھے اتنا کچھ تو سن لیا ہے اب کچھ اور سننے کی ہمت نہیں ہے مجھ
میں۔۔۔

حیاتیز تیز رونے لگی۔۔۔

ایسا کیوں کر رہی ہو کیوں خود کو تکلیف دے رہی ہو۔۔۔

آخر ہوا کیا ہے بتاؤ تو سہی۔۔۔

ایک بار یقین تو کرو میں وعدہ کرتا ہوں ساری شکایتیں سب شکوے دور کردوں گا۔۔۔

کبھی تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دوں گا۔۔۔

پلیز مجھے بتاؤ تو سہی آخر ہوا کیا ہے۔۔۔

علی نے کہتے ہوئے حیا کو اپنے سینے سے لگایا۔۔۔
حیا بھی سب کچھ بھلائے علی کے سینے سے لگی رہی اور آنسوؤں کے ذریعے اپنا درد
بہانے لگی۔۔۔

کافی دیر حیا ایسے ہی روتی رہی پھر جلدی سے پیچھے ہوئی اور علی کو دور کیا خود سے۔۔

مینے کہا تمہانا دور رہو۔۔۔
دور رہو مجھ سے نفرت ہے مجھے تم سے۔۔۔۔
چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔
نہیں کرتے تم مجھ سے محبت نہیں کرتے۔۔۔

حیا۔۔۔
محبت لفظوں کی محتاج نہیں ہوتی۔۔۔

تو پھر وہ تمہاری کزن کیا نام ہے اس کا زرکاش ہاں زرکاش وہ کیوں آئی تھی میرے پاس۔۔۔

کیا۔۔۔؟ زرکاش تمہارے پاس کب آئی علی تو شکڈ ہو گیا تمہا زرکاش کا سن کر۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے آئی تھی وہ۔۔۔

کیا کہا اس نے تمہیں۔۔۔

اس نے کہا کہ وہ تم سے بہت پیار کرتی ہے چاہتی ہے تمہیں۔۔۔

مگر تم نے اس کے ساتھ بس ٹائم پاس کیا۔۔۔

اور سب کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہو۔۔۔

تو یہ وجہ تھی جس کے لیے تم نے میری محبت کو اتنا زلیل کیا۔۔۔

کیا تم مجھے نہیں جانتی تھی۔۔۔؟؟

میں تمہیں ایسا لگتا ہوں۔۔۔
تمہارے ساتھ کبھی کچھ غلط کیا مینے۔۔۔
ہمیشہ بس تمہیں چاہا تم سے محبت کی تمہاری عزت کی۔۔۔
بدلے میں کیا چاہا تھا مینے بس تھوڑا سا پیار۔۔۔
مگر میں تم نے تو آج میری محبت کو رسوا کر دیا اتنا کچھ کہہ کر۔۔۔
تمہیں تو مجھ پر یقین ہی نہیں ہے۔۔۔
اگر یقین ہوتا تو پہلے مجھ سے بات کرتی۔۔۔
مجھ سے پوچھتی۔۔۔
تم تو مجھے جانتی ہو نا۔۔۔
اس زرکاش کی باتوں پر تم نے اتنی جلدی یقین کر لیا۔۔۔
اور میں۔۔۔
میں جو تمہیں پاگلوں کی طرح چاہتا ہوں تم سے پیار کرتا ہوں۔۔۔
تمہیں اپنی محبت کا یقین نہیں دلا پایا۔۔۔

اور ہاں میں بھی کیا کہہ رہا ہوں تم نے تو کبھی مجھے چاہا ہی نہیں اس رشتے کو دل سے
قبول ہی نہیں کیا تم نے۔۔۔۔

اور میں تمہاری غلط فہمی دور کر بھی دوں تو کیا فائدہ پھر کبھی کوئی ایسی بات ہو گئی پھر تم
میری محبت پر شک کرو گی۔۔۔۔

میری بے عزتی کرو گی۔۔۔

مگر تم مجھ سے دور رہنا چاہتی ہو تو ٹھیک ہے۔۔۔

ہاں میرے لیے مشکل ہے بہت مشکل ہے تم سے دور رہنا مگر اگر میرے دور جانے
سے تمہیں سکون ملتا ہے تمہیں راحت ملتی ہے۔۔۔

تو میں چلا جاؤں گا بہت دور چلا جاؤں گا تم سے۔۔۔

تم بس خوش رہو ہمیشہ تمہاری خوشی میرے دل کو سکون دیتی ہے۔۔۔

علی نے زخم بھری مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔۔۔

اور حیا کے قریب ہو کر اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔۔۔

نا جانے کتنی ہی دیر دونوں ایک دوسرے کو محسوس کرتے رہے۔۔۔۔
پھر علی پیچھے ہٹا اور بنا حیا کی طرف دیکھے خاموشی سے باہر نکل گیا۔۔۔۔

علی کے جانے کے بعد حیا تو ساکت تھی وہی کھڑی ہوئی تھی۔۔۔
اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔

اسے روکنا چاہتی تھی مگر الفاظوں نے ساتھ نہیں دیا بولنے کی ہمت ہی نہیں تھی۔۔۔
کیا ہو گیا تھا اس کے ساتھ اس نے کبھی سوچا بھی نا تھا کہ اس کی زندگی میں ایسا بھی
کچھ ہوگا۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب ہوا کیا۔۔۔
حیا نے جلدی سے موبائل اٹھایا اور زیان کو کال ملائی۔۔

بھائی۔۔۔
حیا کہتے ہی رونے لگی۔۔۔

کیا ہوا میری ڈول سب ٹھیک ہے رو کیوں رہی ہو تم۔۔۔

اس وقت کال کیا ہوا ہے بتاؤ مجھے۔۔۔۔

زیان بھی پریشان ہوا۔۔۔

بھائی آپ پلیز یہاں آئیں وہ چلے گئے۔۔۔

کون چلا گیا علی اس نے کچھ کہا ہے تمہیں۔۔۔

آپ یہاں آئیں مجھے ڈر لگ رہا ہے بہت۔۔۔

تم رونا بند کرو میں آ رہا ہوں تم کال پر ہی رہو۔۔۔۔

زیان جلدی سے گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔

بھائی مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا پتا نہیں کیا ہو رہا ہے سب۔۔

کچھ نہیں ہوگا اور کس کی بات کر رہی ہو تم کون چلا گیا ہے۔۔۔۔

ہیلو حیا۔۔۔؟؟

حیا۔۔۔۔

مگر آگے سے کوئی جواب نہیں زیان بھی پریشان ہوا اور فاسٹ ڈرائیونگ کرنے لگا۔۔۔۔



بیس منٹ کے بعد زیان پہنچا اور جلدی سے گاڑی پارک کی۔۔۔

اور گھر میں داخل ہوا۔۔۔

جیسے ہی روم اوپن کیا تو زیان بھی ٹھٹھک کر رکا۔۔۔

سارے روم کا حشر کیا ہوا تھا سب چیزیں یہاں وہاں بکھری ہوئی تھی۔۔۔

اور ایک جگہ کونے میں حیا بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

حیا زیان جلدی سے آگے بڑھا اور حیا کو اٹھایا۔۔۔

حیا کیا ہوا ہے سب ٹھیک تو ہے نا۔۔۔

حیا جلدی سے اٹھی اور رونے لگی۔۔۔

بھائی مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا مینے غصے میں انہیں پتا نہیں کیا کیا کہہ دیا۔۔۔

چلے گئے وہ مجھے چھوڑ کر۔۔۔

پر ہوا کیا ہے علی آجائے گا واپس تم رونا بند کرو۔۔۔

بھائی نہیں آئے گا وہ حیا روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔۔

ادھر بیٹھو تم شاباش چلو اور یہ لو پانی پیو پہلے۔۔۔۔

ریلکس ہو کر اب بتاؤ ہوا کیا ہے۔۔۔۔

حیا نے ساری بات زیان کو بتائی۔۔۔۔

زیان کو بے حد غصہ آیا زرکاش پر اور اس سے زیادہ حیا پر جس نے علی کا یقین نہیں کیا۔۔۔

حیا یہ کیا کیا تم نے غلط کیا تمہیں یقین کرنا چاہئے تھا علی کا۔۔۔۔

اور زرکاش اس کا توپتا ہے مجھے علی کے چاچا کی بیٹی ہے۔۔

علی کو وہ پاسند کرتی ہے مگر علی نے کبھی اس سے کوئی بات نہیں کی۔۔

اور رہی بات زرکاش کی مجھے یقین ہے علی اب اس کے پاس ہی گیا ہوگا۔۔۔۔

زرکاش نے تم سے جھوٹ کہا اور تم نے مان لیا۔۔

بس بھائی میں پہلے ہی غصے میں تھی اوپر سے اس لڑکی نے اتنی باتیں کی میرا اور دماغ خراب ہو گیا۔۔۔

اور میری شادی علی کے ساتھ۔۔

حیا ہم سب کو پتا تھا علی نے کوئی دھوکا نہیں کیا تمہارے ساتھ۔۔۔

اس نے تم سے بس مذاق کیا تھا اور پھر شادی سے پہلے بتانے کی کوشش بھی کی مگر موقع نہیں ملا۔۔۔

تم اتنی بے وقوف کیسے ہو سکتی ہو۔۔۔

بھائی آپ علی کو لے آئیں میں اس سے معافی مانگ لوں گی پلیز بلا لیں اسے وہ اب نہیں آئے گا پتا ہے مجھے۔۔

چھوڑ کے چلا گیا ہے وہ مجھے۔۔۔۔

حیا بولتے بولتے حوش سے بے گانہ ہو چکی تھی۔۔۔

حیا حیا کیا ہوا تمہیں۔۔

زیان پریشان ہوا اور جلدی سے پانی لے کر آیا اور حیا کے کچھینٹے لگائے۔۔۔۔

بھائی پلیز بلا لیں اسے نیم بے حوشی میں بھی حیا یہی بول رہی تھی۔۔۔۔

حیا کی یہ حالت دیکھ کر تو اب زیان کو علی پر بھی غصہ آ رہا تھا۔۔۔

اور اس وقت زیان گھر والوں کو پریشان بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔



علی غصے میں باہر نکلا اور سب سے پہلے زرکاش کی خبر لی تھی اس نے گھر پہنچ کر

زرکاش کو کال کی۔۔۔

ہیلو۔۔۔۔

علی تم اس وقت کال کر رہے ہو اس وقت تو تمہیں تمہاری وائف کے پاس ہونا چاہیے

اسے وقت دینا چاہئے۔۔۔۔

میں اس وقت نیچے کھڑا ہوں تم آؤ جلدی سے۔۔۔۔

اس وقت تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔۔

علی نے جواب دیے بنا کال کٹ کر دی۔۔۔۔

زرکاش کو بھی گھبراہٹ ہوئی کہیں حیا نے بتا تو نہیں دیا اسے سب کچھ۔۔۔

مگر خود کو نارمل کرتے ہوئے نیچے چل پڑی۔۔۔۔

ہائے علی۔۔۔۔

یہ کیا حرکت کی ہے تم نے۔۔۔۔

سمجھ نہیں میں کون سی حرکت۔۔۔۔

علی نے زور دار تھپڑ زرکاش کے چہرے پر رسید کیا۔۔۔۔

زرکاش پیچھے کی جانب گری۔۔۔۔

مجبور کر دیا آج تم نے مجھے ہاتھ اٹھانے پر۔۔۔۔

اتنی گری ہوئی حرکت کیسے کر سکتی ہو تم۔۔۔۔

زرکاش غصے سے اٹھی اوہ تو بتا دیا ہے تمہاری بیوی نے تمہیں سب۔۔۔۔

تم کیا سمجھتی ہو تمہاری اس حرکت سے وہ مجھے چھوڑ دے گی یا میں اسے چھوڑ دوں گا تو غلط فہمی ہے تمہاری۔۔۔

مگر تم سے یہ امید ہرگز نا تھی مجھے تم نے ایسا کیوں کیا۔۔۔

تو اور کیا کرتی میں بھی تو تم سے پیار کرتی ہوں نا۔۔۔

مجھے سمجھا کبھی تم نے ہاں۔۔۔

ابھی کیسے تڑپ رہے ہو تم یہی تڑپ دیکھنا چاہتی تھی میں بھی۔۔۔

ہا ہا بہت سکون مل رہا ہے تمہیں ایسے دیکھ کر۔۔۔

تڑپی تھی میں بھی ایسے ہی تڑپی تھی جب تم دونوں کی شادی ہو رہی تھی۔۔۔

تم مجھ سے پیار کرتی ہو ایسا ہوتا ہے پیار۔۔۔

پیار اتنا خود غرض نہیں ہوتا سمجھی تم۔۔۔

اور تم میرے پیار کے نالائق تھی اور نا ہو اور اس بار تمہیں چھوڑ رہا ہوں۔۔۔
اگلی بار اگر تم نے ایسی کوئی حرکت کی اور حیا کے آس پاس بھی نظر آئی تو تم سوچ بھی
نہیں سکتی کہ پھر میں کیا کروں گا تمہارے ساتھ۔۔۔۔
علی نے کہا اور روانہ ہو گیا۔۔۔

پچھلے سے زرکاش اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے وہی کھڑی رہی۔۔۔



پندرہ دن ہو چلے تھے۔۔۔۔

مگر علی دوبارہ واپس نہیں آیا تھا۔۔۔

سب نے بہت بار کالز کی مگر کوئی فائدہ نہیں۔۔۔

حیا کو تو کوئی دیکھ لے اب تو پہچان ہی نا پائے۔۔۔
رونے کی وجہ سے سرخ آنکھیں عجیب سی حالت کر رکھی تھیں اس نے اپنی۔۔۔
ابھی بھی بیڈ کراؤن کے پاس گھنٹوں کے بل بیٹھی ہوئی علی کے بارے میں ہی سوچ
رہی تھی۔۔۔۔

اس ظالم کے بارے میں جس نے دوبارہ پلٹ کر بھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔
علی کے الفاظ اب تک اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔۔۔۔
محبت لفظوں کی محتاج نہیں ہوتی۔۔۔۔

حیا پھر دبی آواز رونے لگی۔۔۔
علی پلیز واپس آجاؤ کہاں ہو آپ مجھے معلوم ہے میری غلطی ہے مجھے اتنا کچھ نہیں کہنا
چاہئے تھا آپ کو۔۔۔
شک نہیں کرنا چاہئے تھا آپ پر۔۔۔
واپس آجاؤ پلیز آنسوؤں نکل کر اس کا دامن بگھور رہے تھے۔۔۔۔

سب نے کہا بھی تھا حیا سے کہ واپس آجائے گھر۔۔۔۔

جب تک علی نہیں آتا مگر وہ بھی ڈھیٹ بنی اکیلی وہی رہتی تھی اس ظالم کے انتظار میں جو کہ ناجانے کہاں چلا گیا تھا۔۔۔۔

پیچھے مڑ کر ایک کال تک نہیں کی۔۔۔



خوشی کی بات یہ بھی تھی کہ یوسف دورانی کو خوش آگیا تھا۔۔۔

جہاں سب خوش تھے سب کے چہروں پر خوشی تھی وہی زیان کے چہرے کے تاثرات بدل چکے تھے۔۔۔

اب تو ان کی طبیعت کافی بہتر ہو گئی تھی۔۔۔

اور آج یوسف دورانی نے میر شاہ اور زیان کو اپنی طرف بلایا تھا۔۔۔۔

کوئی ضروری بات کرنے کے لیے۔۔۔۔

آیان اٹھ بھی جائیں آپ کتنا سوتے ہیں ناشتہ تیار ہے۔۔۔۔
چلیں اب نیچے بھی جانا ہے۔۔۔۔

آیان اٹھیں نا۔۔۔۔
افففف کہاں پھنس گئی میں بھی پہلے پلوشہ کو اٹھانا مشکل ہوتا تھا اور اب یہ۔۔۔۔

آیان۔۔۔۔۔او کے نا اٹھیں آپ اب بات نا کرنا آپ مجھ سے میں اکیلے ہی جا رہی ہوں
بس۔۔۔۔

اچانک ہی آیان نے پریشے کی کلائی پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔۔۔
اور پریشے بوکھلا کر سیدھا آیان کے اوپر۔۔۔۔
آیان یہ کیا ہے۔۔۔۔

کیا۔۔۔

یہ جو آپ کر رہے ہیں۔۔۔

میں تو کچھ بھی نہیں کر رہا۔۔۔

تو کون کر رہا ہے۔۔۔۔

مجھے کیا پتا۔۔۔

اففف مطلب آپ جاگ رہے تھے۔۔۔

نہیں تو میں تو سو رہا تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔۔

کیا نہیں۔۔۔

کچھ نہیں چھوڑیں مجھے نیچے جانا ہے۔۔۔۔

ہاں تو چلتے ہیں نا تھوڑی دیر تک اتنی بھی کیا جلدی ہے۔۔۔

آیاں نا کریں پریشان صبح۔۔۔

تو کب رات کو کروں۔۔۔

آیان نے آنکھ ونک کی۔۔۔۔

افففف چھوڑیں آپ مجھے۔۔۔

مجھے بس آپ سے بات ہی نہیں کرنی۔۔۔

کیوں نہیں کرنی۔۔۔

کیوں کہ آپ بہت وہ ہیں۔۔۔

کیا ہوں۔۔۔

وہی۔۔۔

کیا وہی۔۔۔

مجھے نہیں پتا۔۔۔

تو کیوں کہا۔۔۔

افففف کتنا پریشان کرتے ہیں مجھے۔۔۔۔

اچھا نہیں کرتا ایک پیاری سی مورنگ کسی دے دو جلدی سے پھر تم آزاد۔۔۔۔

پریشہ حیرت کے مارے آنکھیں بڑی کیے آیان کو گھورنے لگی۔۔۔

اب مینے پہاڑ توڑنے کا تو نہیں کہا تمہیں۔۔۔

پریشے نے آیان کے ماتھے پر اپنے لب رکھے اور پیچھے ہٹی۔۔۔

اب چھوڑیں مجھے۔۔۔۔

لو یہ کیا بات ہوئی۔۔۔۔

ایسے کرتے ہیں کسی رکو میں سکھاتا ہوں تمہیں نیکسٹ ٹائم تم بھی پریکٹس کرتی رہنا مجھ پر ہی۔۔۔۔

یہ کہتے ہی آیان نے پریشے کو نیچے کیا اور خود پریشے کے اوپر ہو کر پریشے کے لبوں کو قید کیا۔۔۔

پریشے نے شرم کے مارے اپنی آنکھیں بند کیں اور پھر خود کو آیان کے سپرد کر دیا۔۔۔۔



میر شاہ عائشہ بیگم اور زیان شاہ یوسف دورانی کے گھر میں داخل ہوئے۔۔۔۔
سب سے مل کر سب لاونچ میں بیٹھے۔۔۔

یوسف دورانی اپنے روم میں ہی تھے۔۔۔

اتنے میں پلوشہ بھی آئی سب سے ملی پھر عشرت بیگم کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔۔۔۔

کیا ہوا خیریت ہے ایسے اچانک یوسف نے بلایا ہے ہمیں۔۔۔

کوئی بات ہوئی ہے کیا۔۔۔

میر شاہ نے کہا۔۔۔

پتا نہیں کون سی بات ہے مجھے خود نہیں معلوم آئیں آپ سب یوسف روم میں

ہیں۔۔۔۔

اب وہی بتائیں گیں کے کیا بات ہے۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے چلیں۔۔۔

اور پھر سب یوسف دورانی کے روم کی جانب چل پڑے۔۔۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔۔

میر نے کہا۔۔۔

و علیکم اسلام آؤ بیٹھو۔۔۔

پھر سب یوسف دورانی سے ملے۔۔۔

کیسی طبیعت ہے اب تمہاری۔۔۔

اب کچھ بہتر ہوں شکر ہے اللہ نے مجھے ایک اور موقع دیا ہے۔۔۔

تاکہ میں اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کر سکوں۔۔۔۔

مطلب میں سمجھا نہیں کیا کہنا چاہتے ہو تم۔۔۔۔

میر میں بہت شرمندہ ہوں مینے جو بھی کیا غلط کیا بلکہ غلطی نہیں گناہ کیا ہے مینے۔۔۔۔

معاف کر دینا مجھے میں بہت شرمندہ ہوں اپنے کیے پر۔۔۔۔

مینے تم سے تمہاری محبت چھین لی اسے تم سے جدا کر دیا۔۔۔

ایک چھوٹے بچے کے سر سے اس کی ماں کا سایہ چھین لیا۔۔۔۔

بہت خود غرض بن گیا تھا میں بہت زیادہ۔۔۔۔

مجھے معاف کر دو۔۔۔۔

یوسف دورانی نے اپنے ہاتھ جوڑے اور معافی مانگنے لگا اور آنکھوں میں بے حد نمی اور آنسوں جاری تھے۔۔۔۔

میر شاہ تو وہی کھڑا شکڑ ہو چکا تھا۔۔۔

اور زیان کی تو آنکھیں سرخ لال انگارہ ہو چکی تھی۔۔۔

اتنے میں پلوشہ اگے بڑھی اور زیان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔

اور زیان کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔۔

زیان نے ہاتھ چھڑایا اور باہر چلا گیا۔۔۔

یوسف یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔۔۔

مطلب زیان مجھ سے جو کہتا تھا وہ سب سچ تھا مطلب آسیہ کو تم نے۔۔۔۔

میر آگے بول ہی نہیں پایا۔۔۔

میں نے کبھی زیان کا اپنی سگی اولاد کا یقین نہیں کیا۔۔۔

مجھے لگتا تھا تم چاہے جتنا بھی غلط کرو مگر کبھی ایسا نہیں کرو گے مگر میں غلط تھا۔۔۔۔
یار دوست تو اپنے دوست پر اپنی دوستی پر جان تک دے دیتے ہیں۔۔۔
اور تو نے کیا کیا۔۔۔

میر مجھے معاف کر دے میں بہت شرمندہ ہوں بہت زیادہ۔۔۔۔
مجھے پتا ہے یہ گناہ معافی کے لائق نہیں ہوسکے تو معاف کر دے مجھے۔۔۔

اتنے میں پلوشہ باہر گئی تو زیان باہر لان میں بازوں فولڈ کیے کھڑا تھا۔۔۔۔
زیان۔۔۔۔

پلوشہ نے پکارا۔۔۔
تم صفائی دینے آئی ہو اپنے باپ کی یہاں تو چلی جاؤ پلیز مجھے بات نہیں کرنی فلہال۔۔۔۔
پلوشہ زیان کے سامنے گئی۔۔۔

اور زیان کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔۔۔
پلیز ریلیکس۔۔۔۔

زیان نے بنا کچھ کہے پلوشہ کو اپنے سینے سے لگایا۔۔۔
اسے کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔۔۔۔
زیان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔۔
جو کہ پلوشہ کو اپنے کندھے پر محسوس ہوئے۔۔۔۔
زیان۔۔۔۔

کیا کروں اب میں تم ہی بتاؤ ان کے معافی مانگنے سے اب میری ماما واپس تو نہیں
آجائیں گی نا۔۔۔۔

میرا وہ بچپن پھر سے تو نہیں لوٹے گا نا۔۔۔۔
مجھے وہ ماں کیا پیار پھر سے نصیب تو نہیں ہوگا نا۔۔۔۔
کیسے بھولوں میں وہ سب جو مینے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔۔۔۔
کیسے بھول جاؤں۔۔۔۔

زیان کو تکلیف میں یوں دیکھ کر پلوشہ کو اپنا آپ ڈوبتا ہوا لگ رہا تھا۔۔۔۔

زبان زبان ادھر دیکھو میری طرف----

پلوشہ نے زبان کی آنکھوں سے آنسو صاف کیے----

ایسے رو تو مت ورنہ تمہاری ماما کی روح کو تکلیف پہنچے گی---

جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا نا اب وہ سب واپس لوٹ نہیں سکتا----

مگر جو ہے اسے تو ہم سدھار سکتے ہیں نا----

کسی کو اپنی غلطی کا احساس ہو جانا بہت بڑی بات ہوتی ہے----

میں یہ نہیں کہہ رہی کہ وہ میرے بابا ہیں اسی لیے میں تمہیں ایسا کہہ رہی ہوں----

تمہارا جو دل کرے تم وہی فیصلہ لو میں تمہارے ساتھ ہوں ہمیشہ----

کبھی خود کو اکیلے مت سمجھنا----

پلوشہ----

عشرت بیگم کی آواز آئی---

تو پلوشہ جلدی سے زبان سے دور ہوئی---

جی ماما----

بیٹا تمہارے بابا بلا رہے ہیں تم دونوں کو۔۔۔۔
یوں اچانک تم دونوں چلے گئے۔۔۔

جی ماما آرہے ہیں۔۔۔۔

زیان چلو۔۔۔

زیان۔۔۔۔ پلو شہ نے زیان کا ہاتھ پکڑا چلو۔۔۔۔
اور پھر دونوں اندر کی جانب چل پڑے۔۔۔۔

جو ہوا سو ہوا اب وہ سب نہیں بدل سکتا اور نا ہی واپس سب پہلے جیسا ہو سکتا ہے۔۔۔۔
لیکن تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے میرے لیے وہی بہت بڑی بات ہے۔۔۔

میر نے غمگین لہجے میں کہا۔۔۔۔
تو اس کا مطلب تم نے مجھے معاف کر دیا۔۔۔۔

ہاں مینے تمہیں معاف کیا۔۔۔۔

تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا تم نے معافی مانگی کافی ہے۔۔۔۔

میر زیان کی طرف مڑا مجھے معاف کر دینا بیٹا تم نے ہمیشہ مجھے بتانا چاہا مگر مینے کبھی

تمہاری بات کا یقین نہیں کیا۔۔۔

چھوڑیں ڈیڈ بس جو ہو گیا وہ ہو گیا۔۔۔۔

اور ایک اور بات۔۔۔۔

موم کی بات رہتی ہے ابھی۔۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔۔

میں بتاتا ہوں۔۔۔۔

زیان بیٹا۔۔۔

یوسف دورانی نے کہا۔۔۔

تمہاری ماں کی کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔۔

جس وقت تم آئے جو بھی تم نے دیکھا۔۔۔

عائشہ بھی اسی وقت گھر میں داخل ہوئی تھی۔۔۔

اس نے بھی یہی کہا تھا وہ سب کو بتا دے گی۔۔۔

مگر میری دھمکیوں کی وجہ سے ڈر گئی۔۔۔۔

اس کا کوئی قصور نہیں ہے تم نے بنا وجہ ان سے اختلافات رکھے ہوئے ہیں۔۔۔۔

عائشہ بیگم کی آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگے۔۔۔۔

انہوں نے کبھی آیان زیان میں فرق نہیں کیا تھا۔۔۔

ہمیشہ ہی زیان کو دل سے چاہا تھا اس کی فکر کی تھی۔۔۔۔

مگر زیان ہمیشہ ہی ناراض رہتا تھا۔۔۔۔

پھر زیان نے عشرت بیگم سے معافی مانگی۔۔۔۔

پلیز موم معاف کر دیں مجھے۔۔۔

میں نے آپ کو ہمیشہ غلط سمجھا۔۔۔۔

زیان نے دل سے موم کہا تھا عائشہ بیگم کے لیے یہی کافی تھا۔۔۔۔

اور پھر سب ان ماں بیٹے کو دیکھ کر مسکرانے لگے۔۔۔۔

زیان بیٹا مجھے تم سے بھی معافی مانگنی ہے مجھے معاف کردو۔۔۔۔
یوسف دورانی نے کہا۔۔

میں تمہارا بھی گنہگار ہوں۔۔۔

یوسف دورانی نے اگے ہاتھ جوڑے۔۔۔۔

زیان نے پلوشہ کی طرف دیکھا۔۔۔

اور پھر یوسف دورانی کے پاس جا کر ان کے دونوں ہاتھوں کو پکڑا۔۔۔۔

آپ بڑے ہیں مجھ سے ہاتھ جوڑ کر شرمندہ نا کریں۔۔۔

یوسف دورانی نے زیان کو اپنے گلے لگایا اسے پیار کیا۔۔۔۔

خوش رہو سدا۔۔۔۔

اور پھر سب خوشی سے مسکرانے لگے پھر سے ساری خوشیاں لوٹ رہی تھیں۔۔۔۔



پریشہ اور آیان حیا سے ملنے گئے تھے مگر جیسے ہی گھر گئے۔۔۔۔۔
گھر میں کوئی نا تھا پریشہ بھی پریشان ہوئی اور جیسے ہی کچن میں گئی تو حیا وہاں بے حوش
پڑی ہوئی تھی اور اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔۔۔

آیان جلدی آئیں پلیز۔۔۔۔۔
حیا حیا اٹھو کیا ہوا ہے تمہیں حیا۔۔۔۔۔
پریشہ کی آواز سن کر آیان جلدی سے آیا اور پھر دونوں جلدی سے حیا کو لے کر ہسپتال
پہنچے۔۔۔۔۔

اور آیان نے سب کو کال کر دی تھی۔۔۔۔۔
سب ہسپتال پہنچے۔۔۔۔۔
کیا ہوا ہے حیا کو زیان نے پوچھا۔۔۔۔۔

بھائی ہم حیا سے ملنے گئے تھے تو جیسے ہی گئے حیا ہمیں بے حوش ملی۔۔۔۔

زیان نے سنا اور غصے میں ہو اسپتال سے باہر نکلا۔۔۔۔

اور علی کو کال ملائی۔۔۔۔

زیان پلیز اب سیم موضوع شروع نا کر دینا تم۔۔۔۔

علی نے کہا۔۔۔

تم کیا چاہتے ہو آخر علی۔۔۔

میں نے تم پر یقین کیا تھا اسی لیے اپنی بہن تمہارے حوالے کی تھی۔۔۔۔

مگر تمہاری وجہ سے کیا حالت ہو گئی ہے اس کی۔۔۔

ہو اسپتال میں ہے وہ۔۔۔۔

کیا بکو اس کر رہے ہو تم۔۔۔

اگر مجھے بلانے کے لیے تم اتنی گھٹیا حرکت کر رہے ہو تو۔۔۔۔

دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔۔۔۔

چلو مانا حیا تو نا سمجھ ہے تم تو سمجھدار ہونا۔۔۔۔

تم کیا بے وقوفیاں کر رہے ہوں ہاں تم جو کر رہے ہو کیا ہو سہی ہے۔۔۔۔

تم تو مجھے سمجھاتے تھے۔۔۔

اب خود کو کیا ہو گیا ہے۔۔۔

حیا بھی پاگل ہے جو تمہارے انتظار میں تب سے اسی گھر میں پاگلوں کی طرح رہ رہی ہے۔۔۔

کہ چلو تم آؤ گے وہ تم سے معافی مانگ لے گی۔۔۔

مگر جناب کے تو مزاج ہی نہیں مل رہے۔۔۔۔

زیان نے غصے سے کہہ کر کال کٹ کی۔۔۔

علی بھی پریشان ہوا وہ جانتا تھا زیان کا غصہ جائز ہے وہ بھی جلدی سے واپسی کے لیے نکلا۔۔۔۔

کیا ہوا ڈاکٹر۔۔۔

آیان نے پوچھا۔۔۔

دیکھیں گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے گرنے کی وجہ سے سر پر چوٹ لگ گئی تھی ٹانگے
لگے ہیں۔۔۔۔

اور پیشنٹ کو سٹریس بہت زیادہ ہے اور بہت ویکنسیس بھی ہیں۔۔۔

آپ خیال رکھیے وہ زیادہ ٹینشن نالیں اور ان کے کھانے پینے کا خیال رکھیے۔۔۔
جی ڈاکٹر تھینکیوں۔۔۔

ہم مل سکتے ہیں۔۔۔

جی بالکل آپ سب مل سکتے ہیں۔۔۔

تھوڑی دیر تک انھیں حوش آجائے گا۔۔۔۔



جب حیا کو ہوش آیا سب اس کے سامنے تھے۔۔۔۔

سب کے چہروں پر فکر تھی مگر اس کی آنکھیں اس ظالم شخص کو دیکھنے کے لیے منتظر
تھی۔۔۔۔

جو کہ کہیں بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔

کیسی ہے اب طبیعت زیان نے پوچھا۔۔۔۔

ٹھیک ہوں بھائی۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے اب تمہیں

وہاں جانے کی۔۔۔

چپ کر کے گھر چلو کیا حالت بنالی ہے تم نے اپنی۔۔۔

نہیں بھائی اب میرا گھر وہی ہے۔۔۔

میں وہی جاؤں گی اور مجھے پوری امید ہے علی بھی آئیں گیں۔۔۔۔

لیکن حیا۔۔۔

پلیز بھائی۔۔۔

مجھے گھر چھوڑ دیں آپ۔۔۔

یہاں دم گھٹ رہا ہے میرا۔۔۔

زبان بھی کیا کرتا ایک سرد سی آہ بھر کر رہ گیا۔۔۔۔

سب لوگ گھر پہنچے اور حیا کو روم میں لٹایا۔۔۔

اب تم یہاں سے نیچے نہیں اترو گی اچھا خیال رکھو اب اپنا کیا حالت بنالی ہے تم نے۔۔۔

پریشے نے غصے سے کہا۔۔۔

ہے میری شوئی۔۔۔

بس بس بات مت کرو تم مجھ سے۔۔۔۔

اچھا نا رکھوں گی اب خیال پکا۔۔۔

ہاں اچھے سے دھیان رکھنا ایسا نا ہو علی بھائی آئیں اور تمہیں دیکھ کر ڈر جائیں۔۔۔

تیچھے سے پلوشہ بولتی ہوئی آئی۔۔۔۔

حیا مسکرانے لگی۔۔۔
چلو تم آرام کرو اوکے۔۔۔۔

اور دوا کا اثر تھا حیا بھی نیند کی وادیوں میں چلی گئی۔۔۔

آپو مجھے کچھ بتانا ہے آپ کو۔۔۔
کیا ہوا سب خیر ہے۔۔۔

ہاں ہاں خیر ہے آپ چلو گھر بابا سے بھی مل لیں گیں پھر بتاتی ہوں۔۔۔۔

اچھا بابا ٹھیک ہے۔۔۔۔

تقریباً 2 گھنٹے بعد علی گھر میں داخل ہوا۔۔۔

زیان نے دیکھا تو اسے علی کی حالت دیکھ کر بھی ترس آیا اسے لگا س نے کچھ زیادہ ہی
بول دیا۔۔۔

علی نے بلیک کلر کی پینٹ شرٹ پہنی ہوئی تھی ماتھے پر بکھرے بال اور بڑھی ہوئی بیئرڈ
ہاتھ میں لیپ ٹاپ فائل لیے اندر کی طرف بڑھا۔۔۔

تو سب گھر والے وہاں موجود تھے۔۔۔۔

اب کیا آپ سب بھی مجھ سے ناراض ہیں۔۔۔

آپ کو بھی لگتا ہے مینے غلط کیا۔۔۔؟؟

علی نے اداسی بھرے لہجے میں کہا۔۔۔

نہیں بیٹا ہم تم سے ناراض نہیں ہیں مگر تم نے بھی جو کیا سہی نہیں کیا۔۔۔

میر شاہ نے کہا۔۔۔

معذرت دوبارہ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔۔

چلو پھر ایسا ہے تو دیکھ لیتے ہیں ورنا نیکسٹ ٹائم خیر نہیں تمہاری۔۔۔۔

سب مسکرانے لگے۔۔۔

دوبارہ میری بچی کو میں تکلیف میں نا دیکھوں ورنہ۔۔۔

بس بس انکل کیا ہو گیا ہے۔۔۔

ہاہاہا سب مسکرائے۔۔۔

چلو بھئی چلیں اب ہم سنبھالو اب تم۔۔۔

آیان نے کہا۔۔۔

اور سب روانہ ہوئے۔۔۔۔

زیان نے پلوشہ کو رکنے کا کہا۔۔۔

تو پلوشہ اور زیان رک گئے۔۔۔۔

زیان نے علی کی طرف دیکھا۔۔۔

بس اب یہ مسکین سی شکل نا بنا تیری بات کا برا نہیں مانا مینے اب نکل یہاں

سے۔۔۔۔

تو کبھی نہیں سدھرے گا زیان مسکرایا اور علی کے گلے لگا۔۔۔۔

اور پھر پلوشہ اور زیان الگ گاڑی میں بیٹھ کر نکلے۔۔۔۔۔

علی اندر روم میں گیا تو حیا کی طرف جیسے ہی دیکھا اس کی حالت دیکھ کر اسے خود پر غصہ آ رہا تھا۔۔۔۔۔

یہ تو اس کی چھوٹی باری نہیں لگ رہی تھی جسے وہ چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔۔۔
پورے پندرہ دن بعد دیکھ رہا تھا اسے اور ایسا لگ رہا تھا پندرہ برس سے دور ہو۔۔۔۔۔

اور پھر کبرڈ سے اپنے کپڑے نکالے اور فریش ہونے کے لیے چلا گیا۔۔۔۔۔



تم نے رکنے کے لیے کیوں کہا تھا مجھے۔۔۔۔۔
پلوشہ نے کہا۔۔۔۔۔

کیونکہ بات کرنی تھی۔۔۔

اچھا کرو۔۔۔۔

یار اب تو سب ٹھیک ہو گیا ہے۔۔۔

تو۔۔۔

تو بات کرو نا عشرت آنٹی سے۔۔۔

کس بارے میں۔۔۔

یہی کہ اب تمہاری رخصتی کر دیں۔۔۔

کب تک تمہیں مجھ سے دور رکھیں گی۔۔۔۔

پلوشہ مسکرانے لگی۔۔۔

کچھ زیادہ ہی دانت نہیں نکل رہے تمہارے۔۔۔۔

ہاں تو۔۔۔

سوچ لو پھر یہ مسکرانہ تمہیں مہنگا بھی پڑ سکتا ہے۔۔۔

کیا ہے زیان۔۔۔

ہا ہا یاد آیا کچھ۔۔۔

پلوشہ شرم کے مارے سرخ ہو چکی تھی۔۔۔

لو ابھی سے چہرے پر اتنی لالی ابھی تو مینے کچھ کیا ہی نہیں۔۔۔

زیان ناکرو نا۔۔۔۔

اچھا نا نہیں کرتا مان لی آج تمہاری بات مگر صرف آج۔۔۔

ویسے بھی بعد میں تم نے سب میری باتیں ہی ماننی ہیں۔۔۔

اور پھر کوئی شکایت نہیں۔۔۔

زیان نے بول کر آنکھ ونک کی۔۔۔

پلوشہ کھڑکی کی طرف چہرہ کیے مسکرانے لگی۔۔۔۔



علی شاور لے کر باہر آیا وائیٹ کلر کی پیٹ کے اوپر سکائے کلر کی شرٹ پہنے ڈریسنگ

کے سامنے کھڑا ہوا۔۔۔

اپنے گیلے بالوں کو ٹاول سے سکھایا اور پھر اپنی شرٹ کے بٹنوں کو بند کرنے لگا۔۔۔۔

حیا بھی اٹھ چکی تھی اور حیرت سے علی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔
کہیں اس کی نظر کا دھوکا تو نہیں سچ میں علی ہی ہے نا۔۔۔

حیا کی نظریں خود پر محسوس کر چکا تھا وہ مگر ظاہر نہیں کیا اور نا ہی اس کی طرف دیکھا۔۔

اس کے یوں اگنور کرنے پر حیا کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا مگر وہ اس کی نظروں کے
سامنے تھا یہ بات ہی اس کے لیے خوشی کا باعث تھی۔۔۔

علی وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔۔
آنسوؤں کو اپنی آنکھوں میں قید کیے۔۔۔۔

علی اپنے کف کے بٹن بند کرنے میں مصروف تھا۔۔۔

حیا بستر سے اٹھی اور علی کے پاس جانے لگی۔۔۔
ابھی ایک قدم رکھا ہی تھا کہ اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا۔۔۔
اور وہ گرتی کے اتنے میں خود کو کسی کے حصار میں پایا۔۔۔
پاگل ہو کیا جب چلا نہیں جا رہا تو اٹھی کیوں تھی۔۔۔۔

بات کرنی تھی تم سے۔۔۔۔
علی نے حیا کو بیڈ پر بٹھایا۔۔۔
اور خود اٹھنے لگا تو حیا نے علی کے ہاتھوں کو پکڑا۔۔۔

ناراض ہو اب تک مجھ سے۔۔۔۔
ہممم۔۔۔ تو کیا نہیں ہونا چاہیے ناراض۔۔۔

حیا علی کے سینے سے لگی اور بے آواز رونے لگی۔۔۔

بلکل آپ کو ہونا چاہئے ناراض مینے کام ہی ایسا کیا۔۔۔

مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا آپ کو اتنا کچھ نہیں بولنا چاہئے تھا۔۔۔

آپ مجھ سے ناراض ہونا تو مجھے ڈانٹو مارو غصہ دکھاؤ مگر پلیز مجھے چھوڑ کر مت جاؤ۔۔۔

م۔۔۔ میں نہیں رہ سکتی آپ کے بنا۔۔۔

علی واقعی اس سے بے حد ناراض تھا اور سوچ کر بھی آیا تھا کہ ناراضگی جتائے گا مگر وہ ایسا نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

اس کی حالت دیکھ کر وہ سب بھول گیا ناراضگی جتنا غصہ کرنا۔۔۔۔

رونا بند کرو تم آرام کرو پھر کرتے ہیں بات۔۔۔

علی نے حیا کو خود سے دور کیا اور اسے لٹایا۔۔۔

آرام کرو تم۔۔۔۔

حیا پھر اٹھ کر بیٹھی اور۔۔۔۔۔

حیا پھر اٹھ کر بیٹھی۔۔۔

نہیں مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔

علی حیا کے پاس آکر بیٹھا۔۔۔

بولو سن رہا ہوں۔۔۔

ایم سوری۔۔۔

مجھے معاف کر دو علی مجھے احساس ہو گیا ہے اپنی غلطی کا۔۔۔

احساس ہو گیا ہے کہ میں آپ کے بنا نہیں رہ سکتی۔۔۔

میں کم عقل بیوقوف تھی جو آپ کو اتنا کچھ کہا۔۔

مگر آپ تو سمجھ دار تھے نارکھ کر دیتے دو کان کے نیچے۔۔۔۔

پریوں چھوڑ کر چلے گئے مجھے۔۔۔۔

حیا رونے لگی۔۔۔

ادھر آؤ۔۔۔

علی نے اپنی بانہیں پھیلائیں۔۔۔

حیا جلدی سے علی کے سینے لگی اور رونے لگی۔۔۔

علی کے بھی کنٹرول میں نہیں تھا کچھ جو سوچ کر آیا تھا ناراضگی جتائے گا ویسا کچھ نہیں
کر پا رہا تھا۔۔۔

کیا کروں محبت چیز ہی ایسی ہے حیا کو تکلیف دے کر درد اسے ہی ہونا تھا۔۔۔

علی نے اپنی گرفت سخت کی۔۔۔

اچھا بس اب رونا بند کرو۔۔۔

میری ساری شرٹ گندی کرو گی کیا اب۔۔۔

پہلے بتائیں معاف کر دیا مجھے آپ نے۔۔۔

ہاں کر دیا ہے۔۔۔

پکا۔۔۔

ہاں میری باربی۔۔۔

آئندہ اگر ایسا کیا تو واقعے میں دوکان کے نیچے رکھ کے دوں گا۔۔۔

حیا علی کی طرف گھور نے لگی۔۔۔

علی نے حیا کے آنسوؤں اپنے لبوں سے چنے۔۔۔

حیا نے اپنی آنکھیں بند کیں۔۔۔

دوبارہ میں ان آنکھوں میں آنسوؤں نا دیکھوں۔۔۔

خود کو دیکھا ہے تم نے کیا حال بنایا ہوا ہے اپنا۔۔۔

سب آپ کی مہربانی کہ وجہ سے ہوا ہے۔۔۔۔

نا آپ جاتے نا یہ سب ہوتا۔۔۔

جانے پر بھی تو تم نے ہی مجبور کیا تھا۔۔۔

اچھا بس کریں اب چھوڑیں پرانی باتوں کو۔۔۔۔

تو نئی بات یہ کہ اب تم کھانا کھاؤ چپ کر کے اور اپنی میڈیسن لو اور آرام کرو۔۔۔۔

اففف میڈیسن نہیں۔۔۔۔

کیا نہیں۔۔۔

مجھے نہیں کھانی۔۔۔

دیکھتا ہوں میں بھی کیسے نہیں کھاؤ گی۔۔۔
مجھے میری پرانی والی چھوٹی باربی چاہئے سمجھی تم۔۔۔
حیا مسکرانے لگی۔۔۔



دن گزرتے گئے سب ٹھیک ہو چکا تھا وقت کے ساتھ ساتھ۔۔۔
سب لوگ ہی خوش تھے۔۔۔
بے حد خوش تھے۔۔۔

یوسف دورانی کے چہرے پر بھی اطمینان تھا۔۔۔
اس کی دونوں بیٹیاں بہت خوش تھی۔۔۔
آج پلو شہ کی بھی رخصتی تھی۔۔۔
جہاں سب بے حد خوش تھے وہی یوسف دورانی اور عشرت بیگم دکھی بھی۔۔۔
اور ہوتے بھی کیوں نا ان کے گھر کی رونقیں جو جا رہی تھی۔۔۔
جو سارا دن گھر میں ادھم مچائے رکھتی تھی۔۔۔

ہر وقت شور لڑائی ان دونوں کی وجہ سے تو گھر میں رونق تھی۔۔۔
چلیں جناب اب آپ رونے نا بیٹھ جانا ورنہ پھر پلوشہ نے جانا نہیں ہے۔۔۔
یوسف دورانی نے عشرت بیگم کا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے کہا۔۔۔
اچھا نہیں روتی چلیں آپ تیار ہو جائیں جلدی سے۔۔۔
جو حکم جناب۔۔۔

عشرت بیگم مسکرانے لگی اور باہر کی جانب چل پڑی۔۔۔۔
♥ ♥ ♥ ♥

پریشہ اور پلوشہ دونوں تیار ہو چکی تھی۔۔۔
بیوٹیشن کو گھر ہی بلالیا تھا۔۔۔

پریشہ نے بلو کلر کی کامدار پاؤں تک آتی فراک پہنی ہوئی تھی۔۔۔
اور ہائی ہیل بالوں کو رول کیے اگے کی طرف کیا ہوا تھا۔۔۔

سمونگ آئز میکپ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔
آج تو آیان کے دل پر غضب ڈھانے والے تھی۔۔۔

اور پلوشہ بھی بے حد حسین لگ رہی تھی۔۔۔
زیان کی زد کی وجہ سے اس نے سرخ کلر کا ڈریس پہنا تھا وہ بھی زیان کی پسند تھا۔۔۔۔
بھاری پورا کام سے بھرا ہوا لنگا۔۔۔
اوپر سے چولی اور ڈوپٹے پر بھی کام کیا ہوا تھا۔۔۔
دولہن کی طرح سجایا گیا تھا۔۔۔
اچھے سے میکپ کیے بالوں کو جوڑے میں قید کیے اور کچھ ظالم لٹیں رول کر کے آگے کی
طرف کی ہوئی تھی۔۔۔

جوہیری اور تین مالا والا رانی ہار خوبصورت سی ماتھا پیٹ نوز رنگ۔۔۔۔
ہاتھوں پر مہندی سجائے مہندی سے بھرے ہاتھ اور ان کے اوپر چوڑیاں۔۔۔
ڈوپٹے کو اچھے سے کور کیے بلا کی حسین لگ رہی تھی۔۔۔



حیا جلدی بھی کرو یا رکتنی دیر کرواتی ہوں تم لڑکیاں سو بار فون آچکے ہیں مج۔۔۔۔
علی بولتے بولتے روم میں داخل ہوا اور جیسے ہی روم میں گیا وہی برف کی طرح جم گیا۔۔۔

حیا ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنا ڈوپٹا سیٹ کر رہی تھی۔۔۔
حیا نے گولڈن کلر کی شارٹ فراک پہنی ہوئی تھی جس پر کام کیا ہوا تھا۔۔۔۔
اور گولڈن کلر کا ہی ٹراؤزر اور شاکنگ پنگ کلر کا بھرا ہوا ڈوپٹا۔۔
اور ہیل والی سینڈل بالوں کا اچھا سا سٹائل بنائے سارے بال اگے کی طرف ایک سائیڈ
کیے ہوئے تھے۔۔۔

اور لائیٹ کلر کے ڈریس کے حساب سے میکپ تھوڑا ڈارک کیا تھا۔۔۔
جس میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔
بلکل باربی ہی لگ رہی تھی۔۔۔

جی جی بس تیار ہوں کیا ہوا ہے آپ کو وہی رک گئے حیا اپنا ڈوپٹا سیٹ کرتے ہوئے
بولی ---

بس کیا کریں زہنسیب آپ کو دیکھ لیا اور کچھ نظر ہی نہیں آ رہا۔۔۔

بس کریں اب دیر نہیں ہو رہی۔۔۔

علی حیا کے پاس آیا نہیں اب دیر نہیں ہو رہی۔۔۔

آپ نا پچھیں رہیں مجھ سے میرا میکپ خراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے اچھا۔۔۔۔
کیا یار۔۔۔

چلیں چپ کر کے جلدی کریں دیر ہو رہی ہے۔۔۔

اچھا بھئی چلو۔۔۔

علی نے معصوم سا چہرہ بنایا۔۔۔

حیا بھی مسکرا نے لگی اور دونوں روانہ ہو گئے۔۔۔



آخر کار رخصتی کا سلسلہ شروع ہوا۔۔۔

عشرت بیگم کی آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھیں۔۔۔

اور نا چاہتے ہوئے بھی یوسف دورانی بھی رو پڑے آج۔۔۔۔

زندگی بہت مشکل ہوتی ہے کچھ بھی آسان نہیں ہوتا زندگی میں اور سب سے مشکل کڑی
تب ہوتی ہے جب ایک لڑکی اپنے گھر کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر دوسرے گھر جاتی
ہے۔۔۔۔

وہ لمحہ جب وہ اپنے عزیز گھر والوں کو چھوڑ کر ایک نیا گھر بسانے جاتی ہے۔۔۔
اور آج یہ لمحہ پلوشہ کی زندگی میں آیا تھا اور وہ بے تہاشا رو رہی تھی اپنی رخصتی پر اور زیان
سے تو برداشت ہی نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔

پتا نہیں کیسے چپ کیے ہوا تھا۔۔۔

پریشہ نے بہت مشکل سے پلوشہ کو چپ کروایا تھا۔۔۔

اور پھر پلوشہ زیان گاڑی میں بیٹھے اور سب روانہ ہوئے۔۔۔۔



زبان جیسے ہی روم میں جانے لگا تو دروازے کے باہر حیا کھڑی ہوئی تھی۔۔۔
جی بھائی کہاں کی تیاری ہے ہاں۔۔۔

ظاہر ہے اپنے روم میں جانے کی تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔
اوہووو بڑی جلدی ہے روم میں جانے کی ہاں۔۔۔
اتنی آسانی سے کیسے نکالیں پہلے بیس ہزار۔۔۔
کیا بیس ہزار تم پاگل ہو گئی ہو۔۔۔

اتنے بڑے بزنس مین ہو کر بیس ہزار نہیں دے سکتے۔۔۔
اووو تو بہ بھائی۔۔۔

مجھے پتا ہے تم میرا ٹائم ویسٹ کر رہی ہو۔۔۔
تو دو پیسے۔۔۔

اففف زبان کو پتا تھا حیا ایسے نہیں مانے گی تو پوکیٹ میں سے دس ہزار نکال کر
دلے۔۔۔

یہ کتنے ہیں۔۔۔

دس ہزار ہیں۔۔۔

بس دس ہزار کافی ہے حیا نہیں تو میں کھرکی سے چلا جاؤں گا اندر۔۔۔
ہاہاہاہا اوکے اوکے جائیں کیا یاد رکھیں گیں کہ کتنی سکھی بہن ملی ہے آپ کو۔۔۔
حیا نے کہا اور وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔۔۔

زیان بھی روم میں داخل ہوا۔۔۔



آیان بھائی مجھے ناکام ہے آپ سے۔۔۔
حیا نے کہا۔۔۔

ہاں بولو۔۔۔

وہ نا میں اور پریشہ بھابھی گھر جا رہے ہیں۔۔۔

آپ نا علی کو اپنے ساتھ کسی کام میں الجھائے رکھنا۔۔۔

پھر میں آپ کو کال کروں گی آپ علی کے ساتھ آجانا اور پریشہ بھابھی پھر آپ کے ساتھ
آجائے گی۔۔۔

لیکن کیوں۔۔۔

اب آپ کو ساری ڈیٹیل میں بعد میں بتاؤں گی اتنا ٹائم نہیں ہے جا رہے ہیں ہم
ابھی۔۔۔

پریشہ نے کہا۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔

حیا اور پریشہ وہاں سے جلدی سے نکلے۔۔۔۔

آیاں بھی علی کو دیکھنے چلا گیا۔۔۔

کتنا اداس ہو گیا ہے یہ گھر بھی ہماری بچوں کے بنا۔۔۔۔

کتنی جلدی بڑی ہو جاتی ہیں بیٹیاں پتا ہی نہیں چلتا۔۔۔

عشرت بیگم کہہ کر رونے لگی۔۔۔۔

اچھا بس تم رو تو مت اور طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔۔
اور کون سا دور ہیں بچیاں آجایا کریں گی ملنے۔۔۔
دونوں بہنے ساتھ ہیں ماشاء اللہ خوش رہیں گی۔۔۔

آمین اللہ میری بچیوں کو خوش ہی رکھے۔۔۔
سب کی بیٹیوں کے نصیب اچھے کرے۔۔۔
آمین۔۔۔

چلو اب کچھ کھا لو تم بھی پھر دوا بھی لینی ہے۔۔۔
اور مجھے بھی بھوک لگی ہے بہت۔۔۔۔
تمہارے دکھ کے چکرے میں تو بھوکا ہی۔۔۔۔۔
اچھا جا رہی ہوں آپ بھی کیا فضول بولتے رہتے ہیں۔۔۔
یوسف دورانی مسکرانے لگے۔۔۔



چل آیان میں چلا بہت ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔

اور یہ حیا کہاں ہے نظر نہیں آرہی۔۔۔

حیا تو گھر چلی گئی۔۔۔۔

لیکن کیوں مجھے بتائے بغیر۔۔۔۔

وہ اس کی نا طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی اسی لیے۔۔۔

تو مجھے تو بتانا چاہئے تھا کس کے ساتھ گئی ہے وہ۔۔۔

پریشہ کے ساتھ گئی ہے ٹینشن نا لو۔۔۔۔

چلو چلتے ہیں پھر ٹینشن ہو رہی ہے مجھے۔۔۔

چلو جلدی۔۔۔۔

علی نے کہا۔۔۔۔

اچھا بھئی چل۔۔۔

علی ڈرائونگ کرنے لگا اتنے میں آیان نے پریشے کو میسیجز کر دے تھے وہ دونوں آرہے
ہیں۔۔۔

پریشے نے اوکے کا میسج کر دیا تھا۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی کا ہارن سنائی دیا تو پریشے باہر گئی۔۔۔۔

کیا ہوا ہے بھابھی حیا کو ٹھیک تو ہے نا وہ۔۔۔۔

علی نے آتے ہی پریشے سے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔

جی سو رہی ہے اب تو۔۔۔۔

اچھا پاگل ہے یہ لڑکی مجھے بتائے بنا آگئی۔۔۔

جی آپ کر لینا بات اس سے۔۔۔۔

آیان چلیں اب چلنا چاہئے ہمیں بھی۔۔۔

میں بھی تھک گئی ہوں بہت۔۔۔۔

اور پھر آیان اور پریشہ روانہ ہوئے۔۔۔۔



علی پریشانی سے کمرے میں داخل ہوا اور جیسے ہی دیکھا تو شکد ہی رہ گیا۔۔۔

پورہ کمرہ ویسے ہی سجایا ہوا تھا جیسے شادی کی رات علی نے سجایا تھا۔۔۔

ہر طرف پھول ہی پھول بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

اور ویسے ہی ٹیبل رکھا ہوا تھا جس کے اوپر کیک تھا اور اس کے اوپر سوری لکھا ہوا تھا۔۔۔۔

اور چاروں طرف دیے جل رہے تھے۔۔۔

اور سب سے بڑی بات حیا نے اپنی شادی کا ڈریس پہنا ہوا تھا اور دولہن کی طرح تیار تھی۔۔۔

آج تو وہ علی کے دل کو گھائل کیے جا رہی تھی۔۔۔۔

علی کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔۔۔

علی حیا کے پاس گیا اور اس کے قریب جا کر بیٹھا۔۔۔
واہ بھی آج تو جناب بڑی مہربان ہے ہم پر۔۔۔۔
میں وہاں پریشان ہو گیا تھا اور یہاں تو واہ بھئی۔۔۔
میری چھوٹی باربی اتنی رومینٹک ہوگی مینے تو سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔۔
علی آج تو چھوٹی باربی نا بولو آپ۔۔۔
کیوں آج کیا ہے جو آج نہیں بول سکتا۔۔۔
پتا نہیں مجھے بس آپ نا بولو۔۔۔
یار اب میں جھوٹ تو نہیں بولتا نا اب تم چھوٹی ہو تو ہونا۔۔۔
نہیں تو بڑی ہوں میں۔۔۔
اچھا بابا بس تم بڑی ہو۔۔۔
حیا مسکرانے لگی۔۔۔
چلو اب میری منہ دکھائی دیں۔۔۔
کون سی منہ دکھائی ہاں۔۔۔

وہی جو دلہن کا چہرہ دیکھ کر دیتے ہیں۔۔۔

یہ چہرہ تمہارا جو مینے ہزار بار دیکھا ہے تو منہ دکھائی کیسی۔۔۔۔

اوکے ٹھیک ہے حیا غصے سے اٹھنے لگی تو علی نے اس کا بازو تھاما۔۔۔
حیا گھور کر دیکھنے لگی۔۔۔

علی نے ڈیسنگ سے ایک ڈبی اٹھائی اور اس میں سے کنگن نکالے۔۔۔

یہ کنگن میرے لیے بہت عزیز ہیں بہت پیارے ہیں مجھے مینے انھیں ہمیشہ سمنجھال کر رکھا ہے۔۔۔

یہ کنگن میری امی جان کے ہیں۔۔۔

علی نے کہا اور دو کنگن ایک کلائی میں پہنائے اور دو دوسری میں۔۔۔

اور پھر حیا کہ کلائی پر اپنے لب رکھے۔۔۔۔

حیا دیکھ کر مسکرائی بہت پیارے ہیں میں بھی انھیں ہمیشہ سمنجھال کر رکھوں گی۔۔۔

اچھا اٹھو اب ---

لیکن کیوں ---

کیک بھی تو کاٹنا ہے نا اٹھو جلدی سے ---

علی اٹھ کھڑا ہوا اوئے مسٹر اکیلے اکیلے کدھر یہ اتنا ہیوی ڈریس پہنا ہوا ہے ہاتھ تو دو ---

اتنا اچھا تیار ہوئی میں اور تعریف بھی نہیں ہوئی آپ سے ہممم ---

حیا نے منہ بنایا ---

جانے من پہلے کیک کاٹ لیں پھر تعریف کر کے دکھاؤں گا نا کہ کیسے کرتے ہیں

تعریف ---

اور حیا کو چپی لگی اس کے پاس جواب ہی نہیں تھا کہ وہ کیا کہے ---

علی نے اگے ہاتھ بڑھایا ---

اور دونوں جا کر چیئر پر بیٹھے ---

آیم سوری ان سب کے لیے جو مجھ سے ہوا ---

اور ---

بس بس بریک لگاؤ بار بار سوری کہنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے پتا ہے اب تمہاری عقل
ٹھکانے آگئی ہے۔۔۔

ہممممم حیا نے غصے سے کہا۔۔۔

بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے۔۔۔

حیا کے پھولے ہوئے گال علی کو دیکھ کر بڑا مزہ آ رہا تھا۔۔۔

پھر علی نے اور حیا نے دونوں سے ساتھ میں کیک کٹ کیا۔۔۔



پھر حیا ڈریسنگ کے پاس بیٹھ کر اپنی جیولری اتارنے لگی۔۔۔

تعریف نہیں کروانی کیا۔۔۔

علی نے قریب آتے ہوئے سرغوشی نہا کہا۔۔۔

ننن۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔

کیوں۔۔۔

علی تنگ ناکریں میں پہلے ہی بہت تھک گئی ہوں اوپر سے اتنا ہیومی ڈریس۔۔۔
تو ٹینشن کیوں لیتی ہو میں ہوں نا۔۔۔

علی نے حیا کی جویلمری اتاری اور اس کے بالوں کو پنوں سے آزاد کیا جو کہ پھر کھل کر بکھر گئے۔۔۔۔

حیا کی خوشبو علی کو بہکا رہی تھی۔۔۔
علی نے پیچھے سے ہی حیا کی گردن پر اپنے لب رکھے۔۔۔۔
حیا نے اپنی آنکھیں بند کی۔۔۔
علی کی گستاخیاں بڑھنے لگی تو حیا نے کہا۔۔۔
علی۔۔۔۔۔

مگر علی کو حوش ہی کہاں تھا۔۔۔
حیا کو تو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا مشکل لگ رہا تھا۔۔۔
علی بات سنیں نا۔۔۔۔
ہممم سن رہا ہوں بولو۔۔۔

ایسے نہیں۔۔۔

حیا پیچھے ہی۔۔۔

تو پھر کیسے یار۔۔۔۔

حیا کو تو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ اب کیا کہے۔۔۔

علی نے حیا کو سمجھنے کا موقع دیے ہی اسے اپنی بازوؤں میں اٹھایا اور بیڈ پر لٹایا۔۔۔۔

حیا کی دل کی دھڑکنیں تیز ہوئی۔۔۔۔

اتنا اچھا سرپرائز دیا ہے میری چھوٹی باربی نے تو انعام بھی تو ملنا چاہئے نا یہ کہتے ہی علی

حیا پر جھکا اور جھکتا چلا گیا۔۔۔۔



زبان جیسے ہی کمرے میں گیا۔۔

تو حیرت سے پلوشہ کو دیکھنے لگا۔۔۔

اسے تو لگا تھا کہ پلوشہ بھی سب کی طرح بیٹھ کر اس کا انتظار کرے گی مگر وہ میڈم تو

پورے کمرے کا جیسے انٹرو لے رہی ہو۔۔۔

یہ کیا کر رہی ہو تم۔۔۔
دکھ نہیں رہا سجاوٹ دیکھ رہی ہوں واہ بھی کمال ہے سچی۔۔۔

جہازی سائز بڑا بیڈ جس کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔۔
چاروں طرف سفید کمر کے پردے فرش کو چھو رہے تھے۔۔۔
جو کہ عمدہ ڈیزائننگ کے ساتھ سیٹ کیے ہوئے تھے۔۔۔
اور چھوٹا سا جھومر اوپر کی طرف لگا ہوا تھا۔۔۔
جس میں سے روشنیاں نمایاں ہو رہی تھی۔۔۔۔
پورہ کمرہ خوشبوؤں سے مہک رہا تھا۔۔۔
کمال ڈیزائننگ کی ہے ویسے کتنا اچھا سجایا ہے روم۔۔۔۔
اور تمہارا روم بھی بہت پیارا ہے اوہاں سچ میرا بھی ہے اب تو۔۔۔
مطلب ہمارا۔۔۔۔۔

کیا ایسے کیا گھور رہے ہو۔۔۔

یار عجیب لڑکی ہو تم۔۔۔

کیوں۔۔۔

دلہنیں تو شرماتی ہیں لیکن تم۔۔۔۔

تم تو بالکل ہی ان کے الٹ ہو۔۔۔

ہاں تو دیکھ لو پھر میں الگ ہوں مناسب سے۔۔۔

اور چلو شاباش گفٹ دو میرا۔۔۔

کون سا گفٹ۔۔۔۔

وہ جو دلہن کا چہرہ دیکھ کر دیتے ہیں نا۔۔۔

تو تم نے تو اپنا چہرہ چھپایا ہی نہیں تو منہ دکھائی کیسی۔۔۔

اوہ ہاں چلو کوئی بات نہیں رکو۔۔۔

پلوشہ نے کہا اور جا کر بیڈ کے اوپر بیٹھی اور اوپر ڈوپٹے سے گھونگھٹ آگے کیا۔۔۔

اور ایک ہاتھ باہر کی طرف کر کے اشارہ کیا۔۔۔

اب دو بھی جلدی چھپا لیا ہے چہرہ۔۔۔

زیان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی پاگل لڑکی زیان نے دل میں ہی کہا۔۔۔

اور پلوشہ کے پاس گیا۔۔۔

پوری نوٹنکی باز ہو تم۔۔۔۔

جی نہیں میں معصوم سی کیوٹ سی وائف ہوں آپ کی اب جلدی سے گفت نکالیں۔۔۔

لیکن گفت تو میں لایا ہی نہیں۔۔۔

پلوشہ نے جلدی سے ڈوپٹا ہٹایا۔۔۔

کیا نہیں لے کر آئے یہاں کیا کر رہے ہو پھر۔۔۔

ہاں اٹھو چلو جاؤ لیکر آؤ پہلے مجھے نہیں پتا مجھے چاہیئے۔۔۔

مجھے چاہیئے۔۔۔۔

پلوشہ بچوں کی طرح زد کرنے لگی۔۔۔

زیان نے پلوشہ کا ہاتھ کھینچ کر پلوشہ کو اپنی طرف کیا۔۔۔

پلوشہ ایکدم ہی گھبرا گئی۔۔۔

یہ۔۔۔ یہ کیا۔۔۔

ایسا ہو سکتا ہے بھلا کہ میں اپنی جنگلی شیرنی کے لیے گفٹ لانا بھول جاؤں۔۔۔

ہئے دکھاؤ پھر جلدی سے۔۔۔

کتنی بے صبری دلہن ہو یار۔۔۔

پلوشہ زیان کو گھورنے لگی۔۔۔

اچھانا زیان نے ایک مکھملی باکس اگے کیا۔۔۔

مجھے دکھاؤ میں خود دیکھوں گی۔۔۔

تم تو سچ میں بے صبری ہو۔۔۔

پلوشہ نے انسنا کیے وہ باکس کھولنا شروع کیا تو اس میں پاٹے تھی۔۔۔

ہئے پائل میری فیوریٹ زیان پہناؤ نا پلیز ابھی۔۔۔۔

لو یہ بھی کوئی کہنے کہ بات ہے۔۔۔

جو کام دولہے کو کرنا چاہیے وہ یہاں دلہن کر رہی ہے عجیب۔۔۔

اففف کیا کروں پھر مجھے نہیں آتا شرمانا ورمانا۔۔۔

اچھا جی چلو دیکھتے ہیں۔۔۔۔

زیان نے پلوشہ کے پاؤں میں پایل پہنائی۔۔۔

ہے کتنی پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔

تھینکیو تھینکیو زیان۔۔۔

پلوشہ نے کہا اور خوشی سے زیان کے گلے لگی۔۔۔۔

پھر بعد میں جلدی سے پیچھے ہٹی اور سوچنے لگی یہ میں کیا کر رہی ہوں۔۔۔

ادھر آؤ۔۔۔

زیان نے کہا۔۔۔

آؤ نا۔۔۔

پلوشہ زیان کے قریب گئی۔۔۔

زیان نے پلوشہ کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

ٹھیک تو ہو نا طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمہاری۔۔۔

کیا ہے بھئی ٹھیک ہوں وہ تو بس جزباتی ہو گئی تھی میں۔۔۔

اووہ جزباتی۔۔۔۔

ہاں نا اور کیا۔۔۔

سہی۔۔۔

اور کیا کہہ رہی تھی تم۔۔۔

کیا۔۔۔

کہ تمہیں شرم نہیں آتی۔۔۔

ہاں ت۔۔۔ تو۔۔۔ نہیں آتی۔۔۔

ٹھیک ہے اب شرمنا مت۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔

مطلب یہ کہ زیان پوشہ کے قریب آیا تو پوشہ بیڈ کراؤن کے ساتھ لگی۔۔۔

زیان نے پوشہ کو لٹایا اور اس کے اوپر جھکا۔۔۔

میری شیرنی تو آج بڑی حسین لگ رہی ہے۔۔۔

لگتا ہے مجھے گھائل کرنے کے ارادے ہیں آج تمہارے۔۔۔

زیان نے پلوشہ کے کان کے قریب کھمبھیر لہجے میں کہا۔۔۔

تو پلوشہ تو کانوں تک سرخ ہوئی۔۔۔

یہ کہتے ہی زیان نے پلوشہ کے ماتھے پر لب رکھے اور پیشانی چومنے لگا اور پھر پلوشہ کے گالوں پر اپنے لب رکھے۔۔۔

پلوشہ نے اپنی آنکھیں بند کی اور زیان کی کالر کو سختی سے اپنی مٹھیوں میں جکڑا۔۔۔

آہاں کیا ہوا ابھی سے ہی چہرے پر اتنی لالی ابھی تو مینے کچھ کیا ہی نہیں۔۔۔

پلوشہ سے تو کچھ بولا ہی نہیں جا رہا تھا۔۔۔

اور پھر زیان پلوشہ کے لبوں پر جھکا۔۔۔

پلوشہ کو بھی زیان کی قربت سکون دے رہی تھی۔۔۔

پھر زیان نے پلوشہ کے بالوں کو پیچھے کیا اور اس کی گردن پر اپنے دہکتے لب رکھے۔۔۔

پلوشہ کی تو روح فنا ہو رہی تھی۔۔۔

پلوشہ بھی زیان کے پرسکوں لمس سے اب مدھوش ہونے لگی تھی۔۔۔

جو کہ زیان کے جوش بڑھانے کا باعث بنی۔۔۔

زیان اب پلوشہ میں مکمل کھو چکا تھا۔۔۔

پلوشہ بھی اسکے اس محبت کے انداز میں پاگل ہو رہی تھی۔۔۔

زیان کی سانسوں میں اب پلوشہ کی خوشبو سما چکی تھی۔۔۔

اب دونوں جسم ایک ہو رہے تھے۔۔۔

پلوشہ کو اپنی خواب گاہ میں پا کر زیان کو تو ایسا لگ رہا تھا جیسے جنت مل گئی ہو۔۔۔۔۔

زیان کی بڑھی جسارتوں سے پلوشہ بھی لطف اندوز ہو رہی تھی اور خود کو زیان کے سپرد کر چکی تھی اسے سونپ چکی تھی۔۔۔۔

ختم شدہ۔۔۔۔